عمران سیریز
مکروہ جرم
مظہر کلیم
ایم اے

بھیجیں تاکہ یہ فہرست قارئین کے لئے شائع کی جاسکے تو میں نے آپ
کو پہلے بھی دو فہرستیں ارسال کی ہیں اب تیسری فہرست ارسال کر رہا
ہوں۔ امید ہے آپ انہیں ضرور شائع کریں گے۔

محترم خالد حسین صاحب۔ خط لکھنے اور فہرستیں ارسال کرنے کا
بیحد شکریہ۔ آپ نے واقعی ان فہرستوں کو مرتب کرنے میں بیحد
محنت کی ہے اور میں دل سے آپ کی اس محنت کا شکریہ ادا کرتا ہوں
لیکن آپ نے خود ہی موجودہ خط میں لکھا ہے کہ آپ نے پہلی دو
فہرستوں میں کافی غلطیاں کی ہیں اور یہ تیسری فہرست جو آپ نے
ارسال کی ہے یہ میرے ناولوں کی بجائے دوسرے مصنفین کے
ناولوں کی فہرست ہے۔ میں نے قارئین سے یہ فرمائش کی تھی کہ
اکثر قارئین مجھ سے پوچھتے رہتے ہیں کہ فلاں کردار پہلی بار کس ناول
میں آیا تھا اس لئے مجھے ایسی فہرست چاہئے جس میں یہ کردار جس
ناول میں پہلی بار آیا ہو اس ناول کا نام لکھ دیں۔ ایسی فہرست جو
غلطی سے مبرا ہوگی اسے انشاء اللہ ضرور شائع کیا جائے گا۔ امید ہے
آپ ضرور جلد از جلد ایسی فہرست مرتب کر کے بھجوائیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل شب روز کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر اسے
پارکنگ کی طرف لے گیا۔ ہوٹل شب روز کو تعمیر ہوئے ابھی تھوڑا
ہی عرصہ ہوا تھا لیکن اس کے کھانوں کی شہرت پورے دارالحکومت
میں پھیل گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ہوٹل شب روز کے ڈائننگ ہال
میں لنچ اور ڈنر کے وقت ایڈوانس بکنگ کرانا پڑتی تھی۔ عمران نے
بھی ایک باریہاں لنچ کیا تھا اور اسے بھی وہاں کے کھانے بے حد پسند
آئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اکثر کھانا کھانے کے لئے ہوٹل شب روز
کا ہی رخ کیا کرتا تھا۔ چونکہ وہ کئی باریہاں آ چکا تھا اس لئے اب
یہاں کا عملہ اسے اچھی طرح پہچاننے لگ گیا تھا۔ چنانچہ اگر کوئی
سیٹ خالی نہ بھی ہو تب بھی عمران کے لئے سپیشل سیٹ کا انتظام
کرایا جاتا تھا۔ آج بھی عمران یہاں لنچ کرنے آیا تھا۔ اس نے کار
پارکنگ میں روکی اور پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ اطمینان
بھرے انداز میں قدم بڑھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا

لیکن ابھی وہ مین گیٹ سے کافی دور تھا کہ اچانک وہ ٹھٹک کر رک گیا۔ اس نے کمپاؤنڈ گیٹ سے سوپر فیاض کی سرکاری جیپ کو اندر داخل ہوتے دیکھا اور جیپ پوری رفتار سے چلتی ہوئی سیدھی مین گیٹ کی طرف بڑھی اور عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سوپر فیاض کی سرکاری جیپ پارکنگ کی بجائے ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے ہی رکے گی۔ یہ اس کی عادت تھی اور پھر جیپ گیٹ کے سامنے رکی اور اس کے ساتھ ہی سوپر فیاض جیپ سے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی طرف کو بڑھ گیا جبکہ ڈرائیور نے جیپ کو تھوڑا سا آگے کر کے روک دیا۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سوپر فیاض بھی لنچ کرنے آیا ہو گا۔ چنانچہ آج کا لنچ اس نے سوپر فیاض کی جیب پر ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ عمران جب مین گیٹ پر پہنچا تو وہاں موجود دونوں باوردی دربانوں نے جھک کر عمران کو سلام کیا۔

"یہ وردی والے صاحب کون ہیں جو ابھی اندر گئے ہیں۔ بڑی عجیب سی وردی ہے جیسے ریلوے کے قلیوں کا ٹھیکیدار ہو"۔ عمران نے ایک دربان سے بڑے رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

"اوہ۔ آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کی بات کر رہے ہیں۔ جناب یہ بہت بڑے افسر ہیں۔ انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہیں"۔ دربان نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے جواب دیا۔

"سپرنٹنڈنٹ۔ کیا مطلب۔ کیا انہیں بڑے بڑے ڈنٹ پڑے

ہوئے ہیں۔ میرا مطلب ہے جیسے حادثے کے بعد کار کو ڈنٹ پڑ جاتے ہیں"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دونوں دربان بے اختیار ہنس پڑے۔

"جی یہ عہدہ ہوتا ہے بہت بڑا عہدہ"۔ دربان نے جواب دیا۔

"عہدہ۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ کیا یہ کسی کار کا نام ہے۔ خیر ہو گا مجھے کیا"۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا اور دونوں دربان اس طرح مسکرا دیئے جیسے عمران کی لاعلمی پر مسکرا رہے ہوں۔ ہال میں داخل ہو کر عمران ایک سائیڈ پر بنے ہوئے انتہائی وسیع و عریض ڈائننگ ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ چونکہ لنچ کا وقت تھا اس لئے مین ہال تقریباً خالی نظر آ رہا تھا جبکہ لنچ ہال میں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ عمران نے لنچ ہال کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

"عمران صاحب آپ۔ آج تو آپ کے لئے مخصوص میز لگانی ہو گی۔ ایک منٹ توقف کیجئے"۔ قریب کھڑے سپروائزر نے عمران کو دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہا لیکن عمران کی نظریں ہال میں سوپر فیاض کو تلاش کر رہی تھیں لیکن سوپر فیاض کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔

"انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب آئے تھے۔ کیا ان کے لئے تم لوگوں نے علیحدہ کمرہ ریزرو کرایا ہے"۔ عمران نے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا جو کسی دوسرے کو عمران کے لئے مخصوص میز لگانے کا کہہ رہا تھا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب۔ نہیں جناب وہ تو یہاں نہیں آئے۔ شاید مینجر صاحب کے آفس میں گئے ہوں گے"...... سپروائزر نے کہا۔

"اوکے۔ تو پھر مینجر صاحب کے آفس میں انہیں پیغام بھجوا دو کہ میں ان کی طرف سے یہاں لنچ کر رہا ہوں۔ وہ جاتے ہوئے کاؤنٹر پر پیمنٹ کرتے جائیں ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ میرے گلے میں کپڑا ڈالے کھڑے ہوں"۔ عمران نے کہا تو سپروائزر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب آپ جیسے معزز گاہک سے بھلا ایسا سلوک ہو سکتا ہے۔ بہرحال آپ کا پیغام پہنچ جائے گا"...... سپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"معزز گاہک بھی کہتے ہو اور جاتے ہوئے جیبوں میں موجود ساری رقم بھی نکال لیتے ہو"...... عمران نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کے لئے علیحدہ میز لگائی جا رہی تھی اور سپروائزر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے کرسی پر بیٹھ کر ویٹر کے ہاتھ سے مینو لیا اور اس پر نشان لگانے شروع کر دیئے۔

"وہ ویٹر سلامت کہاں ہے۔ آج ہال میں نظر نہیں آ رہا"۔ عمران نے نشان لگا کر مینو واپس ویٹر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"سلامت کا نوجوان بیٹا فوت ہو گیا ہے وہ چھٹی پر ہے جناب"۔ ویٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نوجوان بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔ انا للہ وانا الیہ

راجعون۔ کیا ہوا تھا اسے"...... عمران نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"بیمار تھا۔ سلامت اسے ہسپتال لے گیا لیکن وہ بچ نہ سکا"۔ ویٹر نے جواب دیا۔

"کب فوت ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آج صبح قل خوانی تھی"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے سلامت کا گھر"...... عمران نے پوچھا۔

"محلہ سلیٹی والا میں جناب۔ موتی مسجد کے سامنے گلی میں"۔ ویٹر نے جواب دیا۔

"محلہ سلیٹی والا۔ یہ کون سا محلہ ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرانے شہر میں جناب کمیٹی چوک کے سامنے گلی اندر جا رہی ہے وہاں سے یہ محلہ شروع ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کسی زمانے میں وہاں سلیٹی بنانے والا کوئی کارخانہ تھا اسی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا ہے"۔ ویٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا کر لنچ لے آؤ"...... عمران نے کہا اور ویٹر سلام کر کے مڑا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد لنچ سرو ہو گیا اور عمران لنچ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ لنچ کے بعد اس نے چائے کا آرڈر دیا اور خود وہ ہاتھ دھونے کے لئے اٹھ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے سوپر فیاض کو ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔ عمران

نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کیا تو سوپر فیاض تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا۔

"کیا وہ سلیمان تمہارے لئے کھانا نہیں پکاتا جو تم یہاں نظر آ رہے ہو"۔۔۔ سوپر فیاض نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ گاؤں گیا ہوا ہے۔ لیکن تم سناؤ سلمیٰ بھابھی کا کیا حال ہے۔ سنا ہے بیمار تھیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیمار۔ کیا مطلب۔ وہ کیوں بیمار ہونے لگی۔ کبھی تو منہ سے کوئی اچھی بات نکال لیا کرو۔ ہمیشہ الٹا ہی بولتے ہو"۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر تمہارا مینجر کے کمرے میں جا کر سپیشل لنچ کرنا حالانکہ مجھے تو تجربہ ہے کہ سلمیٰ بھابھی شب روز سے زیادہ ذائقے دار کھانے پکاتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں۔ تمہاری طرح بیکار نہیں ہوں سمجھے۔ اور یہ بات تمہیں بھی معلوم ہے کہ ڈیوٹی کے دوران میں کھانا کھانا تو ایک طرف چائے بھی نہیں پیا کرتا"۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ بڑی مہنگی ہے یہاں کی چائے۔ چلو ایک پیالی کی تو بچت ہوئی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے میز پر چائے کے برتن لگانے شروع کر دیئے۔

"سنو میرے لئے پہلے لنچ لاؤ اور پھر چائے لے آنا۔ جاؤ"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے ویٹر سے کہا۔

"آپ کی چائے تو میں لے آیا تھا۔ ٹھیک ہے سر جیسے آپ کا حکم"۔۔۔۔ ویٹر نے کہا اور ساتھ ہی کوٹ کی جیب سے اس نے مینو نکال کر سوپر فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"جو عمران نے منگوایا ہے وہی لے آؤ"۔۔۔ سوپر فیاض نے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مینو واپس جیب میں ڈالا اور پھر چائے کے برتن واپس ٹرے میں رکھے اور مڑ گیا۔

"تم تو ڈیوٹی پر ہو اور ڈیوٹی کے دوران تم چائے بھی نہیں پیتے اور اب یہ کھانا۔ کیا تمہاری یادداشت اتنی کمزور ہے کہ چند لمحوں میں اپنی کہی ہوئی بات بھی بھول جاتے ہو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"ڈیوٹی کے دوران میں دوسروں سے کچھ نہیں کھاتا پیتا لیکن تمہارا تو میری ڈیوٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے تمہارے ساتھ تو میں کھا بھی سکتا ہوں اور پی بھی"۔۔۔ سوپر فیاض نے مزے لے لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا تم اپنی یونیفارم میں بھی بھاری بٹوہ رکھتے ہو"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"بھاری بٹوہ۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"ظاہر ہے ہوٹل شب روز کافی مہنگا ہوٹل ہے۔ اور دو آدمیوں کے

کھانے کا بل کوئی بھاری بٹوے والا ہی ادا کر سکتا ہے"..... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"میں تو تمہارا مہمان ہوں۔ تم جانو اور ہوٹل شب روز جانے"۔ سوپر فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے آج عمران کو پھنسا کر وہ لطف لے رہا ہو۔

"لیکن میرے پاس تو اپنے کھانے کا بل دینے کی رقم نہیں ہے۔ میں تو تمہاری جیپ دیکھ کر یہاں آگیا تھا اور میں نے تو سپروائزر کو کہہ دیا تھا کہ وہ تمہیں پیغام بھجوا دے کہ جاتے ہوئے میرے کھانے کا بل تم نے دے کر جانا ہے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں دوں گا تمہارے کھانے کا بل۔ تم جانو اور ہوٹل والے جانیں اور بس اب اس موضوع پر مزید کوئی بات نہیں کرنا" سوپر فیاض نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر کھانا لے کر آگیا اور اس نے پہلے چائے کے برتن اٹھا کر ایک طرف رکھے اور پھر سوپر فیاض کے سامنے کھانا لگانا شروع کر دیا۔ عمران اس دوران چائے کی پیالی ختم کر چکا تھا۔

"بل لے آؤ"..... عمران نے ویٹر سے کہا۔

"یس سر"..... ویٹر نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"گڈ آج شاید زندگی میں پہلی بار تمہاری دعوت کھا رہا ہوں۔ ویری گڈ۔ آج لطف آئے گا کھانے کا"..... سوپر فیاض نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے کھانا شروع کر دیا۔

"مینجر صاحب سے آج کتنی وصولی ہوئی ہے"..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"وصولی۔ کیسی وصولی۔ میں تو مینجر کو تمہارے ڈیڈی کا پیغام دینے آیا تھا۔ اس ہوٹل کے مالکوں میں سر شیراز شامل ہیں اور سر شیراز نے ہوٹل کا لائسنس لیتے ہوئے تمہارے ڈیڈی کا ریفرنس دیا تھا۔ تمہارے ڈیڈی نے پیغام بھجوایا ہے کہ سر شیراز سے کہہ دوں کہ وہ کسی اور کا ریفرنس دے کر ان کا نام کٹوا دیں کیونکہ تمہارے ڈیڈی یہ پسند نہیں کرتے کہ کسی ہوٹل کے سلسلے میں ان کا نام بطور ریفرنس شامل ہو"..... سوپر فیاض نے کھانے سے ہاتھ روک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ڈیڈی یہ بات براہ راست سر شیراز سے بھی تو کر سکتے تھے یا مینجر کو فون کر کے کہہ سکتے تھے۔ تمہارے ہاتھ مینجر کو اس قسم کا پیغام بھجوانا۔ بات سمجھ میں نہیں آ رہی"..... عمران نے کہا۔

"سر شیراز ملک سے باہر ہیں اور تمہارے ڈیڈی مینجر ٹائپ کی مخلوق سے بے حد الرجک ہیں وہ انہیں فون کرنا بھی گوارا نہیں کرتے"..... سوپر فیاض نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ سوپر فیاض نے دوبارہ لنچ کرنا شروع کر دیا۔

"تم کھانا کھاؤ میں جا رہا ہوں"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ٹھہرو۔ خبردار اگر تم بل ادا کئے بغیر گئے"..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"میں ڈیڈی کو فون کر کے جاؤں گا کہ ان کے پیغام کا نتیجہ ہوٹل والوں کو کس طرح بھگتنا پڑ رہا ہے۔ تم فکر نہ کرو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو تمہارا مہمان ہوں"۔۔۔ سوپر فیاض نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"لیکن تم ڈیوٹی پر ہی ہو اور ڈیوٹی کے دوران تمہارا مجھ سے کیا تعلق ابھی تم نے خود ہی کہا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے میں اپنا بل دے کر جاؤں گا۔ جاؤ دفع ہو جاؤ"۔۔۔ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور میرا بل وہ کون دے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنے ڈیڈی سے کہو وہ آکر دیں گے۔ میں نے بھک منگوں کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا"۔ سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ویٹر"۔۔۔ عمران نے ویٹر کو آواز دی تو ایک طرف کھڑا ہوا ویٹر تیزی سے قریب آگیا۔

"فون یہاں لے آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ ویٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے فون کیوں منگوایا ہے"۔۔۔ سوپر فیاض نے قدرے پریشان سے انداز میں کہا۔

"تم اطمینان سے کھانا کھاؤ۔ میں نے ڈیڈی سے بات کرنی ہے تاکہ وہ میرا بل بھجوا دیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے

کارڈلیس فون پیس لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"اوہ۔ تم میرے بارے میں بھی بتاؤ گے۔ کیوں"۔۔۔ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ آخر تم یہاں موجود ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون پیس اٹھانے لگا تھا کہ سوپر فیاض نے جھپٹ کر فون پیس اٹھا لیا۔

"جاؤ دفع ہو جاؤ میں تمہارا بھی بل دے دوں گا۔ جاؤ"۔۔۔ سوپر فیاض نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"کھانا کھاتے وقت غصہ نہیں کرتے ورنہ بزرگ کہتے ہیں کہ کھانا زہر بن جاتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ سلمیٰ بھابھی نوجوانی میں بیوہ ہو جائے اس لئے گھبراؤ نہیں تمہارا بل بھی دے کر جاؤں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ڈائننگ ہال کے کون میں موجود کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واقعی اپنا اور سوپر فیاض کے کھانے کا بل دیا اور پھر بھاری ٹپ ویٹر کو دے کر وہ ڈائننگ ہال سے نکل کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے پرانے شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ ویٹر سلامت کے گھر جا رہا تھا تاکہ اس کے جوان بیٹے کی موت پر تعزیت کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس محلے میں پہنچ گیا اور پھر پوچھتے پوچھتے وہ موتی مسجد پہنچ گیا اس کے بعد گلیاں بے حد تنگ تھیں اس لئے اس نے کار وہیں ایک طرف چھوڑی اور پھر پیدل ہی آگے بڑھنے

لگا۔ ایک دکاندار سے اس نے سلامت کے گھر کا پتہ معلوم کر لیا تھا۔ چھوٹا سا پرانا گھر تھا۔ دروازے پر ٹاٹ کا پردہ لٹکا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر فرش پر بچھی ہوئی دری پر چار پانچ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران جیسے ہی وہاں پہنچا اس نے ان آدمیوں کے درمیان سلامت کو بیٹھے دیکھ لیا۔

"آپ۔ آپ صاحب آپ اور یہاں"...... سلامت کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں تو وہ بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر ایسی حیرت تھی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اس کے ساتھ موجود دوسرے آدمی بھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران نے جوتے اتارے اور پھر وہ بیٹھک میں داخل ہو گیا۔

"میں تمہارے لڑکے کی موت پر افسوس کرنے آیا ہوں بھائی سلامت۔ مجھے واقعی بے حد دکھ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اور تمہیں صبر دے"...... عمران نے کہا اور پھر بیٹھ کر اس نے باقاعدہ فاتحہ خوانی کی۔

"آپ کا بے حد شکریہ صاحب کہ آپ مجھ غریب کے گھر آئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کروں"...... سلامت نے کہا۔

"کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا ہوا تھا تمہارے بیٹے کو"...... عمران نے کہا۔

"اب کیا بتاؤں صاحب بس اللہ کی مرضی یہی تھی۔ کیا کہوں"۔ سلامت نے سر جھکائے ہوئے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"صاحب اندھیر ہے اندھیر۔ اب غریب آدمی کہاں جائے۔ اس کے جوان بیٹے کو جعلی دوا نے مار ڈالا ہے"...... ساتھ بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"جعلی دوا نے مار ڈالا ہے۔ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں ہوں"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"صاحب میرے بیٹے کے پیٹ میں اچانک درد ہوا۔ میں اسے ہسپتال لے گیا۔ وہاں ڈاکٹر نے ایک انجکشن لکھ کر دیا جو میں ہسپتال سے باہر ایک دکان سے لے آیا۔ تین سو بارہ روپے کا انجکشن تھا۔ میرے پاس تو اتنے پیسے بھی نہیں تھے لیکن میرے ساتھ محلے کے دو آدمی تھے۔ ہم سب نے رقم اکٹھی کی تو اتنے پیسے بنے اور ہم نے انجکشن خرید لیا۔ ڈاکٹر صاحب نے وہ انجکشن لگایا تو میرے بیٹے کی تکلیف اور بڑھ گئی جس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ انجکشن جعلی ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے دو تین اور انجکشن لگائے لیکن میرا بیٹا تڑپ تڑپ کر ختم ہو گیا اور ہم روتے پیٹتے اسے اٹھا کر واپس لے آئے"...... سلامت نے کہا۔

"کس ہسپتال میں گئے تھے آپ"...... عمران نے پوچھا۔

"سول ہسپتال میں جناب اور ہم کہاں جا سکتے ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں کی فیس ہم غریب کہاں سے بھریں"...... سلامت نے کہا۔

"وہ انجکشن کہاں ہے جسے ڈاکٹر صاحب نے جعلی کہا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو ڈاکٹر صاحب نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ ہمیں تو بیٹے کی موت نے ہی پاگل کر دیا تھا"...... سلامت نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب کے نام کا پتہ ہے آپ کو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی پورے نام کا تو پتہ نہیں البتہ نرسیں اور چھوٹے ڈاکٹر انہیں ڈاکٹر رازی کہہ رہے تھے"...... سلامت نے جواب دیا۔

"اور وہ دکان جہاں سے آپ نے یہ انجکشن خریدا تھا۔ اس کا کیا پتہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہم نے تو پریشانی کی وجہ سے بورڈ بھی نہیں پڑھا تھا بہت ساری دکانیں ہیں وہاں اب تو یہ بھی یاد نہیں کہ کون سی دکان تھی"...... سلامت نے کہا۔

"اس کا نام جناب پاکیشیا میڈیکل سٹور تھا۔ میرا بیٹا میرے ساتھ تھا اس نے مجھے بتایا تھا۔ وہ دسویں جماعت میں پڑھتا ہے"...... ایک آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مجھے اجازت"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کی بہت مہربانی جناب آپ نے ہم غریبوں پر مہربانی کی ہے"...... سلامت نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ ایک منٹ میری بات سن لو"۔ عمران نے کہا اور بیٹھک سے باہر آیا اور جوتے پہننے لگا۔ سلامت بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا۔

"کتنے بیٹے ہیں تمہارے"...... عمران نے پوچھا۔

"چار بیٹے ہیں۔ یہ سب سے چھوٹا تھا جناب ساتویں جماعت میں پڑھ رہا تھا"...... سلامت نے کہا۔

"یہ رقم رکھ لو۔ مجھے معلوم نہیں تھا ورنہ میں خاص طور پر لے آتا"...... عمران نے جیب سے چھوٹے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سلامت کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ آپ نے خود یہاں آ کر پہلے ہی مجھ غریب پر بے حد مہربانی کی ہے"...... سلامت نے کہا۔

"نہیں یہ میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس کے کاندھے پر تھپکی دے کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ اس کے دماغ میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ انجکشن جعلی بھی ہو سکتا ہے۔ وہ اب فوری طور پر پہلے اس ڈاکٹر رازی سے ملنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سول ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہاں سے اسے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر رازی صاحب آج چھٹی پر ہیں اس لئے ان سے گھر پر ملاقات ہو سکتی ہے۔ ان کا گھر ہسپتال کی حدود میں ہی تھا اس لئے ایک آدمی سے پتہ پوچھ کر عمران اس طرف کو بڑھ گیا جہاں ڈاکٹر رازی کی رہائش گاہ تھی۔ یہ چھوٹی سی کوٹھی تھی باہر ڈاکٹر رازی کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"جی صاحب"...... نوجوان نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ لباس

سے وہ ملازم ہی تنگ رہا تھا۔

"ڈاکٹر رازی صاحب ہیں گھر پر"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"انہیں کہو کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ان سے ملنے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ صاحب۔ آئیے صاحب میں ڈرائنگ روم کھول دیتا ہوں"...... ملازم نے انٹیلی جنس کا نام سنتے ہی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لے کر ایک چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں آگیا۔

"تشریف رکھیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں"۔ ملازم نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ ڈرائنگ روم کی حالت بتا رہی تھی کہ ڈاکٹر رازی صاحب کا تعلق متوسط طبقے سے ہی ہے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا نام ڈاکٹر رازی ہے"...... آنے والے نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے جناب اور میرا تعلق انٹیلی جنس سے ہے"...... عمران نے اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا۔

"جی مجھے ملازم نے بتایا ہے لیکن میرے ساتھ انٹیلی جنس کا کیا تعلق پیدا ہو گیا میں تو پریشان ہو گیا ہوں"۔ ڈاکٹر رازی نے کہا۔

"آپ سول ہسپتال میں تعینات ہیں۔ ہوٹل شب روز کے ایک ویٹر سلامت کے بیٹے کے پیٹ میں تکلیف تھی اسے سول ہسپتال لایا گیا آپ ڈیوٹی پر تھے۔ آپ نے ایک انجکشن لکھ کر دیا کہ وہ یہ انجکشن لے آئے۔ وہ لے آیا۔ آپ نے اسے لگایا جس پر مریض کی تکلیف بڑھ گئی اور آپ نے کہا کہ انجکشن جعلی ہے پھر آپ نے اپنی طرف سے بھی تین انجکشن لگائے لیکن وہ لڑکا بچ نہ سکا۔ ہوٹل شب روز کے مالک سر شیراز ہیں انہیں جب اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل صاحب کو شکایت کی انہوں نے میری ڈیوٹی لگائی کہ میں اصل حالات معلوم کروں چنانچہ میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا ہوں۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ وہ کونسا انجکشن تھا اور کس طرح جعلی تھا ایک بات اور دوسری بات یہ کہ سول ہسپتال میں تو باقاعدہ ادویات حکومت کی طرف سے سپلائی کی جاتی ہیں پھر آپ نے اس ویٹر کو کیوں کہا کہ انجکشن باہر سے لایا جائے"۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر رازی نے ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے یاد آگیا عمران صاحب۔ آپ کی دوسری بات کا جواب میں پہلے دے دیتا ہوں۔ جو انجکشن میں نے باہر سے منگوایا تھا وہ کافی عرصے سے ہسپتال کو سپلائی نہیں کیا جا رہا حالانکہ اس کی اطلاع محکمہ صحت کو بھیجی جا چکی ہے۔ آپ ہسپتال کا ریکارڈ بھی چیک کر سکتے ہیں اور جہاں تک اس انجکشن کے جعلی ہونے کا تعلق ہے تو وہ واقعی جعلی تھا۔ اس میں دوا کی بجائے شاید پانی میں کچھ ملا کر بھرا گیا تھا۔

چنانچہ یہ انجکشن لگتے ہی مریض کی حالت تیزی سے بگڑتی چلی گئی تو میں نے اس کی جان بچانے کے لئے اسے مختلف انجکشن لگائے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا"...... ڈاکٹر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے انجکشن کا نام بھی بتا دیا۔

"وہ جعلی انجکشن کی خالی شیشی آپ کے پاس ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا اور پھر میں نے خود جا کر باہر مختلف دکانداروں سے معلومات کیں لیکن کسی نے بھی اس کی فروخت کی حامی نہ بھری۔ میں خاموش ہو گیا لیکن یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے اس ملک میں تو جعلی ادویات کا کاروبار پورے عروج پر ہے۔ پہلے تو ہم لوگ جعلی ادویات کو اس کی پیکنگ سے پہچان لیتے تھے لیکن اب تو اس مہارت سے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے کہ کوئی اسے پہچان ہی نہیں سکتا۔ میں نے تو کئی بار سیکرٹری ہیلتھ کو اس بارے میں لکھا ہے کہ جعلی ادویات کا تدارک کیا جائے لیکن یہاں کوئی کسی کی سنتا ہی نہیں ہے۔ میں انجکشن لے آتا ہوں"۔ ڈاکٹر رازی نے کہا اور اٹھ کر واپس چلے گئے۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ادویات بھی جعلی ہو سکتی ہیں۔ ظاہر ہے ادویات جعلی بنانے کا مطلب قتل ہے۔ صریحاً قتل اور ایسا کون ہو سکتا ہے جو چند روپے کے لالچ کے لئے اس طرح ہزاروں لاکھوں مریضوں کی موت کا سامان کرے لیکن ڈاکٹر

رازی نے جو کچھ بتایا تھا اس سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہاں یہ بھیانک کاروبار واقعی عروج پر ہے۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر رازی واپس آئے۔ ان کے پیچھے ملازم تھا جس نے ٹرے میں مشروب کی دو بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔

"یہ تکلف آپ نے کیوں کیا ہے ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تکلف نہیں ہے عمران صاحب۔ مجھے آپ کی آمد سے واقعی بے حد مسرت ہوئی ہے۔ کاش آپ اس خوفناک قتل عام کو کسی طرح روک سکیں جو یہاں کے تاجروں نے جعلی ادویات تیار کر کے شروع کر رکھا ہے۔ آپ یقین کریں شاید اتنے مریض بیماریوں سے نہیں مرتے ہوں گے جتنے جعلی ادویات سے مرتے ہیں لیکن یہ بہت خوفناک مافیا ہے۔ ہم لوگ تو ویسے بھی ڈر کے مارے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے"...... ڈاکٹر رازی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے انجکشن کی خالی شیشی عمران کی طرف بڑھا دی۔

"آپ نے کس طرح اندازہ لگایا کہ یہ جعلی ہے"...... عمران نے انجکشن لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس پر کمپنی کا نام غلط چھپا ہوا ہے۔ اصل کمپنی کا نام نیشنل ڈرگ ہے لیکن اس میں نیشنل کی جگہ میشنل لکھا ہوا ہے یعنی این کی جگہ ایم لکھا ہوا ہے۔ باقی اس کا رنگ، ڈیزائن اور بوتل کا سائز سب کچھ ویسا ہی ہے اور یہ بھی اس وقت مجھے پتہ چلا جب میں نے اسے

بغور دیکھا ورنہ پہلے تو مجھے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔ ویسے انجکشن لگانے کے بعد اس کا جو ری ایکشن ہوا اس سے بھی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ یہ جعلی ہے"...... ڈاکٹر رازی نے کہا۔

"لیکن انہیں این کی جگہ ایم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ جب ہر چیز کی نقل کر سکتے ہیں تو اس کی بھی نقل کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں تو اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی کوئی مجبوری ہو یا انہیں اس کمپنی سے کوئی خطرہ ہو"...... ڈاکٹر رازی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور انجکشن کی شیشی جیب میں ڈال لی۔

"میڈیکل سٹوروں پر آؤٹ آف ڈیٹ میرا مطلب ہے ایکسپائر ادویات کی چیکنگ کے لئے حکومت کی طرف سے باقاعدہ ڈرگ انسپکٹر مقرر ہے کیا وہ چیکنگ نہیں کرتے۔ کیا انہیں ان جعلی ادویات کا علم نہیں ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"میں اس بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ سرکاری آدمی ہیں۔ بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ فرض شناسی سے کام کریں تو یہ جعلی ادویات کیسے اس طرح کھلے عام فروخت ہو سکتی ہیں"...... ڈاکٹر رازی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مشروب وہ پی چکا تھا اس لئے اس نے ڈاکٹر رازی سے اجازت لی۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس کی کوٹھی سے نکل کر وہ ہسپتال کی پارکنگ کی طرف بڑھ

گیا جہاں اس کی کار موجود تھی لیکن ایک خیال کے آتے ہی وہ پارکنگ کی بجائے ہسپتال کے بیرونی گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ ہسپتال سے باہر ادویات فروخت کرنے والوں کی بے شمار دکانیں تھیں۔ عمران ان کے بورڈ دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اسے پاکیشیا میڈیکل سٹور کا بورڈ نظر آ گیا۔ خاصی بڑی دکان تھی۔ کاؤنٹر پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ دکان میں کافی رش تھا اور دو تین سیلز مین ادویات دینے میں مصروف تھے۔ عمران نے اسی انجکشن کا نام لے کر ایک انجکشن مانگا تو ایک سیلز مین نے وہ انجکشن لفافے میں ڈال کر اس ادھیڑ عمر کی طرف بڑھا دیا۔ ادھیڑ عمر نے انجکشن نکال کر اسے دیکھا اور پھر اسے واپس لفافے میں ڈال کر اس نے لفافہ عمران کی طرف بڑھا دیا اور کیش میمو کاٹنے میں مصروف ہو گیا۔

"تین سو بارہ روپے جناب"...... ادھیڑ عمر نے کیش میمو پر دستخط کر کے اسے بک سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا اور کیش میمو عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے کیش میمو لیا اور پھر اس نے لفافے میں سے وہ انجکشن نکالا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس پر نیشنل کا لفظ این سے ہی لکھا گیا تھا۔

"یہ انجکشن بھی آپ کی دکان سے لیا گیا ہے لیکن اس میں اور اس ی کمپنی میں فرق ہے یہ میشنل ڈرگ کا بنا ہوا ہے جبکہ یہ آپ نے اب دیا ہے یہ نیشنل ڈرگ کا ہے۔ دونوں کی قیمتیں بھی ایک ہی ہیں اور ڈیزائن رنگ بوتل وغیرہ بھی"...... عمران نے کہا اور ساتھ

ہی اس نے وہ بوتل نکال کر ادھیڑ عمر کی طرف بڑھا دی جو اس نے ڈاکٹر رازی سے لی تھی۔

"میشنل نام کی تو کوئی کمپنی نہیں ہے جناب"...... اس ادھیڑ عمر نے کہا اور انجکشن کی بوتل کو غور سے دیکھنے لگا۔

"اوہ جناب یہ تو جعلی ہے۔ یہ ہماری دکان سے نہیں لیا گیا کسی اور دکان سے لیا گیا ہو گا۔ ہم جعلی ادویات فروخت نہیں کیا کرتے"...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"اوکے۔ ہو سکتا ہے کہ لینے والے کو غلط فہمی ہوئی ہو لیکن کیا جعلی ادویات بھی فروخت ہوتی ہیں۔ کون کرتا ہے ایسا"...... عمران نے اس کے ہاتھ سے وہ انجکشن واپس لیتے ہوئے کہا۔

"سنا تو یہی ہے کہ جعلی ادویات کا دھندہ آج کل عروج پر ہے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے اور نہ ہی ہمیں معلوم ہے کہ کون ایسا کر رہا ہے"...... ادھیڑ عمر نے منہ بناتے ہوئے انتہائی خشک اور کھردرے لہجے میں کہا۔

"آپ اس دکان کے مالک ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ادھیڑ عمر کا لہجہ اور زیادہ ناخوشگوار ہو گیا تھا۔

"میرا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ جعلی ادویات کا دھندہ ہو رہا ہے۔ آپ کی بڑی دکان ہے اور آپ سلجھے ہوئے اور سمجھ دار آدمی لگتے ہیں اس لئے آپ ہم سے تعاون

کریں اور کوئی نہ کوئی کلیو دیں تاکہ اس بھیانک دھندے کو ٹریس کر کے ختم کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ جناب۔ میں معذرت خواہ ہوں مجھے واقعی علم نہیں ہے۔ میں تو سارا دن دکان پر ہی رہتا ہوں۔ بس سنتے رہتے ہیں آپ بے شک ہماری دکان کی تلاشی لے لیں ہم نے کبھی ایسا کام نہیں کیا"...... اس بار اس ادھیڑ عمر کا لہجہ بے حد نرم تھا۔ شاید سنٹرل انٹیلی جنس کے لفظ کا اثر تھا۔

"آپ کا نام"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا نام شرافت رضا ہے"...... اس ادھیڑ عمر نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے شراف رضا کے ہاتھ میں دے دیا۔

"یہ بل لے لیں"...... عمران نے کہا تو شرافت رضا نے نوٹ دراز میں ڈالا اور پھر بل کاٹ کر اس نے باقی رقم گن کر عمران کو دے دی اور عمران دکان سے نیچے اترا اور واپس ہسپتال کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ٹائیگر سے کہہ کر وہ اس شرافت رضا کو رانا ہاؤس بلوا کر پھر اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ کرے گا کیونکہ بہرحال یہ جعلی انجکشن اسی دکان سے ہی فروخت کیا گیا تھا۔

شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں موجود مہاگنی کی بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ کرم داد خان بول رہا ہوں"..... اس آدمی نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"شرافت رضا بول رہا ہوں جناب"..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"جی فرمائیے"..... کرم داد خان کا لہجہ قدرے نرم پڑ گیا تھا۔

"آپ کا تھری ون انجکشن سنٹرل انٹیلی جنس کے پاس پہنچ چکا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس اس پر تحقیقات کر رہی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میری دکان پر ایک آفیسر آیا تھا اس کے ہاتھ میں آپ کا انجکشن تھا۔ وہ مجھ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ انجکشن کون بنا رہا ہے اور کہاں

کہاں سپلائی ہو رہا ہے اور ساتھ ہی اس کا اصرار تھا کہ یہ انجکشن میری دکان سے ہی بیچا گیا ہے لیکن میں نے صاف انکار کر دیا جس پر وہ چلا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں"..... شرافت رضا نے کہا۔

"آپ کا شکریہ کہ آپ نے بتا دیا لیکن اس سے ہمیں یا آپ کو کیا فرق پڑتا ہے اس دھندے میں اگر ہم خوفزدہ ہو جائیں تو پھر ہم یہ دھندہ کر ہی نہیں سکتے۔ ایسی تحقیقات اور انکوائریاں تو ہوتی رہتی ہیں، ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ زیادہ سے زیادہ وہ چند روپے رشوت لے لے گا دے دیں گے"..... کرم داد خان نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے تو اپنا سٹاک ہٹانا پڑے گا جناب اور اس طرح تو میرا بہت نقصان ہو جائے گا"..... شرافت رضا نے کہا۔

"آپ کیوں سٹاک ہٹاتے ہیں۔ آپ کام کرتے رہیں۔ صرف اتنا کریں کہ بندہ دیکھ کر مال دیں۔ ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ ویسے اگر آپ کو خوف ہو تو آپ مال ہمیں واپس کر دیں ہمارے پاس تو اس کی اتنی ڈیمانڈ ہے کہ ہم پورا ہی نہیں کر سکتے۔ پھر آپ کو انتظار کرنا پڑے گا ورنہ آپ سے پرانے کاروباری تعلقات ہونے کی وجہ سے ہم نے کبھی آپ کی ڈیمانڈ کو مؤخر نہیں کیا"..... کرم داد خان نے خالصتاً کاروباری انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن پھر بھی آپ ہوشیار رہیں"..... شرافت رضا نے کہا۔

"ہم ہر وقت ہوشیار رہتے ہیں۔ ہمارے رابطے بہت دور تک ہوتے ہیں اس لئے آپ کسی قسم کی فکر مت کریں۔ ویسے اس انٹیلی جنس والے نے اپنا کوئی نام وغیرہ تو بتایا ہو گا اور عہدہ"...... کرم داد خان نے کہا۔

"نہ میں نے پوچھا نہ اس نے بتایا۔ ویسے خاصا وجیہہ اور خوش پوش نوجوان تھا"...... شرافت رضا نے کہا۔

"اس کے حلیے میں کوئی خاص بات تاکہ میں انٹیلی جنس سے رابطہ کر کے معلوم کر لوں کہ یہ صاحب کون ہیں اور انہیں کس طرح مزید کارروائی سے روکا جا سکتا ہے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"میں حلیہ بتا دیتا ہوں۔ خاص بات تو نہ میں نے مارک کی ہے اور نہ مجھے یاد ہے"...... شرافت رضا نے کہا۔

"اوکے۔ حلیہ بتا دیں"...... کرم داد خان نے کہا تو شرافت رضا نے تفصیل سے عمران کا حلیہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ۔ میں بندوبست کر لوں گا گھبرائیں نہیں"۔ کرم داد خان نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"راسپوٹین کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرم داد خان بول رہا ہوں۔ وکٹر سے بات کراؤ"...... کرم داد خان نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ وکٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"وکٹر تمہارے لئے ایک ایمرجنسی ٹاسک ہے۔ سول ہسپتال کے سامنے پاکیشیا میڈیکل سٹور ہے اس کا مالک شرافت رضا ہے اسے فوری طور پر آف کر دو ابھی اور اسی وقت"...... کرم داد خان نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ ہو جائے گا۔ معاوضہ ڈبل ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"معاوضے کی بات مت کیا کرو وکٹر کام کیا کرو۔ معاوضہ تمہاری مرضی کا لیکن کام ہماری مرضی کا"...... کرم داد نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں ابھی آپ کو واپس رپورٹ دیتا ہوں"...... وکٹر نے کہا تو کرم داد خان نے اوکے کہہ کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رابن ہڈ انٹرپرائزز"...... ایک نسوانی آواز رابطہ ہوتے ہی سنائی دی۔

"کرم داد خان بول رہا ہوں۔ رابرٹ سے بات کراؤ"...... کرم داد خان نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رابرٹ۔ پاکیشیا میڈیکل سٹور پر آخری بار کتنا مال سپلائی کیا گیا تھا"...... کرم داد خان نے پوچھا۔

"گذشتہ ہفتے پچاس کارٹن۔ مختلف دوائیوں کے کیوں"۔ رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ اپنا مال کہاں سٹاک کرتا ہے"...... کرم داد خان نے پوچھا۔

"اپنی دکان کے پیچھے ایک خفیہ سٹور میں۔ لیکن کیا بات ہے آپ یہ انکوائری کیوں کر رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ رابرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیا میڈیکل سٹور کے پاس تھرٹی ون انجکشن کی بوتل لے کر انٹیلی جنس کا کوئی آدمی آیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ جعلی انجکشن ہے اور یہیں سے فروخت کیا گیا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس اس کیس پر کام کر رہی ہے۔ اس نے اسے ٹال کر مجھے فون کیا اور وہ مجھے بلیک میل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے وکٹر کو ٹاسک دے دیا ہے کہ اسے فوری آف کر دیا جائے لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہاں سے ہمارا کوئی مال بھی انٹیلی جنس کو نہ ملے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"آپ کے آدمی تو انٹیلی جنس میں موجود ہیں آپ ان سے رابطہ کریں"...... رابرٹ نے کہا۔

"وہ بعد میں ہو گا۔ لیکن عقل مندی یہی ہے کہ ہم تک پہنچنے کے

تمام راستے بند ہو جانے چاہئیں"...... کرم داد خان نے کہا۔

"مال تو اس دکان پر بھی رکھا ہوا ہو گا۔ پھر"...... رابرٹ نے کہا۔

"آج رات کو دکان میں آگ لگا دو۔ سب کچھ جل جانا چاہئے مکمل طور پر"...... کرم داد خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہو جائے گا"...... رابرٹ نے کہا تو کرم داد خان نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میں عظمت اللہ بول رہا ہوں انسپکٹر اعظم کا بھائی۔ اس سے بات کرا دیں"...... کرم داد خان نے لہجے اور آواز بدل کر کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ انسپکٹر اعظم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"عظمت بول رہا ہوں انسپکٹر اعظم۔ گھر کے نمبر پر فوراً کال کرو"...... کرم داد خان نے کہا۔

"اوہ اچھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرم داد خان نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ...... کرم داد خان نے کہا۔

"انسپکٹر اعظم بول رہا ہوں" ...... دوسری طرف سے انسپکٹر اعظم کی آواز سنائی دی۔

"کرم داد خان بول رہا ہوں انسپکٹر اعظم۔ کیا تمہاری سروس جعلی ادویات کے کیس پر کام کر رہی ہے" ...... کرم داد خان نے کہا۔

"جعلی ادویات کے کیس پر نہیں۔ ایسا تو کوئی کیس انٹیلی جنس کے پاس نہیں ہے۔ کیوں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک آدمی ہمارے ایک ایجنٹ کے پاس پہنچا ہے اس نے کہا ہے کہ اس کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے اور وہ اس کیس پر کام کر رہا ہے" ...... کرم داد خان نے کہا۔

"کیا نام بتایا ہے اس نے" ...... انسپکٹر اعظم نے کہا۔

"نام تو نہیں معلوم البتہ اس کا حلیہ معلوم ہے" ...... کرم داد خان نے کہا۔

"چلو حلیہ بتا دو میں سمجھ جاؤں گا" ...... انسپکٹر اعظم نے کہا تو کرم داد خان نے وہ حلیہ بتانا شروع کر دیا جو شرافت رضا نے اسے فون پر بتایا تھا۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ" ...... یکلخت انسپکٹر اعظم کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو کرم داد خان بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہے اس حلیے میں" ...... کرم داد

خان نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"خان صاحب یہ حلیہ تو علی عمران کا ہے جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا لڑکا ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا دوست ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام بھی کرتا ہے اور انتہائی خطرناک ترین آدمی سمجھا جاتا ہے۔ اس آدمی کا اس معاملے میں آنا تو آپ سب کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ وہ تو اب بھوت کی طرح اس کے پیچھے لگ جائے گا" ...... انسپکٹر اعظم نے کہا۔

"کہاں رہتا ہے یہ آدمی" ...... کرم داد خان نے پوچھا۔

"کنگ روڈ کے ایک فلیٹ پر رہتا ہے اپنے باورچی کے ساتھ لیکن آپ اگر یہ سوچ رہے ہیں کہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کریں تو ایسا سوچیں بھی نہیں ورنہ وہ براہ راست آپ تک پہنچ جائے گا۔ البتہ آپ اپنے تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیں اور بس" ۔ انسپکٹر اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے پہلے ہی اس کا بندوبست کر لیا ہے" ۔ کرم داد خان نے کہا۔

"پھر بھی پوری طرح ہوشیار رہیں اس کو معمولی سا کلیو بھی مل گیا تو وہ ایک لمحہ دیر کئے بغیر گردن دبوچ لے گا اور پھر اس کے پنجے سے کوئی نہیں نکل سکتا" ...... انسپکٹر اعظم نے کہا۔

"ہمیں اتنا ڈرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہ کام سوچ سمجھ کر

کرتے ہیں۔ ایک آدمی تو کیا اس ملک کا صدر بھی چاہے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بہرحال تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں ہوشیار کر دیا"۔ کرم داد خان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرم داد خان نے ہاتھ اٹھالیا۔

"ہیلو وکٹر بول رہا ہوں"...... کرم داد خان نے ہاتھ اٹھایا تو وکٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرم داد خان نے پوچھا۔

"ٹاسک مکمل کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... کرم داد خان نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ پھر اس نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آ جانے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرم داد خان بول رہا ہوں جناب دارالحکومت سے"...... کرم داد خان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"...... دوسری طرف سے مختصر سے الفاظ میں کہا گیا تو کرم داد خان نے شرافت رضا کے فون آنے سے لے کر اب تک کی تمام کارروائی تفصیل سے دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے تم میری کال کا انتظار کرو میں معلومات کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

گیا اور کرم داد خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے شراب سے بھری ہوئی ایک چھوٹی بوتل نکلی اور اسے کھول کر منہ سے لگا لیا۔ جب بوتل خالی ہو گئی تو اس نے خالی بوتل ساتھ پڑی ہوئی ٹوکری میں اچھال دی۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرم داد خان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"کرم داد خان بول رہا ہوں"...... کرم داد خان نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ چیف کی کال ہو گی۔

"چیف فرام دس اینڈ۔ تمہاری رپورٹ درست ہے یہ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مارکیٹ سے فوراً تمام مال واپس اٹھا لیا جائے اور کاروبار اس وقت تک بند کر دیا جائے جب تک میں دوبارہ آرڈر نہ دوں اور اس دوران تم نے بھی انڈر گراؤنڈ رہنا ہے"...... چیف نے کہا تو کرم داد خان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یس چیف"...... اس نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ ایک آدمی کی خاطر چیف نے کاروبار بند کرا دیا۔ کیا مطلب"...... کرم داد خان نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے لیکن چونکہ وہ چیف کے

سامنے کوئی بات نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے حیرت کا بھی اظہار نہ کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف کا ایک اشارہ اسے تو کیا اس کے پورے خاندان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے لیکن اسے یہ سوچ کر شدید حیرت ہو رہی تھی کہ آخر ایک آدمی اس قدر خطرناک بھی ہو سکتا ہے کہ چیف کام بند کرا دے اور مال واپس منگوا لے۔

"بہرحال ہو گا اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ چیف جانے اور اس کا کام"...... کرم داد خان نے آخر کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے تاکہ مال کی فوری واپسی کے آرڈر دیئے جا سکیں۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان جناب آغا سلیمان پاشا صاحب آ کر دیکھیں کہ کس کی انگلی میں خارش ہو رہی ہے اور اسے کوئی اکسیری نسخہ بتائیں اس خارش کے علاج کا"...... عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر اونچی آواز میں کہا۔

"آپ خود ہی بتا دیجئے بغیر فیس کے نسخہ۔ میرے مطب میں بغیر فیس کے نسخہ نہیں بتایا جاتا"۔ باورچی خانے سے سلیمان کا جواب آیا

"ارے تم کیسے حکیم ہو کہ بغیر فیس لئے نسخہ ہی نہیں بتا رہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ بڑے حکیم دوا بھی دیتے تھے اور ساتھ ہی پھل فروٹ کھانے کے لئے نقد رقم بھی دیا کرتے تھے"...... عمران نے جواب دیا۔ ادھر فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

" اب وہ زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ اب تو کمرشل دور ہے اس لئے فیس پہلے اور نسخہ بعد میں "...... اس بار سلیمان کی آواز دروازے کے قریب سے سنائی دی۔

" چلو فیس مجھ سے لے لینا۔ غریب کو نسخہ تو بتا دو "...... عمران نے اسی طرح رسالے پر نظریں جمائے ہوئے کہا اور سلیمان نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

" سلیمان بول رہا ہوں "...... سلیمان نے کہا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب فلیٹ پر ہیں "...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" لیجئے یہ آپ کا مریض ہے ٹائیگر۔ انسان ہوتا تو میرا مریض ہوتا "...... سلیمان نے فون پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور سلیمان کے ہاتھ سے لے لیا اور سلیمان خاموشی سے واپس چلا گیا۔

" علی عمران بول رہا ہوں "...... عمران نے کہا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا میڈیکل سٹور کے مالک شرافت رضا کو وہیں دکان پر ہی گولی مار دی گئی ہے۔ میں جب وہاں پہنچا تو وہاں پولیس موجود تھی۔ میں نے حالات معلوم کئے تو بتایا گیا کہ اچانک دکان کے سامنے ایک سرخ رنگ کی بغیر نمبر پلیٹ کی کار آ کر رکی اور پھر کار کے اندر سے ہی شرافت رضا پر فائر کیا گیا اور فائر بھی اس کی کنپٹی پر لگا اور وہ ختم ہو گیا۔ جب تک لوگ سنبھلتے کار

آگے جا کر غائب ہو چکی تھی "۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ واقعی مافیا ہے "...... عمران نے کہا۔

" باس مافیا کا کیا مطلب "...... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

" جعلی ادویات تیار کرنے والا مافیا اور یہ پاکیشیا میڈیکل سٹور سے جعلی ادویات فروخت ہوتی تھیں۔ میں نے اس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے اپنا تعارف انٹیلی جنس آفیسر کے طور پر کرایا اور شاید اسی تعارف نے اس کی زندگی لے لی۔ ٹھیک ہے اب کوئی اور کلیو تلاش کرنا پڑے گا۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" صدیقی سپیکنگ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" چیف آف فورسٹارز کہا کرو کچھ رعب و دبدبہ تو پڑے سننے والے پر "...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ عمران صاحب آپ پر رعب آج تک نہیں پڑ سکا تو دوسروں پر کیا پڑے گا۔ ویسے آج کیسے فون کیا ہے "...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" رسیور اٹھایا۔ تمہارے فون کے نمبر گھمائے اور تمہاری مؤدبانہ سی آواز سنائی دینے لگی "...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ہمیں تو ویسے بھی لہجہ مؤدبانہ رکھنا پڑتا ہے کہ کہیں چیف کا فون نہ ہو۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ مجھے بتائیں کہ فون کرنے کا پروسیجر کیا ہے۔ میں تو یہ پوچھ رہا تھا کہ فون کرنے کا کوئی خاص مقصد ہے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے دراصل چیف آف فورسٹارز سے ایک درخواست کرنی تھی لیکن اب تم ہی بتاؤ کہ جب چیف خود ہی درخواست کرنے والے لہجے میں بول رہا ہوں تو درخواست کرنے والے کو تو پھر گڑگڑانا پڑے گا اور گڑگڑاہٹ کی آواز باورچی خانے میں موجود اگر آغا سلیمان پاشا کے کانوں تک پہنچ گئی تو وہ جو میرے نام کا رعب ڈال کر ادھار لے آتا ہے وہ بھی بند ہو جاتا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"چلیئے اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو میں چیف آف فورسٹارز بن جاتا ہوں۔ بولو کیا بات ہے"...... صدیقی نے بات کرتے کرتے آخر میں رعب دار لہجے میں کہا۔

"سنگل کمرے کا ریٹ بتا دیجئے"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"سنگل کمرے کا ریٹ۔ کیا مطلب"...... صدیقی واقعی عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"آج تک فائیو اور سکس سٹار ہوٹلوں میں قیام رہا ہے اب ذرا

غربت کا دور آ گیا ہے اس لئے چلو فورسٹارز بھی کام دے جائے گا اس لئے سنگل کمرے کا ریٹ پوچھ رہا تھا"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی اس بار کافی دیر تک ہنستا رہا۔

"آپ اپنے فلیٹ سے بول رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ میرا نہیں جناب۔ سوپر فیاض کا فلیٹ ہے۔ اگر اس نے سن لیا کہ قبضے کے ساتھ ساتھ اب میں نے فلیٹ کی ملکیت کا اعلان کرنا شروع کر دیا ہے تو اس نے ایک لمحے میں مجھے کان سے پکڑ کر باہر نکال دینا ہے اور پھر مجھے فورسٹارز تو کیا تھری سٹار ہوٹل میں بھی جگہ کسی نے نہیں دینی"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں وہیں آپ کے پاس ہی آ رہا ہوں"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"لو یہ تو زبردستی ہو گئی۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ اب آغا سلیمان پاشا کو کیا کہوں"...... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا تا کہ اس کی آواز سلیمان کے کانوں تک پہنچ جائے۔

"صدیقی صاحب معزز مہمان ہیں۔ ان کی خدمت تو ہو جائے گی لیکن آپ نے خاموش رہنا ہے بھلے لوگوں کی طرح جو دوسروں کو کھلا کر خود صرف خوش ہوتے رہتے ہیں"...... باورچی خانے سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ارے کہیں تم نے ڈکٹا فون تو نصب نہیں کرا رکھا کہ میری بڑبڑاہٹ بھی تم وہاں بیٹھے سن لیتے ہو"...... عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈکٹا فون نہیں لاؤڈ سپیکر کہیں "...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد کال بیل بج اٹھی تو سلیمان باورچی خانے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے کے ساتھ ساتھ صدیقی کی آواز سنائی دی وہ سلیمان کے ساتھ سلام دعا کر رہا تھا۔

" السلام علیکم "...... چند لمحوں بعد صدیقی نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" وعلیکم السلام۔ تم نے اچھا کیا کہ آغا سلیمان پاشا سے باقاعدہ سلام دعا کر لی۔ اب کم از کم تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی کچھ کھانے پینے کو مل جائے گا۔ سلیمان سلام دعا کرنے والوں کا بڑا لحاظ کرتا ہے "...... عمران نے اٹھ کر صدیقی کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

" سلیمان ویسے بھی ہمارا آپ سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ ہاں اب آپ بتائیں کہ آپ نے فون کیوں کیا تھا۔ کیا کوئی خاص مسئلہ ہے جو آپ فون پر بتاتے ہوئے ہچکچا رہے تھے "...... صدیقی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے تو تم اس لئے یہاں آئے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ تو بس کافی دیر سے میری زبان کھجلا رہی تھی میں نے ہزار بار سلیمان کو کہا ہے کہ مجھے جلدی جلدی چائے بنا کر دیتے رہا کرو کیونکہ گرم

گرم چائے سے زبان کی کھجلی بند ہو جاتی ہے لیکن یہ حکیم الحکماء چائے دینے کی بجائے کثرت چائے نوشی کے نقصانات پر لیکچر دینا شروع کر دیتا ہے اس لئے کھجلی بڑھ جاتی ہے تو مجبوراً مجھے فون اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے پڑتے ہیں۔ اب یہ قسمت کی بات ہے کہ کس کے نمبر ڈائل ہو جائیں اور وہ میرے اقوال زریں سے مستفید ہوتا رہے "۔ عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ سے کوئی بات آپ کی مرضی کے بغیر پوچھ لینا واقعی ناممکن ہے "...... صدیقی نے کہا اور اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا اور اس نے کافی کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی سنیکس کی پلیٹیں بھی تھیں۔

" ارے ارے کچھ باقی بھی چھوڑا ہے یا پورے مہینے کا راشن اٹھا لائے ہو "...... عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سنیکس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ وعدہ کر لیں کہ پورا مہینہ اتنے راشن پر گزار لیں گے تو پھر سمجھیں بیس سال کا سٹاک موجود ہے "...... سلیمان نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" بیس سال۔ اوہ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ آئندہ بیس سالوں تک ادھار نہیں لینا پڑے گا "...... عمران نے کہا۔

" جی نہیں بلکہ صرف واپس کرنا پڑے گا "...... سلیمان نے بڑے

معصوم سے لہجے میں کہا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا اور اس بار صدیقی کے ساتھ ساتھ عمران بھی سلیمان کے اس خوبصورت اور تیکھے جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" صدیقی کیا تمہیں کبھی اطلاع ملی ہے کہ یہاں ہمارے ملک میں جعلی ادویات بھی تیار کی جاتی ہیں اور انہیں فروخت کیا جاتا ہے "...... عمران نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

" جعلی ادویات۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ ادویات بھی جعلی بنائی جائیں۔ یہ تو صریحاً موت بن جائے گی۔ یہ تو دوسرے کو قتل کرنا ہے "...... صدیقی نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہیں معلوم نہیں ہے۔ میرے بھی یہی خیالات تھے جو تمہارے ہیں لیکن یہ کام بہت وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے اور باقاعدہ مافیا بنا ہوا ہے "...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ یہ تو انتہائی مکروہ جرم ہے عمران صاحب۔ یہ تو چند روپوں کی خاطر لاکھوں معصوم لوگوں کا قتل عام ہے "...... صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں اور اسی لئے میں چیف آف فور سٹارز سے بات کرنا چاہتا تھا کہ ملک میں یہ کام ہو رہا ہے اور فور سٹارز شاید پردہ سکرین کے اسٹار بنے ہوئے ہیں "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے۔ یہ واقعی ہماری کوتاہی ہے۔ اس قدر

خوفناک جرم معاشرے میں ہو رہا ہو اور اتنے بڑے پیمانے پر اور ہمیں اس کا علم ہی نہ ہو۔ رئیلی ویری بیڈ۔ اصل میں ہمیں آج تک بازار سے نہ دوا خریدنی پڑی ہے اور نہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ بہرحال اب اس کا کوئی نہ کوئی کلیو ڈھونڈھ لیں گے ہم "۔ صدیقی نے کہا۔

" کلیو ڈھونڈھا تھا لیکن اس کلیو کو فوراً ہی دفن کر دیا گیا "۔ عمران نے کہا تو صدیقی چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات "...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے ہوٹل شب روز کے ویٹر کے بیٹے کی موت خبر ملنے سے لے کر اس کے گھر تعزیت کے لئے جانے اور پھر وہاں سے انجکشن کا علم ہونے سے لے کر اب ٹائیگر کی اطلاع تک ساری تفصیل بتا دی۔

" وہ انجکشن کی خالی شیشی ہے آپ کے پاس "...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ لیکن اس کا کیا کرو گے۔ اس پر کوئی پتہ تو درج نہیں ہے اور یہ لوگ اس معاملے میں اس قدر حساس ہیں کہ انہوں نے فوراً ہی اس شرافت رضا کو سرعام گولی سے اڑا دیا ہے "...... عمران نے کہا۔

" اس کا تو واقعی یہ مطلب ہے کہ یہ کام بہت بڑے اور انتہائی منظم انداز میں ہو رہا ہے "...... صدیقی نے کہا۔

" ہاں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ شاید کوئی ایک بے ضمیر انسان

چھوٹے پیمانے پر یہ کام کر رہا ہو گا لیکن شرافت رضا کے اس طرح فوری قتل سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ واقعی مافیا ہے اس لئے تو میں نے تم سے بات کی ہے تاکہ اس کے خلاف فور سٹارز کے تحت باقاعدہ کام کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں عمران صاحب۔ اس قدر گھناؤنے جرم کے خلاف کام ضرور ہو گا اور میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"لیکن تم نے اس سلسلے میں کیا پلاننگ بنائی ہے"...... عمران نے کہا۔

"فی الحال تو جو انجکشن آپ دیں گے ایسا جا کر میڈیکل سٹوروں سے خریدوں گا۔ کہیں نہ کہیں تو جعلی مل جائے گا پھر وہاں سے کام آگے بڑھا دیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ وہ لوگ خریدار دیکھ کر کام کرتے ہیں۔ جب وہ ویٹر سلامت گیا تو اس پاکیشیا میڈیکل سٹور والوں نے اسے جعلی انجکشن دے دیا جبکہ میں گیا تو انہوں نے اصل دے دیا اس لئے تمہیں کہیں سے بھی جعلی انجکشن نہیں ملے گا البتہ اس کام کے لئے سلیمان کو استعمال کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب"...... دوسرے لمحے سلیمان دروازے پر پہنچ گیا۔

"سلیمان جعلی ادویات کا انتہائی بھیانک جرم ہو رہا ہے۔

ہزاروں مریض ان جعلی ادویات سے مر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے خلاف کام کریں لیکن کوئی کلیو نہیں مل رہا۔ ایک انجکشن جعلی ملا ہے میں نے اس دکان پر جا کر بات کی جہاں سے وہ خریدا گیا تھا تو اس آدمی کو گولی مار دی گئی ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہی انجکشن شہر کے مختلف سٹوروں سے خریدو۔ اس کے اصل اور جعلی کی نشانی میں تمہیں بتا دوں گا۔ جہاں سے تمہیں جعلی ملے تم نے اس دکان کی نشاندہی کرنی ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی سنا ہے صاحب کہ آج کل جعلی ادویات بہت بک رہی ہیں لیکن میں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا تھا۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں ابھی فون کر کے معلوم کر سکتا ہوں کہ مارکیٹ میں کس دکان پر یہ جعلی ادویات فروخت ہو رہی ہیں"...... سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا فون پر وہ لوگ مان جائیں گے کہ وہ جعلی ادویات فروخت کرتے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی نہیں۔ دراصل مارکیٹ میں ایک جنرل سٹور کا مالک میرا دوست ہے اس کا بیٹا کسی دوا فروش کمپنی میں ملازم ہے۔ ایک روز وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ اس کے بیٹے نے یہ کام چھوڑ دیا ہے کیونکہ اب اصل دوا کی مانگ کم ہے اور نقل کی زیادہ ہے اور وہ نوجوان نقل فروخت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقیناً معلوم ہو گا کہ کس کس دکان

پر یہ ادویات فروخت ہوتی ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے معلوم کرو۔ چلو کام کے لئے کوئی سرا تو ملے"۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ سپر جنرل سٹور"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سلیمان پاشا بول رہا ہوں اسلم شاہ"...... سلیمان نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ سلیمان پاشا تم۔ خیریت کیسے فون کیا"...... دوسری طرف سے بھی اسی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارا بیٹا مراد آج کل کیا کر رہا ہے۔ کہیں نوکری ملی ہے اسے یا نہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں ملی تو ہے۔ سگریٹ ایجنسی میں کیونکہ دوا فروش کمپنی کا حال تو تم جانتے ہو لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... اسلم شاہ نے کہا۔

"میری ایک دوا فروش کمپنی کے مالک سے بات ہوئی تھی اس نے کہا تھا کہ اسے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ میں نے اسے کہا کہ میرے دوست کا بیٹا یہ کام کرتا ہے لیکن اس کا تو کہنا ہے کہ مارکیٹ میں اصل کی بجائے نقلی ادویات کی زیادہ مانگ ہے اس لئے وہ کام

نہیں کر سکتا تو اس پر اس نے کہا کہ وہ اصل دوا سیل کرتے ہیں نقلی نہیں اور اس نے یہ بھی کہا کہ نقلی ادویات کی صرف لوگوں نے افواہ پھیلائی ہوئی ہے۔ نقلی ادویات بھلا کون بنا سکتا ہے اور کون فروخت کر سکتا ہے"...... سلیمان نے بڑے ماہرانہ انداز میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ غلط کہہ رہا ہے۔ مجھے مراد نے بتایا ہے کہ نوے فیصد جعلی ادویات فروخت کی جا رہی ہیں لیکن کوئی زبان سے یہ بات نہیں نکال سکتا۔ جو نکالتا ہے اسے گولی مروا دی جاتی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ بڑے بڑے بااثر لوگ اس دھندے میں ملوث ہیں"...... اسلم شاہ نے جواب دیا۔

"مراد نے کوئی دکان بھی بتائی ہے جہاں نقلی ادویات فروخت ہوتی ہیں یا اس نے یہ کام نہ کرنے کا بہانہ کیا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"ایک دکان۔ کسی ایک آدھ دکان پر یہ کام نہ ہوتا ہو گا باقی سب پر ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کے لئے باقاعدہ کوڈ بنا رکھے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ گھر فون کر لو۔ مراد اس وقت گھر ہی ہو گا وہ تمہیں پوری تفصیل بتا دے گا اور اسے تم اس کمپنی کا نام بھی بتا دینا وہ تمہیں خود ہی بتا دے گا کہ یہ کمپنی کیسی ہے"...... اسلم شاہ نے کہا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود مراد بیٹے سے بات کر لیتا ہوں"۔ سلیمان

نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اس مراد سے معلومات مل سکتی ہیں عمران صاحب"۔ صدیقی نے کہا۔

" ہاں۔ مل تو سکتی ہیں لیکن یہ مارا جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ یہ نوجوان صرف اس لئے ہلاک کر دیا جائے کہ اس نے ہمیں کوئی کلیو دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" میں مراد سے کسی ایک دکان کے بارے میں پوچھ لیتا ہوں"۔ سلیمان نے کہا۔

" چلو کوشش کر لو۔ شاید کچھ پتہ چل جائے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن میں اسے کون سی کمپنی بتاؤں"...... سلیمان نے کہا۔

" اچھا تم جاؤ میں خود تمہاری آواز اور لہجے میں بات کر لیتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو سلیمان سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور اسلم شاہ کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" جی کون صاحب"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ بتا رہا تھا کہ بولنے والا نوجوان آدمی ہے۔

" مراد بول رہے ہو۔ میں تمہارے والد کا دوست سلیمان پاشا بول رہا ہوں"...... عمران نے سلیمان کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ سلیمان انکل آپ۔ خیریت کیا ڈیڈی دکان پر نہیں ہیں جو آپ نے گھر فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے

میں کہا گیا۔

" انہوں نے ہی تو مجھے گھر کا نمبر دیا ہے۔ دراصل میری ملاقات ایک دوا ساز کمپنی کے مالک سے ہو گئی۔ میں نے اس سے تمہارے بارے میں بات کی تو اس نے کہا کہ اسے تم جیسے نوجوانوں کی ضرورت ہے اور وہ تمہیں معقول تنخواہ بھی دے گا لیکن جب میں نے اسے کہا کہ مراد بیٹا نقلی ادویات کا دھندہ نہیں کرنا چاہتا تو اس نے کہا کہ نقلی ادویات نہ بنتی ہیں نہ فروخت ہوتی ہیں یہ صرف پروپیگنڈہ ہے"...... عمران نے کہا۔

" کس کمپنی کا مالک تھا وہ"...... مراد نے پوچھا۔

" میشنل نام بتا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کہیں نیشنل تو نہیں لیکن اس نے کہا نیشنل نہیں بلکہ میشنل۔ اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ کس قسم کا نام ہے"...... عمران نے سلیمان کی آواز میں کہا۔

" انکل سلیمان یہ نام تو خود بتا رہا ہے کہ یہ کمپنی نیشنل والوں کی جعلی ادویات تیار کرتی ہے۔ نیشنل کی نقل میشنل"...... مراد نے ہنستے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ جعلی ادویات کہاں بکتی ہیں۔ کون بیچتا ہے انہیں اور کون خریدتا ہے۔ یہ تو سراسر موت ہے"...... عمران نے کہا۔

" انکل ویسے تو ہر دکاندار یہ کام کرتا ہے لیکن زیادہ تر دکاندار بے ضرر قسم کی جعلی ادویات فروخت کرتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ

کھانسی کا شربت کسی مشہور کمپنی کا ہوا تو اس کی نقل بنا دی۔ اس سے آدمی مرتا نہیں بس کھانسی بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح بے شمار ادویات ہیں لیکن بعض تو واقعی بے پناہ ظلم کرتے ہیں کہ جان بچانے والی ادویات جعلی فروخت کرتے ہیں جس سے واقعی مریض بچنے کی بجائے مر جاتا ہے۔ ایک انجکشن ہے جو آخری لمحات میں مریض کو لگایا جاتا ہے اور اکثر لوگ اس انجکشن کی وجہ سے بچ جاتے ہیں یہ تیرہ سو روپے کا انجکشن ہے لیکن اب ایک کمپنی یہ انجکشن جعلی بنا رہی ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ اس انجکشن کی شیشی میں صرف چند گرام بیسن بھر دیا جاتا ہے۔ اب آپ خود بتائیں انکل کہ بیسن کو پانی میں ملا کر جب مریض کو جو آخری سانس لے رہا ہو انجکٹ کیا جاتا ہو گا تو ایسا مریض بچ سکتا ہے لیکن چونکہ مریض کے آخری لمحات ہیں یہ انجکشن کام کرتا ہے اس لئے بس یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ مریض کی زندگی نہ تھی اور چند پیسوں کا بیسن تیرہ سو روپے میں بک جاتا ہے۔ یہ تو میں نے آپ کو ایک مثال دی ہے ایسے ہزاروں کام ہو رہے ہیں"...... مراد نے کہا۔

" اس انجکشن کا کیا نام ہے اور یہاں کون فروخت کرتا ہے اسے "...... عمران نے پوچھا تو مراد نے انجکشن کا نام بتا دیا۔

" انکل میں صرف آپ کو بتا رہا ہوں ورنہ یہ بات منہ سے نکالنے والے کو یہ لوگ زندہ نہیں چھوڑتے۔ ایسی ادویات یہاں کا ایک مشہور میڈیکل سٹور ہے جس کا نام پاکیشیا میڈیکل سٹور ہے وہ

فروخت کرتا ہے"...... مراد نے کہا۔

" اس کے علاوہ اور کوئی "...... عمران نے پوچھا۔

" ایک اور میڈیکل سٹور ہے۔ شاہی میڈیکل سٹور کینٹ میں ہے۔ وہ دو نمبر کا دھندہ کرتا ہے بلکہ میں نے تو سنا ہے کہ اس کا مالک سیٹھ اسلم یہ ادویات بنانے والوں کا ساتھی بھی ہے لیکن چونکہ وہ بہت بڑا آدمی ہے اس لئے کوئی اس کا نام بھی زبان پر نہیں لا سکتا"...... مراد نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر تم سگریٹ ایجنسی والا ہی کام کرتے رہو۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اس سیٹھ اسلم سے آغاز کیا جائے "...... صدیقی نے کہا۔

" تم ایسا کرو کہ اس سیٹھ اسلم کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آؤ میں اس سے خود معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں "۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں آپ کو رانا ہاؤس سے فون کر دوں گا"۔ صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صدیقی سٹنگ روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سیاہ رنگ کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان اور عقبی سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔

"چیف نے آخر کیوں ایسی ایمرجنسی کال دی ہو گی مارٹن"۔ لڑکی نے نوجوان سے جس کا نام مارٹن تھا بات کرتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے چیف نے یہ میٹنگ انٹیلی جنس کے خلاف کام کرنے کے لئے طلب کی ہے"۔۔۔۔۔۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر نے مارٹن کے بولنے سے پہلے کہا تو لڑکی اور مارٹن دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"انٹیلی جنس کے خلاف۔ کیا مطلب راجر۔ یہ انٹیلی جنس کا کیا تعلق پیدا ہو گیا ہم سے"۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

"تو تمہیں معلوم نہیں ہے ٹمی کہ ان دنوں کیا ہو رہا ہے"۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے راجر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ ٹمی کی بجائے مارٹن نے کہا۔

"انٹیلی جنس جعلی ادویات کے خلاف کام کر رہی ہے۔ وہ ہمارے ایک خاص سپلائر تک پہنچ گئی تھی جس پر چیف نے اسے فوری ہلاک کر دیا اور اس کی دکان کو بھی رات کو آگ لگوا دی۔ چیف نے حکم دیا کہ تمام سٹورز سے مال واپس لے لیا جائے اور کاروبار بند کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل میں تمام مال واپس لے لیا گیا اور کاروبار بند کر دیا گیا۔ اب چیف نے یہ میٹنگ کال کی ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اسی سلسلے میں کوئی بات ہو گی"۔۔۔۔۔۔ راجر نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن انٹیلی جنس میں تو چیف کے آدمی موجود ہیں اور پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ہر آدمی کو معاوضہ دیا جاتا تھا"۔۔۔۔۔۔ ٹمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے جو معلوم ہوا ہے اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ انٹیلی جنس کی بجائے کوئی خطرناک آدمی اس لائن پر کام کر رہا ہے اور چیف کو اس سے اس قدر خوفزدہ کیا گیا ہے کہ چیف نے کاروبار بند کر دیا ہے"۔۔۔۔۔۔ راجر نے کہا۔

"ایسا کون سا خطرناک آدمی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چیف اب بتائے"۔۔۔۔۔۔ راجر نے کہا

اور دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک سائیڈ پر مڑ گئی اور کافی اندر جانے کے بعد اس سائیڈ روڈ کا اختتام ایک پرانی سی عمارت پر ہوا۔ عمارت خاصی بڑی تھی لیکن اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ کافی خستہ ہو چکی ہے۔ لکڑی کا جہازی سائز کا گیٹ بند تھا۔ ٹمی نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور پھر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی سائیڈ کھڑکی کھلی اور ایک مشین گن سے مسلح آدمی باہر آ گیا۔

" برائٹ لائف "...... ٹمی نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

" یس سر "...... اس مسلح آدمی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ٹمی کار اندر لے گئی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے جو انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ اندر سے اس عمارت کو دیکھ کر یقین نہ آتا تھا کہ باہر سے یہ عمارت اس قدر پرانی اور خستہ بھی ہو سکتی ہے۔ تہہ خانے کے درمیان ایک بڑی سی میز کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ٹمی، مارٹن اور راجر تین کرسیوں پر جا کر بیٹھ گئے جبکہ چوتھی کرسی خالی تھی۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی بڑی بڑی سیاہ مونچھیں تھیں جس سے اس کا چہرہ بے حد رعب دار بن گیا تھا۔ یہ کرم داد خان تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی یہ تینوں اٹھ

کر کھڑے ہو گئے۔

" بیٹھو "...... کرم داد خان نے کہا تو وہ تینوں بیٹھ گئے جبکہ کرم داد خان چوتھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" تم لوگوں کو یہاں بلانے کا ایک خاص مقصد ہے۔ میں تمہیں ایک مشکل کام دینا چاہتا ہوں اگر تم یہ کام کر لو گے تو تمہیں تمہارے تصور سے بھی بڑا انعام ملے گا لیکن اگر تم ناکام رہے تو پھر موت ہی تمہارا انعام ہو گا "...... کرم داد خان نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

" باس۔ ناکامی کا تو تصور ہی آپ ذہن سے نکال دیں۔ راجر گروپ کی لغت میں ناکامی کا لفظ ہے ہی نہیں "...... راجر نے جواب دیا جبکہ ٹمی اور مارٹن دونوں خاموش بیٹھے رہے۔

" تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے کاروبار بند کر رکھا ہے اور کیوں بند کر رکھا ہے "...... کرم داد خان نے کہا۔

" یس باس۔ کچھ کچھ معلوم ہے "...... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جو کچھ کار میں ٹمی اور مارٹن کو بتایا تھا وہ دوہرا دیا۔

" ہاں۔ شرافت رضا کو تو ہم نے ہلاک کرا دیا لیکن شاہی میڈیکل سٹور کے سیٹھ اسلم کو اغوا کر لیا گیا تھا اور پھر اس کی لاش بھی نہ مل سکی۔ سیٹھ اسلم کے اغوا کے سلسلے میں صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ دکان پر موجود تھا کہ ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اس کے پاس آیا اور اسے اس نے سپیشل فورس کا سرکاری کارڈ دکھایا اور پھر

وہ اسے اپنے ساتھ ایک کار میں بٹھا کر لے گیا۔ اس کے بعد سیٹھ اسلم کا پتہ نہیں چلا اور نہ ہی سپیشل فورس کا کسی کو علم ہے۔ البتہ اس کار کو رابرٹ روڈ کی ایک عظیم الشان حویلی رانا ہاؤس سے نکلتے دیکھا گیا تھا۔ اس رانا ہاؤس کے متعلق جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق یہ کسی جاگیر دار رانا تہور علی صندوقی کی ملکیت ہے اور اب سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے لڑکے علی عمران کی تحویل میں ہے اور یہ وہی علی عمران ہے جو انٹیلی جنس کا افسر بن کر شرافت رضا کے پاس گیا تھا اور جس کی وجہ سے شرافت رضا کو فوری طور پر موت کے گھاٹ اتارنا پڑا اور اس کی دکان کو آگ لگانی پڑی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے خلاف اصل آدمی یہی علی عمران ہے اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو معاملہ ختم ہو جائے گا اس لئے اب یہ ٹارگٹ تمہیں دیا جا رہا ہے"۔ کرم داد خان نے کہا۔

"اس کی تفصیلات کیا ہیں باس"...... راجر نے پوچھا تو کرم داد خان نے کوٹ کی جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکال کر راجر کی طرف بڑھا دی۔

"جو کچھ اس کے بارے میں معلوم ہو سکا ہے وہ اس میں درج ہے لیکن یہ خیال رکھنا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ تم اس کے ہاتھوں پھنس جاؤ اور اب جب تک یہ قتل نہیں ہو جاتا میں یہیں اس پوائنٹ پر رہوں گا۔ میں نے فیکٹری بھی بند کر دی ہے کیونکہ سیٹھ اسلم فیکٹری کے

بارے میں جانتا ہے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ یہ آدمی کل شام کا سورج غروب ہوتا نہ دیکھ سکے گا"...... راجر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو کرم داد خان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ راجر اور اس کے گروپ کی کارکردگی سے واقف تھا۔ اس گروپ نے ہمیشہ مشکل سے مشکل ٹارگٹ کو انتہائی کامیابی سے ہٹ کر دیا تھا۔ پہلے یہ گروپ جنرل کام کرتا تھا لیکن ان کی کارکردگی دیکھتے ہوئے کرم داد خان نے اسے اپنے ساتھ مستقل اٹیچ کر لیا تھا اور انہیں کام ہونے یا نہ ہونے کے باوجود انتہائی بھاری معاوضے مستقل طور پر ملتے رہتے تھے لیکن کرم داد خان ان کے ذمہ وہ ٹارگٹ لگاتا تھا جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ کوئی اور اسے ہٹ نہ کر سکے گا۔ کرم داد خان کے اٹھتے ہی راجر، مارٹن اور ٹمی تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"مجھے جلد از جلد یہ رپورٹ ملنی چاہئے۔ اس شخص کی وجہ سے کاروبار کا بے حد نقصان ہو رہا ہے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ کام ہو جائے گا اور آپ کی توقع سے بھی زیادہ جلد ہو جائے گا"...... راجر نے کہا تو کرم داد خان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد یہ تینوں بھی واپس چل پڑے اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے سائیڈ روڈ سے ہوتی ہوئی مین روڈ کی

طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کار مین روڈ پر پہنچ کر شہر کی طرف بڑھنے لگی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹمی تھی جبکہ مارٹن سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور راجر پہلے کی طرح عقبی سیٹ پر بیٹھا فائل کھولے اسے پڑھنے میں مصروف تھا۔

"اب کیا پلان ہے"...... ٹمی نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پوائنٹ پر جا کر بات کریں گے"۔ راجر نے کہا اور ٹمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار شہر میں داخل ہو کر ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر ایک شاندار کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ ٹمی نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک کھلتا چلا گیا اور ٹمی کار اندر لے گئی۔ پورچ میں کار روک کر ٹمی نیچے اتری تو مارٹن اور راجر بھی نیچے اتر آئے اور چند لمحوں بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے یہ تہہ خانہ نہ صرف ساؤنڈ پروف تھا بلکہ اس میں ایسے انتظامات کئے گئے تھے کہ اندر ہونے والی بات چیت کسی طرح بھی باہر سے سنی نہ جا سکتی تھی۔ اس تہہ خانے کو وہ منصوبہ سازی کے لئے استعمال کرتے تھے تاکہ ان کے منصوبوں کی ہوا تک کسی کو نہ لگ سکے حالانکہ اس کوٹھی میں ان کے علاوہ صرف انکے بااعتماد ملازم رہتے تھے لیکن راجر ان معاملات میں اپنے سائے تک سے محتاط رہتا تھا۔

"تم مشن کے سلسلے میں بے چین ہو گئے۔ اس فائل کے مطابق یہ آدمی علی عمران کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں اپنے ایک باورچی سلیمان کے ساتھ رہتا ہے۔ مسخرہ سا نوجوان ہے۔ بظاہر احمقانہ

حرکتیں کرتا ہے اور احمقانہ گفتگو کرتا ہے لیکن دراصل انتہائی خطرناک حد تک ذہین اور تیز سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بھی بطور فری لانسر کام کرتا ہے۔ سنٹرل انٹلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا اکلوتا لڑکا ہے اور اس نے کسی غیر ملکی یونیورسٹی سے سائنس میں بڑی بڑی ڈگریاں لی ہوئی ہیں لیکن وہ کوئی کام کاج نہیں کرتا اس لئے اس کے والد نے اسے اپنے گھر سے نکالا ہوا ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا دوست ہے اور رانا ہاؤس جو رابرٹ روڈ پر ایک عظیم الشان عمارت ہے اس کی تحویل میں ہے لیکن وہ کبھی کبھی وہاں جاتا ہے اور بس۔ اب تم بتاؤ کہ اسے ہٹ کرنے کے لئے کیا پلان بنایا جائے"...... راجر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے فلیٹ کو بم سے اڑا دیا جائے"...... ٹمی نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس طرح اس کے بچ نکلنے کے امکانات بہرحال رہ جائیں گے۔ کوئی فول پروف پلان ہونا چاہئے اور وہ بھی فوری نوعیت کا۔ میں اسے کسی طرح بھی ڈھیل نہیں دینا چاہتا"۔ راجر نے کہا۔

"راجر ایک بات کہوں"...... اچانک خاموش بیٹھے مارٹن نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کہو"...... راجر نے چونک کر کہا۔

"ہم علیحدہ علیحدہ اپنے طور پر اس کو ہٹ کرنے کا کام کرتے ہیں۔ اگر یہ ایک سے بچ جائے گا تو دوسرا اسے ختم کر دے گا"۔ مارٹن نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح بہت وقت ضائع ہو سکتا ہے۔ ہم تینوں نے اکٹھے کام کرنا ہے اور میں نے جو پلان سوچا ہے وہ بالکل سیدھا سادہ ہے۔ ہم تینوں اس کے فلیٹ پر کسی رفاہی ادارے کے لئے چندہ مانگنے جائیں گے پھر جیسے ہی یہ عمران سامنے آکر کنفرم ہو گا ہم تینوں ہی بیک وقت بجلی کی سی تیزی سے اس کے سینے میں گولیاں اتار دیں گے۔ اگر اس کا باورچی بھی ہوا تو اس کو بھی اور نہ ہوا تو اس اکیلے کو۔ سائیلنسر لگا ہوا اسلحہ استعمال ہو گا اور ٹارگٹ ہٹ ہوتے ہی ہم خاموشی سے واپس آجائیں گے"...... راجر نے کہا۔

"گڈ شو۔ واقعی یہ انتہائی سادہ اور قابل عمل پلان ہے۔ اچانک ہونے والی فائرنگ سے وہ اپنے آپ کو کسی طرح بھی نہ بچا سکے گا"...... ٹمی اور مارٹن دونوں نے کہا۔

"اوکے۔ پھر اٹھو چلیں"...... راجر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ٹمی اور مارٹن بھی کھڑے ہو گئے۔

"میک اپ نہ کر لیں راجر"...... ٹمی نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے وہاں کسی کو زندہ تو نہیں چھوڑنا"...... راجر نے کہا اور دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی ارباب روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس پر بے شمار کمرشل پلازے تھے اور ان پلازوں میں بڑی بڑی کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ اس لئے ارباب روڈ کو عرف عام میں بزنس روڈ بھی کہا جاتا تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر چوہان اور عقبی سیٹ پر نعمانی اور خاور بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ارباب روڈ پر واقع نیشنل کمرشل پلازہ جا رہے تھے جہاں انٹرنیشنل ڈرگ ایجنسی کے آفس تھے۔ انٹرنیشنل ڈرگ ایجنسی غیر ممالک سے ادویات امپورٹ کرنے کی سب سے بڑی ایجنسی تھی اور اس انٹرنیشنل ڈرگ ایجنسی کا مالک اور چیئرمین کرم داد خان نامی ایک آدمی تھا۔ سلیمان کے دوست دکاندار کے بیٹے مراد نے شاہی میڈیکل سٹور کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ جعلی ادویات فروخت کرتا ہے اور اس کا مالک سیٹھ اسلم اس معاملے میں کافی کچھ جانتا ہے۔

چنانچہ عمران کے کہنے پر صدیقی نے شاہی میڈیکل سٹور پر جا کر سیٹھ اسلم کو سپیشل فورس کا کارڈ دکھا کر دکان سے اٹھایا اور پھر اسے کار میں بٹھا کر وہ سیدھا رانا ہاؤس لے آیا تھا۔یہاں اسے بے ہوش کر کے بلیک روم میں کرسی پر بٹھا کر راڈز سے جکڑ دیا گیا اور پھر صدیقی نے عمران کو اطلاع دی تو عمران خود رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا۔ عمران نے اس سیٹھ اسلم سے جب تفصیل سے پوچھ گچھ کی تو اس سیٹھ اسلم نے بتایا کہ پاکیشیا میں جعلی ادویات کا سب سے بڑا کام کرنے والا آدمی کرم داد خان ہے۔ بظاہر وہ ادویات کا امپورٹر ہے لیکن اس نے جعلی ادویات بنانے کی خفیہ فیکٹریاں لگائی ہوئی ہیں اور اس نے ان جعلی ادویات کو پورے ملک میں پھیلا رکھا ہے اور جو دکاندار ایک بار اس جعلی ادویات فروخت کرنے کے چکر میں پھنس جائے پھر وہ اس نیٹ ورک سے زندہ نہیں نکل سکتا کیونکہ کرم داد خان کے آدمی اسے فوراً ہلاک کرا دیتے ہیں۔اس سیٹھ اسلم نے بتایا تھا کہ شرافت رضا کو بھی کرم داد خان کے حکم پر ہی گولی ماری گئی ہو گی کیونکہ یہ سارے کام کرم داد خان ہی کرتا تھا لیکن سیٹھ اسلم سوائے اس کرم داد خان کے نام کے اور کچھ نہ بتا سکا تھا اس لئے عمران نے سیٹھ اسلم کو تو گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈلوا دی تھی اور صدیقی کو کہہ دیا تھا کہ اب وہ باقاعدہ فورسٹارز کے تحت اس جعلی ادویات بنانے اور فروخت کرنے والے ریکٹ کے خلاف بھرپور انداز میں کام کریں۔چنانچہ صدیقی نے فورسٹارز کی میٹنگ کال کی

اور اس وقت وہ کرم داد خان کے پاس جا رہے تھے۔انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کرم داد خان کو اغوا کر کے فورسٹارز کے ہیڈ کوارٹر لے آئیں گے اور پھر اس سے پورا نیٹ ورک معلوم کر کے حکومتی سطح پر اس کے خلاف کام کریں گے۔ تھوڑی دیر بعد کار نیشنل کمرشل پلازہ کی چار منزلہ عمارت کی پارکنگ کی طرف مڑ گئی پارکنگ میں بے شمار رنگ برنگی کاریں موجود تھیں اور پلازہ میں بے شمار کاروباری لوگ آ جا رہے تھے۔انٹرنیشنل ڈرگ ایجنسی کے دفاتر دوسری منزل پر تھے اور پوری دوسری منزل میں اسی ایجنسی کے دفاتر تھے۔لفٹ کے ذریعے وہ دوسری منزل پر پہنچے تو وہاں واقعی ہر کمرے میں بہت سرگرم کاروباری کارروائیاں ہو رہی تھیں۔

"چیئرمین صاحب کا آفس کہاں ہے"...... صدیقی نے ایک باوردی دربان سے پوچھا۔

"سب سے آخر میں ہے لیکن چیئرمین صاحب تو ملک سے باہر ہیں۔آپ جنرل مینجر صاحب سے مل لیں"...... دربان نے کہا۔

"لیکن جنرل مینجر صاحب تو بغیر وقت لئے ملاقات نہیں کریں گے جبکہ چیئرمین صاحب نے تو ہمیں باقاعدہ آج کا وقت دیا تھا۔ کب گئے ہیں وہ باہر"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ کل گئے ہیں جناب۔شاید کوئی ایمرجنسی کاروباری معاملہ ہو گا"...... دربان نے کہا۔

"جنرل مینجر صاحب کا کیا نام ہے اور ان کا آفس کہاں ہے"۔

صدیقی نے پوچھا۔

"آخر سے دوسرا جناب۔ وہ جہاں باہر دو باوردی دربان موجود ہیں"...... دربان نے کہا اور صدیقی اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ صدیقی دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوا تو یہ کافی بڑا کمرہ تھا جس میں صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف اندھے شیشے کا کیبن تھا جس کے باہر بیضوی کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی سرخ رنگ کا فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔ صوفوں پر چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے جو اپنے لباس اور جسامت سے ہی کاروباری نظر آرہے تھے۔ صدیقی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ صدیقی نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور لڑکی کے سامنے رکھ دیا۔

"سپیشل فورس۔ ہم نے جنرل مینجر سے فوری ملنا ہے انتظام کرو"۔ صدیقی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا سر"...... لڑکی نے کارڈ دیکھ کر قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"باس۔ سپیشل فورس کے چار آفیسر آئے ہیں اور آپ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ انہوں نے مجھے آفیشل کارڈ دکھایا ہے"...... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا۔

"یس باس"...... لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"صرف ایک منٹ تشریف رکھیں باس کے پاس ایک آدمی موجود ہے وہ ایک منٹ بعد چلا جائے گا پھر آپ مل لیں"...... لڑکی نے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن وہ وہاں سے ہٹے نہیں تھے اور پھر واقعی ایک منٹ بعد شیشے کا دروازہ کھلا اور ایک کاروباری آدمی جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بریف کیس تھا باہر نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تشریف لے جائیے"...... لڑکی نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ انتہائی شاندار اور باوقار انداز میں سجایا گیا تھا۔ بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جو صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ ویسے وہ اپنی شکل و صورت اور چہرے مہرے سے بھی خالصتاً کاروباری آدمی ہی لگ رہا تھا۔

"میرا نام بابر ہے۔ میں جنرل مینجر ہوں"...... اس آدمی نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام صدیقی ہے اور میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ یہ میرے ساتھی ہیں"...... صدیقی نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب میز کی سائیڈ پر پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ صدیقی کے علاوہ اور کسی نے مصافحہ کرنے کی زحمت گوارا نہ کی تھی۔

"جی فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ جنرل مینجر نے کہا۔

"آپ کی کمپنی کے چیئرمین صاحب سے ملنا ہے لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ کل رات یورپ گئے ہیں اور ان کی واپسی شاید ایک ماہ بعد ہو۔ آپ فرمائیں میں آپ کی خدمت کروں گا"۔ جنرل مینجر نے کہا۔

"مسٹر بابر۔ آپ کو معلوم ہے کہ حکومتی ایجنسیوں سے غلط بیانی کا کیا نتیجہ نکلا کرتا ہے"...... صدیقی نے یکلخت غراہٹ آمیز لہجے میں کہا تو جنرل مینجر بابر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"غلط بیانی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔ میں نے تو غلط بیانی نہیں کی ہے"...... جنرل مینجر نے کہا۔

"چیئرمین صاحب کا نام کرم داد خان ہے ناں"۔ صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہی نام ہے ان کا"...... جنرل مینجر بابر نے جواب دیا۔

"اور اس نام کا کوئی آدمی کل رات کسی فلائٹ سے نہیں گیا۔ ہم نے اطلاع ملنے پر پہلے ہی ریکارڈ چیک کر لیا ہے"...... صدیقی نے ایسے ہی کہہ دیا تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے۔

"نہیں گئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب۔ انہوں نے خود مجھے فون پر کہا تھا کہ وہ ایک ماہ کے لئے یورپ کے دورے پر جا رہے ہیں اور رات کی فلائٹ سے جائیں گے"...... جنرل مینجر بابر کے لہجے میں

ایسی حیرت تھی کہ صدیقی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"بہرحال وہ باہر نہیں گئے۔ یہ تو طے ہے۔ اب وہ کہاں ہوں گے یہ آپ بتا دیں ورنہ دوسری صورت میں ہم آپ کو ہیڈ کوارٹر لے جانے پر مجبور ہوں گے اور آپ اتنا تو جانتے ہی ہوں گے کہ وہاں جا کر پتھر بھی بول پڑتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن میں آپ سے سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے تو انہوں نے خود ہی بتایا ہے۔ اب وہ اگر نہیں گئے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرا ان سے کاروباری تعلق ہے اور بس۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں"...... بابر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ ان کی رہائش گاہ پر فون کر کے معلوم کریں اور اس کے علاوہ جہاں جہاں وہ ہو سکتے ہیں وہاں سے معلوم کریں ہمیں بہرحال ان سے ملنا ہے ابھی اور اسی وقت۔ یہ ہمارے چیف کا حکم ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"لیکن سپیشل فورس کو چیئرمین صاحب سے ایسا کونسا ایمرجنسی کام ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آرہی"۔ بابر نے کہا۔

"یہ بات آپ نہیں سمجھ سکتے اس لئے جو کچھ آپ سے کہا جا رہا ہے وہی کریں اس میں آپ کا فائدہ ہے"...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا تو بابر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"جمی چیئرمین صاحب کے گھر فون کر کے معلوم کرو کہ کیا وہ گھر پر ہیں اور اگر وہاں نہ ہوں تو پھر جہاں جہاں بھی وہ ہو سکتے ہوں

وہاں وہاں کوشش کرو۔ میں نے ان سے فوری بات کرنی ہے"۔ بابر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ملک سے باہر نہیں گئے۔ یہ بات طے ہے"...... بابر نے دوسری طرف سے بات سنتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

ابھی معلوم ہو جائے گا۔ جمی مجھ سے زیادہ ان کے بارے میں جانتی ہے"...... بابر نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جنرل مینجر نے کہا۔

"سوری ہم ڈیوٹی پر ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا اور پھر مزید چند منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جنرل مینجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ صدیقی نے اٹھ کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... جنرل مینجر نے کہا۔

"باس۔ چیئرمین صاحب نہ ہی اپنی رہائش گاہ پر ہیں وہاں سے بھی یہی بتایا گیا ہے کہ وہ رات کی فلائٹ سے یورپ چلے گئے ہیں اور نہ ہی ریڈ کلب میں ہیں اور نہ ہی آئرش کلب میں۔ سب جگہ سے یہی بتایا گیا ہے کہ وہ غیر ملکی دورے پر ہیں"۔ جمی کی آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... جنرل مینجر بابر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب فرمائیے میں مزید کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... جنرل مینجر نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"کوئی ایسی ٹپ جس سے پتہ چل سکے کہ چیئرمین صاحب کہاں

ہو سکتے ہیں۔ یہ تو بہر حال طے ہے کہ وہ باہر نہیں گئے"...... صدیقی نے خشک لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ میرا ان سے صرف کاروباری تعلق ہے میں ان کی کمپنی کا جنرل مینجر ہوں اور وہ چیئرمین۔ اس سے زیادہ مجھے ان کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ اب میں کیا بتا سکتا ہوں"...... بابر نے کہا۔

"جنرل مینجر اور چیئرمین ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہوتے ہیں۔ آپ کو بہر حال یہ معلوم ہو گا کہ وہ اگر باہر نہ جائیں اور کسی وجہ سے وہ کسی کی نظروں سے چھپ کر یہاں رہنا چاہیں تو وہ کہاں چھپ سکتے ہیں یا کون اس بارے میں بتا سکتا ہے"۔ صدیقی نے کہا

"لیکن وہ کیوں چھپ کر رہیں گے۔ کیا وہ مجرم ہیں۔ آخر کیا بات ہے آپ کھل کر بتائیں"...... بابر نے کہا۔

"نہ ہی وہ مجرم ہیں اور نہ ہم ان سے کسی جرم کے بارے میں کوئی بات پوچھنا چاہتے ہیں۔ اصل میں ہمیں ان سے ایک غیر ملکی آدمی کے بارے میں معلومات چاہئیں اور وہ غیر ملکی ان کا کاروباری دوست ہے اور اس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ جب یہاں آتا ہے تو چیئرمین صاحب کا مہمان بنتا ہے۔ وہ شخص گریٹ لینڈ کا رہنے والا ہے اس کا نام آرنلڈ ہے۔ اس کا تعلق حکومت گریٹ لینڈ سے ہے۔ وہ پاکیشیا آیا اور پھر اچانک غائب ہو گیا۔ حکومت گریٹ لینڈ اسے ٹریس کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں چیئرمین صاحب سے بات

کرنی ہے تاکہ ہم اس سلسلے میں کوئی کارروائی ڈال سکیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"آرنلڈ نام کا کوئی غیر ملکی جو چیئرمین صاحب کا دوست ہو میرے علم میں تو نہیں ہے البتہ مجھے ایک پوائنٹ یاد آ گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے معلومات مل سکیں۔ ہماری لیگل ایڈوائزر کمپنی کی مالکہ مس سوسن ہیں۔ چیئرمین صاحب سے ان کے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں معلوم ہو"...... جنرل مینجر بابر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"جمی مس سوسن سے میری بات کراؤ"...... بابر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو جنرل مینجر نے رسیور اٹھا لیا۔

"مس سوسن سے بات کریں باس"...... لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ سے جمی کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"ہیلو۔ بابر بول رہا ہوں"...... بابر نے کہا۔

"سوسن بول رہی ہوں۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے ایک نوجوان سی نسوانی آواز سنائی دی۔

"مس سوسن چیئرمین صاحب سے فوری بات کرنی ہے۔ انتہائی اہم کاروباری مسئلہ ہے۔ مجھے انہوں نے بتایا تھا کہ وہ ملک سے باہر جا رہے ہیں لیکن ان کی رہائش گاہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی وجہ سے باہر نہیں گئے لیکن ان کا پتہ ہی نہیں چل رہا۔ آپ کو علم ہو تو بتا دیں"...... بابر نے کہا۔

"کیا بات کرنی ہے مجھے بتا دو۔ میں ان سے بات کر کے تمہیں بتا دیتی ہوں لیکن براہ راست تمہاری بات ان سے نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے سختی سے منع کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سوری مس سوسن۔ یہ کاروباری سیکرٹ ہے۔ ٹھیک ہے میں خود ہی کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں۔ شکریہ"...... بابر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب آپ مس سوسن سے خود پوچھ لیں"...... بابر نے کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن آپ کو ہمارے ساتھ مس سوسن کے پاس چلنا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"میں کیوں۔ اس کا پتہ آپ کو بتا دیتا ہوں"...... بابر نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ باہر سے ہی واپس آ جائیں لیکن آپ کا وہاں تک جانا ضروری ہے چلیں انہیں دیر مت کریں"...... صدیقی نے سخت لہجے میں کہا تو بابر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے لیکن ظاہر ہے سرکاری آدمیوں کے ساتھ وہ اپنی مرضی نہ کر سکتا تھا۔ پھر صدیقی کے ساتھ وہ باہر آ گیا۔

"جمی میں ابھی دس منٹ میں آ رہا ہوں"...... بابر نے جمی سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کہاں ہے سوسن کا آفس"...... صدیقی نے لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس ارباب روڈ کے آخر میں گلیکسی پلازہ میں۔ سوسن لیگل ایڈوائزر کمپنی کے نام سے ہے"...... بابر نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد بابر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ صدیقی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھی اپنی کار میں اور دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ پھر ایک چھ منزلہ کمرشل پلازہ کے سامنے جا کر بابر نے کار روک دی۔

"اس کی تیسری منزل پر سوسن کا آفس ہے"...... بابر نے پلازہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ اب آپ جا سکتے ہیں لیکن یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ آپ نے اس سلسلے میں زبان بند رکھنی ہے"...... صدیقی نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور بابر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔ چوہان جو دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا کار کو پارکنگ میں لے گیا تھا اور اب وہ کار سے اتر کر پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے اس لئے صدیقی بھی ادھر چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سوسن کے آفس میں موجود تھے۔ سوسن ایک نوجوان لڑکی تھی اور شکل و صورت اور لباس سے کسی طرح بھی کسی ایجنسی کی مالکہ نہ لگتی تھی۔

"میرا نام صدیقی ہے مس سوسن۔ اور میرا تعلق وزارت قانون سے ہے۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم وزارت قانون کے ایک ایسے

شعبے سے تعلق رکھتے ہیں جو صرف لا کے سلسلے میں سروے کرتا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تشریف رکھئے اور مجھے بتائیے کہ آپ کس ٹاپک پر سروے کر رہے ہیں"...... سوسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ بتائیں کہ کیا یہ کمپنی آپ نے قائم کی ہے"۔ صدیقی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ میرے والد کی ہے۔ ان کی وفات کے بعد میں اس کی نگرانی کرتی ہوں۔ ویسے میرا براہ راست لا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں صرف کمپنی کے انتظامات کی نگرانی کرتی ہوں"...... سوسن نے جواب دیا۔

"ہم نے کرم داد خان سے ملنا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں"...... صدیقی نے کہا تو سوسن بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا مطلب۔ آپ تو لا کے سروے پر ہیں پھر یہ کرم داد خان کہاں سے درمیان میں آ گیا"...... سوسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ شرافت سے بتا دو کہ وہ کہاں ہے"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم مجھے میرے آفس میں دھمکی دے رہے ہو"...... سوسن نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختی ہوئی اچھل کر میز پر سے گھسٹتی ہوئی سامنے قالین پر ایک دھماکے سے جا گری جبکہ

چوہان نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کر کے اندر سے لاک کر دیا تھا۔ نیچے گر کر سوسن اٹھنے ہی لگی تھی کہ صدیقی نے ایک بار پھر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے صوفے پر پھینک دیا۔ دوسرے لمحے اس نے ریوالور اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"بولو کہاں ہے کرم داد خان۔ بولو ورنہ".... صدیقی کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔

"وہ۔ وہ اولڈ کیسل میں ہے۔ اولڈ کیسل میں".... سوسن نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا جسم خوف سے کانپ رہا تھا اور چہرے پر شدید ترین خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کہاں ہے یہ اولڈ کیسل۔ تفصیل بتاؤ".... صدیقی کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"دارالحکومت سے شمال کی طرف باہر جانے والی سڑک پر۔ اٹھائیسویں کلومیٹر پر ایک سائیڈ روڈ مغرب کی طرف جاتی ہے۔ یہ سڑک ایک انتہائی پرانی اور خستہ عمارت پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ اس کا نام اولڈ کیسل ہے اندر سے یہ عمارت شاندار ہے جبکہ باہر سے انتہائی خستہ ہے۔ یہ کرم داد خان کا خاص پوائنٹ ہے اور وہ اکثر وہاں جا کر رہتا ہے اور اب بھی وہ وہیں ہے".... سوسن نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے".... صدیقی نے پوچھا۔

"مجھے کرم داد خان نے فون کر کے کہا تھا کہ میں رات کو وہاں پہنچ جاؤں وہ اکیلا ہے".... سوسن نے جواب دیا۔

"اس عمارت میں کتنے آدمی ہوتے ہیں".... صدیقی نے پوچھا۔

"یہ اس کی مرضی ہے۔ بعض اوقات صرف دو تین ملازم ہوتے ہیں اور بعض اوقات کئی مسلح افراد ہوتے ہیں".... سوسن نے کہا تو صدیقی نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھا کر بٹھا دیا۔ پھر اس نے ریوالور جیب میں رکھ لیا۔

"وہاں فون کرو اور مجھے کنفرم کراؤ کہ کرم داد خان واقعی وہیں ہے".... صدیقی نے کہا۔

"لیکن میں اسے کیا کہوں"۔ سوسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو مرضی آئے کہو لیکن یہ بات کنفرم ہونی چاہئے کہ وہ وہاں موجود ہے لیکن خیال رکھنا اگر ہمارے بارے میں تم نے اشارہ بھی کیا تو تمہارا یہ خوبصورت جسم گٹڑ میں تیرتا ہوا نظر آئے گا"۔ صدیقی نے کہا تو سوسن نے بے اختیار خوف سے جھرجھری سی لی اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس".... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سوسن بول رہی ہوں۔ بڑے صاحب سے بات کراؤ میری"۔ سوسن نے کہا۔

"ہولڈ کریں".... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سوسن کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے".... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرم داد خان میں نے یہ بتانے کے لئے کال کیا ہے کہ میں آج رات اولڈ کیسل نہ آ سکوں گی۔ ابھی مجھے گریٹ لینڈ سے فون آیا ہے۔ میری ایک اہم پارٹی آج شام پہنچ رہی ہے اور میں نے اس سے ضروری ملاقات کرنی ہے البتہ کل میں آ سکتی ہوں جس وقت تم کہو"...... سوسن نے کہا۔

"اس پارٹی سے کس وقت فارغ ہو جاؤ گی تم"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہو سکتا ہے کہ رات کافی پڑ جائے"...... سوسن نے جواب دیا۔

"جس وقت بھی فارغ ہو آجانا میں تمہارا انتظار کروں گا"۔ کرم داد خان نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے میں آجاؤں گی۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے زیادہ رات گئے تم میرا وہاں آنا پسند نہ کرو"...... سوسن نے کہا۔

"نہیں میں تمہارا انتظار کروں گا"...... کرم داد خان نے کہا۔

"اوکے۔ میں آجاؤں گی بلکہ کوشش کروں گی کہ جلد از جلد اس پارٹی سے جان چھڑا لوں"...... سوسن نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سوسن نے رسیور رکھ دیا۔

"اب تو تم کنفرم ہو چکے ہو"...... سوسن نے کہا۔

"ہاں اور اب تم اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو اس اولڈ کیسل

تک"۔ صدیقی نے کہا۔

"میں۔ لیکن کیوں"...... سوسن نے چونک کر کہا۔

"میں تمہارے فائدے کے لئے کہہ رہا ہوں۔ ہم کرم داد خان سے جا کر اس طرح ملنا چاہتے ہیں کہ اسے ہمارے بارے میں پہلے سے کوئی علم نہ ہو سکے۔ اب اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو ہم تمہیں گولی مار دیں تاکہ تم ہمارے جانے کے بعد اسے فون کر کے ہمارے بارے میں نہ بتا سکو یا پھر تم ہمارے ساتھ چلو۔ اس طرح تم زندہ بچ جاؤ گی"...... صدیقی نے جیب سے ایک بار پھر ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں چلتی ہوں۔ پلیز مجھے مت مارو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں"...... سوسن نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی اور اس کے ساتھی سوسن سمیت اولڈ کیسل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صدیقی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ سوسن سائیڈ سیٹ پر تھی اور باقی ساتھی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"تم دراصل کون ہو"...... سوسن نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہمارا تعلق حکومت سے ہے اس لئے تو تم زندہ نظر آ رہی ہو ورنہ ہمارا تعلق مجرموں سے ہوتا تو تم ہلاک ہو چکی ہوتی"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"لیکن تم کرم داد خان کے پاس کیوں جا رہے ہو"...... سوسن

نے کہا۔

"یہ تمہارا دوست جعلی ادویات کے سلسلے میں بہت بڑا مجرم ہے اس نے پورے ملک میں جعلی ادویات کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ایسا جال جس میں روزانہ سینکڑوں افراد مرجاتے ہیں۔ یہ آدمی صرف چند روپوں کی خاطر بے گناہ لوگوں کا قتل عام کر رہا ہے"...... صدیقی نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جعلی ادویات۔ اوہ اوہ۔ کیا واقعی درست ہے۔ میں نے تو آج تک اس بارے میں نہیں سنا"...... سوسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ درست ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"پھر تو یہ شخص قابل نفرت ہے۔ میں غیر قانونی کام کرنے والوں کو کبھی اچھا نہیں سمجھتی۔ میرے والد نے ہمیشہ قانون کی خاطر بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ میں تو یہی سمجھتی رہی کہ وہ ادویات کا بہت بڑا امپورٹر ہے اور بس"...... سوسن نے کہا۔

"اگر تم واقعی نفرت کرتی ہو تو پھر تم کرم داد خان تک ہمیں آسانی سے پہنچا سکتی ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ کیسے"...... سوسن نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے وہاں کے لوگ تمہیں جانتے ہوں گے اس لئے وہ تمہیں اور تمہارے ساتھ ہمیں اندر جانے دیں گے ورنہ ظاہر ہے ہمیں نجانے کتنا مقابلہ کرنا پڑے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ مگر وہ کرم داد خان وہ"...... سوسن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہارے سامنے اس سے یہ بات تسلیم کرا لیں گے کہ وہ واقعی ایسا کام کرتا ہے اور اس کی گرفتاری کا کریڈٹ بھی سرکاری طور پر تمہیں مل جائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر وہ واقعی اتنا بھیانک مجرم ہے تو مجھے اس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے لیکن مجھے یہ یقین کیسے آئے گا کہ تمہارا تعلق حکومت سے ہے"۔ سوسن نے کہا تو صدیقی نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سپیشل فورس کا سرکاری کارڈ نکال کر سوسن کی طرف بڑھا دیا۔ سوسن نے غور سے کارڈ دیکھا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے اب مجھے یقین آگیا ہے۔ اب میں تمہارا پورا پورا ساتھ دوں گی"...... سوسن نے کہا اور کارڈ واپس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سوسن کے کہنے پر صدیقی نے کار سائیڈ روڈ پر موڑ دی اور واقعی سائیڈ روڈ کا اختتام ایک بڑی لیکن پرانی اور خستہ سی عمارت پر ہوا جس کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا۔ صدیقی نے کار روکی تو سوسن نیچے اتری اور آگے بڑھ کر اس نے ڈور فون کی سائیڈ پر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سوسن۔ پھاٹک کھولو"...... سوسن نے کہا۔

"اوہ۔ مس سوسن آپ۔ میں آرہا ہوں"...... دوسری طرف سے

حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مسلح آدمی باہر آ گیا۔

" پھاٹک کھولو۔ میں تمہارے چیف کے حکم پر انہیں اس سے ملوانے لے آئی ہوں "...... سوسن نے کہا۔

" یس مس "...... اس آدمی نے کہا اور چھوٹے پھاٹک میں داخل ہو گیا۔ سوسن دوبارہ کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور صدیقی نے کار آگے بڑھا دی اور پھر سوسن کے کہنے پر کار کو ایک سائیڈ پر لے جا کر روک دیا۔ وہاں چار پانچ مسلح افراد موجود تھے لیکن شاید سوسن کو دیکھ کر وہ خاموش کھڑے تھے۔

" آؤ میرے ساتھ "...... سوسن نے کہا اور صدیقی اور اس کے ساتھی کار سے اتر آئے۔ پھر سوسن انہیں اپنے ساتھ لے کر سائیڈ سے ہوتی ہوئی عمارت کی عقبی سائیڈ پر آ گئی۔ یہاں ایک بند دروازے پر اس نے دستک دی۔

" کون ہے "...... اندر سے کرم داد خان کی آواز سنائی دی۔

" سوسن ہوں۔ دروازہ کھولو "...... سوسن نے کہا۔

" اوہ تم "...... کرم داد خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا تو صدیقی کرم داد خان کو دھکیلتا ہوا اندر لے گیا اور پھر اس سے پہلے کہ کرم داد خان سنبھلتا صدیقی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کرم داد خان کنپٹی پر مخصوص انداز کی ضرب کھا کر نیچے گرا ہی تھا کہ صدیقی کی لات حرکت میں آئی اور

اٹھتا ہوا کرم داد خان ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ صدیقی کے ساتھیوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ سوسن ہونٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی۔ صدیقی نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے کرم داد خان کو اٹھایا اور صوفے کی کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بیلٹ سے بندھی ہوئی کلپ ہتھکڑی اتاری اور کرم داد خان کے دونوں بازو عقب میں کر کے انہیں کلپ ہتھکڑی میں جکڑ دیا۔ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے ساؤنڈ پروف تھا اس لئے انہیں اس بات کی فکر نہ تھی کہ کرم داد خان کی آواز باہر جا سکے گی۔ پھر صدیقی نے ہی کرم داد خان کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب کرم داد خان کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹا لئے اور جیب سے ریوالور نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

" تم بیٹھ جاؤ سوسن۔ ابھی تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کرم داد خان کا اصل چہرہ کیا ہے "...... صدیقی نے سوسن سے کہا تو سوسن سر ہلاتی ہوئی ایک طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد کرم داد خان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے نہ اٹھ سکا۔

" کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ تم سوسن۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کون ہیں "...... کرم داد خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی سوسن پر جمی ہوئی تھیں۔

"کرم داد خان تم جعلی ادویات تیار کرتے ہو اور انہیں پورے پاکیشیا میں فروخت کرتے ہو۔ اس لحاظ سے تم مکروہ ترین مجرم ہو۔ تم چند روپوں کی خاطر پاکیشیا کے ہزاروں لاکھوں افراد کو یقینی موت کے گھاٹ اتار دیتے ہو"...... صدیقی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو ایسا نہیں کرتا۔ میں تو ادویات امپورٹ کرتا ہوں۔ میرا جعلی ادویات سے کیا تعلق"...... کرم داد خان نے کہا۔ وہ اب خاصا سنبھل چکا تھا۔

"تم تینوں باہر جاؤ اور باہر موجود سب لوگوں کو آف کر دو۔ یہ اس کرم داد خان کا خاص اڈہ ہے اس لئے یہاں یقیناً ایسے کاغذات موجود ہوں گے جن سے ہمیں مدد مل سکے"...... صدیقی نے چوہان، نعمانی اور خاور سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

"یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کون ہو تم"...... کرم داد خان نے اس بار قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور یہ بات طے ہے کہ ہم نے اس ملک میں جعلی ادویات کے کاروبار کا مکمل طور پر خاتمہ کرنا ہے اس لئے تمہارے پاس آخری چانس ہے اگر تم ہمیں سب کچھ بتا دو اور اس مکروہ اور بھیانک کاروبار کے خاتمے میں ہمارے ساتھ مکمل اور کھل کر تعاون کرو تو تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا کر تمہاری زندگی بچائی جا سکتی ہے ورنہ دوسری صورت میں تم یہ مت سمجھنا کہ

تمہارے آقا تمہیں بچالیں گے۔ تم کتے سے بھی بدتر موت مارے جاؤ گے"...... صدیقی نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میرا جعلی ادویات سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم بے شک پورے شہر سے میرے متعلق معلوم کر لو۔ سوسن سے پوچھ لو"...... کرم داد خان نے کہا۔

"شاہی میڈیکل اسٹور کے سیٹھ اسلم نے تمہارا نام لیا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"کون سیٹھ اسلم۔ میں تو اسے جانتا تک نہیں"...... کرم داد خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی سیٹھ اسلم کو یہاں طلب کر لیتا ہوں پھر آمنے سامنے بات ہو جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"بے شک بلوا لو۔ میں واقعی کسی سیٹھ اسلم کو نہیں جانتا اور یقین کرو جس نے بھی تمہیں میرے متعلق بتایا ہے غلط بتایا ہے"۔ کرم داد خان نے اس بار بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تم نے اپنے جنرل مینجر کو بتایا کہ تم ملک سے باہر جا رہے ہو۔ تم نے اپنی رہائش گاہ پر بھی یہی بتایا لیکن تم یہاں چھپے ہوئے ہو۔ اس کی وجہ"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ میرے کاروباری معاملات ہیں۔ بعض پارٹیوں کے دباؤ کی وجہ سے مجھے اکثر ایسا کرنا پڑتا ہے"...... کرم داد خان نے کہا تو

صدیقی نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور چوہان اندر داخل ہوا۔

"سب اوکے ہو گیا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہاں کی مکمل اور تفصیلی تلاشی لو"...... صدیقی نے کہا تو چوہان سرہلاتا ہوا دوبارہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم بے شک تلاشی لے لو۔ میں جب اس کام میں ملوث ہی نہیں ہوں تو میں کیوں ڈروں"...... کرم داد خان نے کہا اور صدیقی نے صرف سرہلانے پر اکتفا کیا۔

"ہو سکتا ہے کہ تمہاری اطلاع غلط ہو"...... سوسن نے پہلی بار صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا"...... صدیقی نے کہا اور سوسن سرہلا کر خاموش ہو گئی۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور چوہان اندر داخل ہوا۔

"یہاں کوئی مشکوک چیز موجود نہیں ہے"...... چوہان نے کہا۔

"اس کمرے کی تلاشی لو"۔ صدیقی نے کہا تو چوہان نے آگے بڑھ کر کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن یہاں بھی کوئی چیز نہ تھی۔

"کرم داد خان کے کوٹ کی تلاشی لو"...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے کرم داد خان کے عقب میں جا کر اس کی تفصیلی تلاشی لینی شروع کر دی۔

"کچھ نہیں ہے"...... چوہان نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب کرم داد خان خود بتائے گا"...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں بتا رہا ہوں کہ میں اس کام میں ملوث نہیں ہوں"۔ کرم داد خان نے کہا۔

"ابھی تم اپنی زبان سے سب کچھ بتا دو گے۔ کرم داد خان"۔ صدیقی نے کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک پیکٹ باہر نکال لیا۔ کاغذ کا پیکٹ۔ چوہان اور سوسن دونوں حیرت سے صدیقی کو دیکھ رہے تھے۔

"میں اس کے لئے پوری تیاری کر کے آیا تھا"...... صدیقی نے کہا اور اس نے پیکٹ کا کاغذ اتارا تو اندر سے دو لکڑی کے لٹو سے نکلے جن کے ساتھ ایک پتلا سا گول ڈنڈا اور رسی سی بندھی ہوئی تھی۔ یہ رسی ان لٹوؤں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔

"یہ کیا ہے"...... سوسن نے حیران ہو کر کہا۔

"سچ اگلوانے کا ایک ایسا طریقہ کہ جس سے اصلیت خود بخود سامنے آ جاتی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ لٹو کیا کریں گے"...... سوسن نے حیران ہو کر کہا۔ کرم داد خان کے چہرے پر بھی حیرت تھی لیکن اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔

"چوہان کرم داد خان کا سر پکڑ لو"...... صدیقی نے کہا تو چوہان تیزی سے کرم داد خان کی کرسی کے پیچھے آیا اور اس نے کرم داد خان

کا سر پکڑ لیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔ میں معزز آدمی ہوں۔ تم یہ کیا کر رہے ہو۔ سوسن پولیس کو اطلاع دو۔ یہ مجھ پر تشدد کر رہے ہیں"۔ کرم داد خان نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ"...... سوسن نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ سوسن ورنہ"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم تشدد کر رہے ہو اور یہ غیر قانونی ہے"۔ سوسن نے کہا تو صدیقی یکلخت مڑا اور دوسرے لمحے سوسن چیختی ہوئی اچھل کر فرش پر جا گری۔ صدیقی کا ہاتھ گھوما تھا اور سوسن کی کنپٹی پر لگنے والی بھرپور ضرب نے اسے اچھال دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی اس نے چیختے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے صدیقی کی لات حرکت میں آئی اور سوسن دوبارہ گری اور اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا۔ تم نے سوسن کو ہلاک کر دیا"۔ کرم داد خان نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ صرف بے ہوش ہوئی ہے"...... صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر اس نے کرم داد خان کی دونوں کنپٹیوں پر لٹوؤں کو رکھ کر رسی کو اس کے سر اور پیشانی کے گرد لپیٹ کر ڈنڈے کو اس کی پیشانی کے سامنے رکھ کر اس نے ڈنڈا پکڑ کر گھمانا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے ڈنڈا گھومتا گیا رسی کرم داد خان کے سر کے گرد ٹائٹ ہوتی

چلی گئی۔

"بس اب چھوڑ دو اس کا سر"...... صدیقی نے چوہان سے کہا تو چوہان پیچھے ہٹ گیا۔

"اب تمہاری زبان سب کچھ اگل دے گی کرم داد خان"۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈنڈے کو مزید گھمایا تو کرم داد خان نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس سے اٹھا ہی نہ جا سکا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ صدیقی آہستہ آہستہ ڈنڈا گھماتا جا رہا تھا اور کنپٹیوں پر موجود لکڑی کے لٹوؤں کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ کرم داد خان کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ تو کیا پورا جسم پسینے میں ڈوب سا گیا تھا۔ اس کا جسم اس طرح ہل رہا تھا جیسے پورا جسم رعشے کی زد میں آ گیا ہو۔ اس کے حلق سے مسلسل کربناک چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں ابل کر حلقوں سے باہر کو آ گئی تھیں اور پھر اس کا منہ کھلا لیکن اس کے حلق سے آواز نکلنی بند ہو گئی تھی اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ صدیقی نے ڈنڈے کو تھوڑا سا واپس گھمایا اور پھر لٹوؤں کو کرم داد خان کے سر سے علیحدہ کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

"کیا ہوا"...... چوہان نے کہا۔

"بس اتنا ہی کافی ہے۔ اب اس کا خوف ہی اس کی زبان کھول دے گا۔ تم پانی لے آؤ"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو

چوہان سر ہلاتا ہوا ایک طرف رکھے ہوئے ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریفریجریٹر کھولا، اس میں میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ البتہ نچلے خانے میں پانی کی دو بوتلیں بھی پڑی تھیں۔ شاید شراب میں پانی ملانے کے لئے ان بوتلون کو یہاں رکھا گیا تھا۔ چوہان نے ایک بوتل اٹھائی اور ریفریجریٹر بند کر دیا۔

"نعمانی اور خاور باہر کیا کر رہے ہیں"...... صدیقی نے چوہان کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لیتے ہوئے پوچھا۔

"وہ پہرہ دے رہے ہیں۔ کوئی اچانک آ سکتا ہے"...... چوہان نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سرہلا دیا پھر اس نے بوتل سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور دونوں ہاتھوں سے کرم داد خان کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھول دیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی کرم داد خان کو ہوش آیا اور اس کا منہ چیخنے اور کراہنے کے لئے کھلا تو صدیقی نے اس کے منہ سے پانی کی بوتل لگا دی اور کرم داد خان واقعی پیاسے اونٹ کی طرح غٹاغٹ پانی پیتا چلا گیا۔ جب آدھی سے زیادہ بوتل خالی ہو گئی تو صدیقی نے بوتل ہٹا لی۔

"یہ۔ یہ انتہائی خوفناک عذاب ہے۔ خدا کے لئے ایسا مت کرو۔ میں بے گناہ ہوں"۔ کرم داد خان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ دوبارہ یہ کام کیا جائے اس بار پہلے سے

زیادہ تکلیف ہو گی"...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا اور ایک طرف رکھے ہوئے لٹو اٹھا لئے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مم۔ میں اب برداشت نہیں کر سکتا۔ رک جاؤ۔ میرا ذہن پھٹ رہا ہے۔ رک جاؤ۔ کیا تم واقعی مجھے وعدہ معاف گواہ بنا لو گے"...... کرم داد خان نے صدیقی کو دوبارہ لٹوؤں کو اٹھاتے دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں وعدہ رہا لیکن شرط یہی ہے کہ مکمل اور کھل کر تعاون کرو۔ سب کچھ بتا دو"...... صدیقی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں بتا دیتا ہوں۔ یہ تو موت سے بھی زیادہ خوفناک عذاب ہے۔ میں بتا دیتا ہوں۔ سنو میں بتا دیتا ہوں"...... کرم داد خان نے کراہتے ہوئے کہا۔

"چوہان اس سوسن کو ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ بھی سن لے ورنہ یہ بھی بے موت ماری جائے گی"...... صدیقی نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چوہان سے کہا۔ لٹو ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھے اور چوہان تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی سوسن کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب سوسن کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو چوہان نے ہاتھ ہٹائے اور پھر بازو سے پکڑ کر سوسن کو گھسیٹ کر اس نے کرسی پر بٹھا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی سوسن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کرم داد خان۔ اور سنو جو کچھ تم بتاؤ گے اسے کنفرم بھی کیا جائے گا اور اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پانی۔ پانی دو مجھے میرا دل ڈوب رہا ہے"۔ سوسن کی آواز سنائی دی تو چوہان نے پانی کی بوتل جس میں آدھے سے زیادہ پانی موجود تھا اٹھا کر سوسن کے منہ سے لگا دی اور سوسن نے غٹاغٹ پانی پینا شروع کر دیا۔

"تم بات جاری رکھو۔ تم کیوں خاموش ہو گئے ہو"...... صدیقی نے کرم داد خان سے کہا۔

"اس میں سوسن کا بھی کردار ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سوسن پورے ہوش وحواس میں رہ کر میری بات سن لے"۔ کرم داد خان نے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا سوسن بھی جعلی ادویات میں ملوث ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ لیکن اس کی وجہ سے میں اس دھندے میں ملوث ہوا ہوں"...... کرم داد خان نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم واقعی جعلی ادویات کے دھندے میں ملوث ہو"...... سوسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور سنو تم نے آج سے دو سال پہلے میری ملاقات راؤ اخلاق سے کرائی تھی۔ راؤ اخلاق ویسے تو جاگیردار ہے لیکن دراصل اس کی

جعلی ادویات کی فیکٹریوں سے رابطہ ہے اور وہ بہرحال بڑے بڑے ڈیلرز کو سپلائی کرتا ہے۔ اس نے مجھے بھی اس کام پر لگا دیا اور پھر اس کے ذریعے میں نے اپنا علیحدہ نیٹ ورک قائم کر لیا"...... کرم داد خان نے کہا۔

"لیکن راؤ اخلاق تو ایک سال پہلے فوت ہو چکا ہے"...... سوسن نے کہا تو صدیقی ایک بار پھر چونک پڑا۔

"ہاں۔ لیکن اس دھندے میں اس کی وجہ سے ہی میں پڑا تھا"۔ کرم داد خان نے کہا۔

"اب تمہیں مال کون سپلائی کرتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"راؤ اخلاق کی موت کے بعد کئی ماہ تک سپلائی بند رہی۔ پھر ایک روز ایک فون آیا کوئی صاحب بول رہے تھے۔ انہوں نے اپنا نام سر عاصم بتایا۔ انہوں نے راؤ اخلاق کا حوالہ دیا اور بتایا کہ راؤ اخلاق ان کا مال سپلائی کرتے تھے۔ راؤ اخلاق کی وفات کے بعد اب انہوں نے براہ راست مال سپلائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے پاکیشیا دارالحکومت اور اس کے ارد گرد کے چند علاقوں کی ایجنسیاں دے دیں اور مال ایک بار پھر براہ راست سپلائی ہونے لگا اور اب تک ہو رہا ہے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"کس طرح تفصیل بتاؤ"...... صدیقی نے کہا۔

"ادویات کی ایک مشہور کمپنی ہے جس کا نام اومیگا ٹریڈرز ہے۔ اس کا کام پورے ملک میں ادویات کی ان فیکٹریوں سے سول ایجنسی

تک سپلائی ہے۔ صرف سپلائی کا کام کرتی ہے یہ ایجنسی۔ اس کے
اپنے بڑے بڑے ٹرک ہیں۔ میرا جو مال غیر ملکوں سے آتا ہے اس کی
سپلائی کا ٹھیکہ بھی ان کے پاس ہے۔ ان کا سپلائی کا بہت بڑا نیٹ
ورک ہے جعلی ادویات کی پیٹیاں بھی اس کمپنی کے ذریعے آتی ہیں۔
ان کے لئے ہم نے علیحدہ گودام بنائے ہوئے ہیں۔ مال ان گوداموں
میں پہنچ جاتا اور پھر وہاں سے ہمارے آدمی میڈیکل سٹوروں پر ان کی
ڈیمانڈ کے مطابق سپلائی کرتے ہیں۔ ہمیں بل موصول ہو جاتے
ہیں۔ یہ علیحدہ بل ہوتے ہیں۔ ان پر جان بچانے والی خصوصی
ادویات کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ انہیں سپیشل بل کہا جاتا ہے اور
رقم ہم ان بلوں کے مطابق پاکیشیا بینک کی مین برانچ میں ایک
اکاؤنٹ میں جمع کرا دیتے ہیں"...... کرم داد خان نے کہا۔

"ان جعلی ادویات کو تیار کرنے کی فیکٹریاں کہاں ہیں"۔ صدیقی
نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے ایک بار کوشش کی تھی اور ایک
سپلائی کرنے والے ڈرائیور سے پوچھ گچھ کی تھی لیکن اسے بھی پتہ
معلوم نہیں تھا۔ اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ یہ مال وہ پاکیشیا کے
شمال مغرب میں واقع ایک بڑے شہر شانگ کے گوداموں سے اٹھا
کر یہاں سپلائی کرتے ہیں۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ان کی
کمپنی کا چیف سپروائزر احمد ملک انہیں حکم دیتا ہے۔ بس اتنا معلوم
ہو سکا ہے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"یہ سر عاصم کہاں رہتا ہے۔ اس کے بارے میں تفصیل بتاؤ"۔
صدیقی نے پوچھا۔

"صرف ایک دو بار سر عاصم سے فون پر بات ہوئی ہے اور وہ بھی
اس نے خود فون کیا تھا اور بس"...... کرم داد خان نے کہا۔

"یہاں تمہارا کون آدمی اس سارے نیٹ ورک کو سنبھالتا
ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"میری کمپنی کے سیلز آفس میں ایک علیحدہ پورشن ہے جس کو
ہم سپیشل سیلز آفس کہتے ہیں۔ اس کا انچارج سپیشل سیلز مینجر کہلاتا
ہے اس کا نام رابرٹ ہے وہی سارا کام کرتا ہے"...... کرم داد خان
نے جواب دیا۔

"تم اس سر عاصم کے بارے میں معلومات چھپا رہے ہو۔
تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم سب کچھ سچ بتا دو"۔ صدیقی نے کہا۔

"میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ سب سچ ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ
نہیں جانتا"...... کرم داد خان نے جواب دیا۔

"پاکیشیا میڈیکل سٹور کے مالک کو کس نے گولی مروائی تھی"۔
صدیقی نے پوچھا۔

"میں نے۔ اس نے مجھ سے براہ راست بات کی تھی۔ اس نے
مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے رابرٹ سے کہا
اور اسے گولی مار دی گئی بلکہ اس کا سٹور بھی جلا دیا گیا تا کہ مال انٹیلی
جنس نہ پکڑ سکے۔ رابرٹ ہی یہ سارے دھندے کرتا ہے"...... کرم

داد خان نے کہا۔

"لیکن وہ سیٹھ اسلم بھی تمہارے بارے میں جانتا ہے اور اب بقول تمہارے اس چھوٹے سے میڈیکل سٹور کے مالک نے بھی تم سے براہ راست بات کی۔ اس کا تو مطلب ہے کہ وہ سب یہ بات جانتے ہیں کہ تم اس کام میں پوری طرح ملوث ہو جبکہ تم نے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ تمہارا بظاہر اس کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے حتیٰ کہ سوسن تک بھی یہ بات نہیں جانتی۔ اس طرح تو تمہاری انہی باتوں میں واضح تضاد موجود ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"جعلی ادویات تمام میڈیکل سٹورز والے فروخت نہیں کرتے۔ اس لئے جو لوگ یہ کام کرتے ہیں ہمیں ان کے ساتھ قریبی رابطہ رکھنا پڑتا ہے۔ ان کے مفادات کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے اور حکومت کے آدمیوں جیسے ڈرگ انسپکٹر وغیرہ ہیں ان کا بھی بندوبست کرنا پڑتا ہے اور اگر کبھی کوئی جھگڑا ہو جائے تب بھی ہمیں ان لوگوں کے مفادات کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ ہم نے انہیں یقین دلایا ہوا ہے کہ ہم ہر طرح سے ان کا تحفظ کرتے رہیں گے اور ہم کرتے بھی ہیں اس لئے ہر چھ ماہ بعد پاکیشیا میں یہ کام کرنے والے تمام میڈیکل سٹوروں کے مالکوں کی میری طرف سے دعوت کی جاتی ہے اور انہیں کمپنی کی طرف سے انتہائی قیمتی انعامات دیئے جاتے ہیں اور اس ساری کارروائی کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے اس لئے جو لوگ یہ کام

کرتے ہیں وہ اس بات سے واقف ہیں کہ اس کاروبار کا اصل سربراہ میں ہوں۔ پاکیشیا میڈیکل سٹور کا مالک دراصل میرا ذاتی طور پر بھی واقف ہے لیکن وہ انتہائی لالچی آدمی تھا۔ اس نے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی جس پر میں نے اسے رابرٹ کے ذریعے گولی مروا دی"...... کرم داد خان نے کہا۔

"کیا نمبر ہے رابرٹ کا"...... صدیقی نے پوچھا تو کرم داد خان نے نمبر بتا دیا تو صدیقی نے ایک طرف تپائی پر رکھا ہوا کارڈلیس فون اٹھایا۔

"تم رابرٹ کو فون کر کے فوری طور پر یہاں طلب کرو تاکہ تمہاری بات کنفرم کی جا سکے"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ میں نے تم سے غلط بیانی تو نہیں کی"...... کرم داد خان نے جواب دیا۔

"فائدہ نقصان دیکھنا ہمارا اپنا کام ہے کرم داد خان تمہارا نہیں ہے۔ تم سے جو کہا جا رہا ہے وہ کرو"۔ صدیقی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں بلا لیتا ہوں اسے"...... کرم داد خان نے کہا تو صدیقی نے کرم داد خان کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فون پیس کرم داد خان کے کان سے لگا دیا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"کرم داد بول رہا ہوں"۔ کرم داد خان نے سخت لہجے میں کہا

"یس باس"...... اس بار رابرٹ کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"فوراً پوائنٹ تھری ایکس پر آجاؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ اکیلے آنا تم سے انتہائی ضروری معاملات پر بات کرنی ہے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"یس سر میں ابھی حاضر ہو رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیقی نے فون آف کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔

"تو اب تک تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ نمبر ایک جعلی ادویات کے اس نیٹ ورک کا اصل سرغنہ سر عاصم ہے جس کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتے۔ نمبر دو جعلی ادویات کی سپلائی اومیگا کمپنی کی طرف سے ہوتی ہے جس کو کنٹرول ان کا چیف سپروائزر احمد ملک کرتا ہے۔ نمبر تین مال شانگ شہر کے گوداموں سے لایا جاتا ہے۔ نمبر چار رقم تم پاکیشیا بینک کی مین برانچ کے ایک اکاؤنٹ میں جمع کراتے ہو۔ نمبر پانچ تم دارالحکومت اور اس کے نواحی علاقوں کے ایجنٹ ہو اور اس سپلائی کا سارا کام سپیشل سیلز آفس کرتا ہے جس کا انچارج رابرٹ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے"...... کرم داد خان نے کہا۔

"سوسن تم بتاؤ کہ یہ راؤ اخلاق کیا کام کرتا تھا اور کہاں رہتا تھا"...... صدیقی نے سوسن کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"راؤ اخلاق جاگیردار تھا۔ اس کی زرعی اراضی تھی اور یہاں کی

مشہور راؤ کالونی میں رہتا تھا۔ مجھے بس اتنا ہی معلوم ہے"۔ سوسن نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھ اس کی واقفیت کیسے ہوئی"۔ صدیقی نے پوچھا

"وہ ہمارے لاء ایجنسی کا کلائنٹ تھا اور میرے والد کے زمانے سے چلا آرہا تھا۔ انتہائی بااخلاق آدمی تھا"...... سوسن نے جواب دیا۔

"دیکھو کرم داد خان ہم نے جعلی ادویات کی فیکٹریاں پکڑنی ہیں تم جس حد تک اس کام میں ملوث ہو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تمہیں اس بارے میں کچھ معلوم نہ ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کھل کر بات کرو"...... صدیقی نے کہا۔

"جو کچھ میں جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ جو نہیں جانتا اس کے متعلق میں کیا بتاؤں ویسے اتنی بات تو تم بھی سمجھ سکتے ہو کہ ایسے کاموں میں انتہائی رازداری برتی جاتی ہے اور ہر چیز کا ہر آدمی کو علم نہیں ہوتا"...... کرم داد خان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور خاور اندر داخل ہوا۔

"جلدی کرو باہر آؤ۔ اس کرم داد خان کے دس آدمیوں نے حملہ کر دیا ہے اور نعمانی باہر اکیلا ہے"...... خاور نے تیز لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا واپس نکل گیا۔

"سوسن اس کا خیال رکھنا ہم آرہے ہیں"...... صدیقی نے کہا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چوہان بھی اس کے پیچھے تھا۔

ایک کافی بڑے کمرے میں ایک خوبصورت اور جدید سٹائل کی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد، بھاری جسم کے ساتھ ساتھ بھاری چہرے کا مالک ایک آدمی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بھاری اور بڑے سے چہرے پر بڑی بڑی سیاہ رنگ کی بھاری مونچھیں اس کے چہرے کو اور زیادہ رعب دار بنا رہی تھیں۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی اور جدید تراش کا سوٹ تھا۔ سامنے میز پر سگار اور اس کا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ یہ غیر ملکی اور انتہائی قیمتی سگار تھے۔ کمرے میں موجود فرنیچر اور کمرے کی سجاوٹ بھی اس کی بے پناہ امارت کو ظاہر کر رہی تھی۔ میز پر تین مختلف رنگوں کے فون کے ساتھ ساتھ ایک انٹرکام بھی موجود تھا۔ بھاری چہرے والا آدمی ہاتھ میں شراب کا ایک بھرا ہوا جام پکڑے گھونٹ گھونٹ شراب پینے میں مصروف تھا۔ میز پر ایک غیر ملکی شراب کی بوتل بھی موجود تھی کہ اچانک سرخ رنگ

کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور اس آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس بھاری چہرے کے مالک کی آواز بھی بے حد بھاری تھی اور لہجے میں وقار تھا۔

"سر ڈپٹی سیکرٹری وزارت صحت آصف خان صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ سی نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... بھاری چہرے والے نے اسی طرح باوقار سے لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ جناب میں آصف خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کیا بات ہے آصف خان۔ کیوں کال کی ہے"...... بھاری چہرے والے نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"آپ کو ایک اہم اطلاع دینی تھی۔ کوئی سرکاری گروپ سپیشل ادویات کے خلاف کام کر رہا ہے"...... آصف خان نے کہا۔

"کون سا گروپ"...... بھاری چہرے والے نے اسی طرح مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"تفصیل کا تو علم نہیں ہو سکا صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ کوئی سرکاری گروپ ہے۔ اس کا نام فور سٹارز ہے اور یہ سپیشل ادویات کے خلاف کام کر رہا ہے"...... آصف خان نے جواب دیا۔

"فورسٹارز۔ یہ کیسا نام ہے۔ ایسے نام سرکاری اداروں کے تو نہیں ہوتے"۔ بھاری چہرے والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی نام ہے اور اس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی سرپرستی حاصل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس گروپ نے پہلے بھی اس قسم کے کاموں میں کافی شہرت حاصل کر رکھی ہے"۔ آصف خان نے کہا۔

"تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے"...... بھاری چہرے والے نے کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان نے سیکرٹری وزارت صحت سے سپیشل ادویات کے سلسلے میں بات چیت کی۔ میں اس وقت وہیں موجود تھا۔ انہوں نے بتایا کہ پورے ملک میں یہ دھندہ وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے۔ وزارت صحت اس بارے میں کیا کر رہی ہے تو سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ انہیں تو اس بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی تو سیکرٹری وزارت خارجہ نے انہیں بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے انہیں بتایا ہے کہ پورے ملک میں یہ کام زور و شور سے ہو رہا ہے اور ان کے تحت کام کرنے والا ایک گروپ فورسٹارز نے اس سلسلے میں کافی کام کر لیا ہے جس پر سیکرٹری صاحب نے کہا کہ وہ اس سلسلے میں خود بھی تحقیقات کریں گے اور پھر رابطہ ختم ہو گیا اور اتنی بات کا تو مجھے علم ہے کہ سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں تاکہ آپ ہوشیار ہو جائیں"۔

آصف خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم پہلے سے ہی ہوشیار ہیں بہرحال تمہارا شکریہ۔ تمہارا انعام تمہیں مل جائے گا"...... بھاری چہرے والے نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرم داد خان سے بات کراؤ"...... بھاری چہرے والے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بھاری چہرے والے نے کہا۔

"کرم داد خان ملک سے باہر ہے جناب۔ اس کا خاص آدمی رابرٹ بھی آفس میں موجود نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"...... بھاری چہرے والے نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جہان انٹرپرائزز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ کاروباری تھا۔

"عبدالشکور سے بات کراؤ میں الف خان بول رہا ہوں"۔ بھاری چہرے والے نے گونجدار لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ آپ کا خادم عبدالشکور بول رہا ہوں"...... چند لمحوں

بعد ایک ممناتی ہوئی سی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"عبدالشکور تمہارے آدمی سنٹرل سیکرٹریٹ میں ہیں"...... الف خان نے کہا۔

"جی ہاں جناب عالی۔ حکم فرمایئے"...... دوسری طرف سے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے اور ممناتی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے سیکرٹری وزات صحت کو فون پر بتایا ہے کہ کوئی سرکاری گروپ جس کا نام فورسٹارز ہے اور جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی سرپرستی میں کام کرتا ہے ہمارے خلاف کام کر رہا ہے تم نے اس گروپ کے بارے میں وہاں سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ کیا تم کر لو گے"۔ الف خان نے کہا۔

"بالکل جناب۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی جناب عالی"۔ عبدالشکور نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"کتنا وقت لگے گا تمہیں"...... الف خان نے پوچھا۔

"صرف ایک گھنٹے کی مہلت دے دیجئے جناب عالی۔ میرا خاص آدمی وزارت خارجہ کے انتہائی اہم عہدے پر ہے اسے یقیناً اس بات کا علم ہو گا نہ بھی ہو گا تو جناب عالی وہ معلوم کر لے گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے بعد تمہیں دوباہ کال کروں گا"۔ الف خان نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر شراب کا گلاس اٹھایا اور شراب سپ کرنی شروع کر دی۔

"ہونہہ۔ فورسٹارز"...... اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے بڑبڑانے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ اس گروپ کو پرکاہ کی بھی حیثیت دینے کے لئے تیار نہ ہو۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو الف خان بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"الف خان بول رہا ہوں"۔ اس بار الف خان کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"چیف باس بول رہا ہوں الف خان۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ دارالحکومت میں سپیشل ادویات کے خلاف کام ہو رہا ہے"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس چیف باس۔ مجھے بھی ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ کوئی سرکاری گروپ جس کا نام فورسٹارز ہے اس سلسلے میں کام کر رہا ہے اور اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرپرستی حاصل ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس گروپ کی تفصیلات حاصل کریں تاکہ اس گروپ کا فوری خاتمہ کیا جاسکے"۔ الف خان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے فوری ایکشن میں آ جاؤ اور گروپ کا فوری خاتمہ کرا دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایسا ہی ہو گا چیف باس۔ ٹریس ہوتے ہی وہ دوسرا سانس نہ لے سکیں گے"...... الف خان نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہوتے ہی الف خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چیف باس واقعی بے حد باخبر رہتا ہے"...... الف خان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور شراب کا گلاس اٹھا لیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد اس نے دوبارہ سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"جہان انٹرپرائزز"۔ دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"عبدالشکور سے بات کراؤ۔ میں الف خان بول رہا ہوں"۔ الف خان نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جناب عالی خادم عبدالشکور بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد عبدالشکور کی منمناتی ہوئی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے عبدالشکور"...... الف خان نے کہا۔

"جناب عالی فور سٹارز کا یہ گروپ دراصل سیکرٹ سروس کا ہی ایک حصہ ہے اور انتہائی خطرناک لوگ ہیں جناب عالی۔ اس سے زیادہ تفصیل نہیں مل سکی البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ایک آدمی علی عمران ہے جو ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا لڑکا ہے وہ کنگ روڈ کے ایک فلیٹ میں رہتا ہے۔ بظاہر مسخرہ اور معصوم سا نوجوان ہے لیکن دراصل انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے"...... عبدالشکور نے اس طرح منمناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس سے اس گروپ کے آدمیوں کے

بارے میں تفصیل معلوم ہو سکتی ہے"...... الف خان نے کہا۔

"جی جناب عالی"...... عبدالشکور نے جواب دیا۔

"اوکے"...... الف خان نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پرسٹیج کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"الف خان بول رہا ہوں۔ انتھونی سے بات کراؤ"...... الف خان نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ انتھونی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"الف خان بول رہا ہوں انتھونی"...... الف خان نے کہا۔

"حکم جناب"...... انتھونی نے کہا۔

"ایک نوجوان جس کا نام علی عمران بتایا گیا ہے کنگ روڈ کے کسی فلیٹ میں رہتا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ بظاہر ایک معصوم سا نوجوان ہے لیکن وہ خطرناک ایجنٹ ہے۔ اسے اغوا کرانا ہے۔ کیا تم اسے اغوا کرا سکتے ہو"...... الف خان نے کہا۔

"کیوں نہیں جناب۔ چاہے وہ کتنا ہی خطرناک آدمی کیوں نہ ہو انتھونی سے زیادہ تو نہیں ہو سکتا۔ میرے پاس ایسے آدمی ہیں جو اس

سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ آپ حکم تو فرمائیے "...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو اسے اغوا کر کے ہلٹن ہاؤس میں پہنچا دو اور پھر مجھے اطلاع دو اور سنو جتنی جلد بھی ممکن ہو سکے یہ کام کرنا ہے "۔ الف خان نے کہا۔

" ہو جائے گا جناب "...... انتھونی نے جواب دیا اور الف خان نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر کریڈل دبا کر ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ہلٹن ہاؤس "۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" الف خان بول رہا ہوں "...... الف خان نے کہا۔

" یس باس۔ ڈک بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" انتھونی کو میں نے ایک آدمی کو اغوا کر کے ہلٹن ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا ہے وہ جب بھی اسے پہنچائے تم نے اسے بلیک روم میں رسیوں سے جکڑ دینا ہے اور اسے اس وقت تک بے ہوش رکھنا ہے جب تک میں وہاں نہ پہنچ جاؤں اور تم نے مجھے فوری اطلاع کرنی ہے اور اس آدمی کی ہر طرح سے حفاظت کرنی ہے "۔ الف خان نے کہا۔

" حکم کی تعمیل ہو گی جناب "۔ ڈک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور الف خان نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا اخبار کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) "...... عمران نے اخبار پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں باس "...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر بولتا نہیں دھاڑتا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ دھاڑتا کمزوروں پر ہے باس "...... ٹائیگر نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ٹائیگر صرف وحشی ہی نہیں ہوتا عقلمند بھی ہوتا ہے" ...... عمران نے کہا۔

"جہاں اپنی جان خطرے میں آجائے وہاں عقل خود بخود آجاتی ہے۔ ویسے باس مجھے آپ کے اغوا کا ٹاسک دیا گیا ہے۔ میں نے اسی لئے فون کیا ہے" ...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے چاہنے والے بھی پیدا ہو گئے ہیں اس دنیا میں۔ کتنی آفر ہوئی ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پچاس لاکھ روپے" ...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"صرف۔ ارے اس سے کیا ہو گا۔ اس سے تو آغا سلیمان پاشا کے سابقہ بلوں کا ہزارواں حصہ بھی ادا نہیں ہو سکے گا۔ میں نے سمجھا شاید پچاس ساٹھ کروڑ کی آفر ہو گی" ...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کس نے آفر کی ہے۔ کیا تفصیل ہے" ...... عمران نے کہا۔

"یہاں ایک کلب ہے جس کا نام پریسٹیج کلب ہے۔ اس کا مالک انتھونی ہے۔ اس کا کام اونچی بکنگ کرنا ہے اور پھر کام کراتا ہے۔ خاصا تیز اور ہوشیار آدمی ہے۔ اکثر غیر ممالک کے آدمیوں سے اس کے رابطے رہتے ہیں اس لئے میں نے بھی اس سے تعلقات بنائے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے کال کیا۔ میں گیا تو اس نے مجھے بتایا کہ ایک خطرناک ایجنٹ کو اغوا کرنا ہے۔ میرے تفصیل پوچھنے پر اس

نے آپ کا نام لیا۔ میں نے اس سے اغوا کرانے والے کا نام پوچھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ صرف بکنگ کرتا ہے تو اس نے کہا کہ یہ اس کا پیشہ وارانہ راز ہے۔ میں نے آپ کا نام سن کر بہرحال حامی بھر لی۔ اس نے تو دس لاکھ کی آفر کی لیکن میں پچاس لاکھ پر اڑ گیا اور آخر کار اس نے اقرار کر لیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اغوا کر کے کہاں پہنچایا جائے تو اس نے دارالحکومت کی ایک نو تعمیر شدہ کالونی ریگل کالونی کا نام لیا۔ اس کوٹھی کا نمبر ایک سو پچاس اور نام ہلٹن ہاؤس ہے۔ وہاں کوئی آدمی ڈک رہتا ہے اور آپ کو اغوا کر کے اس ہلٹن ہاؤس میں پہنچانا ہے اور اس ڈک کے حوالے کرنا ہے" ...... ٹائیگر نے کہا۔

"پھر تمہارا کیا پروگرام ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ حکم دیں۔ کہیں تو انتھونی سے سب کچھ اگلوا لوں۔ میرا مطلب ہے کہ اغوا کرانے والے کا نام و پتہ۔ کہیں تو اس ڈک سے پوچھ گچھ کروں۔ جیسے آپ کہیں" ...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں مجھے اغوا ہو کر ہی وہاں جانا پڑے گا۔ اغوا کرانے والا شاید مجھ سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے ورنہ وہ مجھے ہلاک کرنے کا مشن اس انتھونی کو دیتا اور انتھونی کا تمہیں کام دینے کا مطلب ہے کہ کام کرانے والے کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اور یہی بات میرے لئے حیران کن ہے اس لئے ٹھیک ہے تمہارے پچاس لاکھ روپے کے لئے

مجھے اغوا ہونا پڑے گا لیکن مجھے کیا ملے گا اس میں سے"...... عمران نے کہا۔

"ساری ہی آپ کے نام سے میں رفاہی ادارے کو پہنچا دوں گا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ارے کہیں اپنے نام پر تو کوئی رفاہی ادارہ نہیں کھول رکھا۔ آج کل ٹیکس سے بچنے کے لئے بڑے بڑے لوگوں نے کاغذی رفاہی ادارے بنا رکھے ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو پہنچا دوں گا باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا کب تک کام کرنے کی حامی بھری ہے تم نے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے انتھونی سے تو دو روز کا وقت لیا ہے اب آپ جب کہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بس صرف دو دن۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی اہمیت نہیں ہے میری۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم نے اس سے دو چار سال کی مہلت لی ہو گی۔ اوکے پھر آ جاؤ۔ اب دو دن کا کیا انتظار کرنا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"ارے اتنی جلدی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے چٹخنی کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں کہا کیونکہ ظاہر ہے ٹائیگر تو اتنی جلدی نہیں آ سکتا تھا۔

"ہمارا تعلق ایک رفاہی ادارے سے ہے جناب۔ ہم امداد کے حصول کے لئے حاضر ہوئے ہیں"...... باہر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"واہ۔ ابھی مال پہنچا نہیں اور رفاہی ادارے والے پہلے پہنچ گئے۔ اسے کہتے ہیں کوئیک سروس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کنڈی ہٹا دی۔ باہر ایک نوجوان لڑکی، ایک نوجوان لڑکا اور اس کے ساتھ ہی ایک قدرے زیادہ عمر کا آدمی موجود تھا۔ لڑکی کے ہاتھ میں ایک رسید بک تھی لیکن عمران ان کے چہرے مہرے اور ان کے لباس دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کا نام علی عمران ہے جناب"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں میرا نام تو سلیمان ہے۔ میں تو عمران صاحب کا ملازم ہوں۔ آیئے اندر آ جایئے ۔ عمران صاحب ابھی آنے ہی والے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ اگر وہ آنے والے ہیں تو ہم ان کا انتظار کر لیتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ رفاہی اداروں کو بڑی بھرپور امداد دیتے ہیں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھی خاموش تھے البتہ ان کے ہاتھ مسلسل ان کے کوٹوں کی

جیبوں میں تھے اور جیبوں کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ اندر اسلحہ
بھی موجود ہے۔ عمران انہیں لے کر سٹنگ روم میں آیا۔

" تشریف رکھیں۔ ویسے آپ کا تعلق کس رفاہی ادارے سے
ہے "...... عمران نے کہا۔

" چیرٹی ہسپتال سے "...... لڑکی نے جواب دیا تو عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میں آپ کے لئے چائے بنا لاؤں "...... عمران نے کہا اور باورچی
خانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سپیشل روم کا دروازہ کھولا اور اندر
جا کر اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس کا کیپسول ڈبے سے نکال
کر جیب میں ڈالا اور پھر سپیشل روم سے واپس آ گیا۔

" ویری سوری۔ چائے کی پتی ہی نہیں ہے۔ اصل میں عمران
صاحب ساری آمدنی تو رفاہی اداروں کو دے دیتے ہیں "...... عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے کیپسول نکال کر اسے
فرش پر پھینکا اور ساتھ ہی سانس روک لیا۔ دوسرے لمحے وہ تینوں جو
چونک کر کیپسول کو پھٹتے دیکھ رہے تھے یکلخت لہراتے ہوئے
کرسیوں سے نیچے فرش پر گر گئے۔ عمران مڑ کر کمرے سے باہر چلا
گیا۔ اس کا رخ سٹور کی طرف تھا۔ جب سٹور سے وہ واپس آیا تو اس
نے ہاتھ میں کلپ ہتھکڑیاں پکڑی ہوئی تھیں۔ اس نے کمرے میں آ
کر ان تینوں کے ہاتھ عقب میں کر کے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں
پہنا دیں اور پھر ان کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ان تینوں

کی جیبوں میں سائیلنسر لگے مشین پسٹل موجود تھے۔ اس نے اسلحہ
نکال کر میز پر رکھا اور پھر ایک ایک کر کے اس نے تینوں کو کرسیوں
پر بٹھا دیا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران مڑ کر بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" کون ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" ٹائیگر ہوں باس "...... باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور
عمران نے مسکراتے ہوئے کنڈی ہٹائی اور دروازہ کھول دیا۔

" تم اب پہنچے ہو جبکہ رفاہی ادارے والے تم سے پہلے پہنچ چکے
ہیں "...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار
چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ باس کون پہلے پہنچا ہے "...... ٹائیگر نے حیران ہو
کر کہا اور وہ اندر داخل ہوا تو عمران نے دروازہ بند کر دیا۔

" سٹنگ روم میں موجود ہیں۔ چیرٹی ہسپتال والے "۔ عمران نے
کہا اور سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے لیکن سٹنگ روم میں پہنچتے ہی وہ بے اختیار
اچھل پڑا۔

" اوہ۔ راجر اور اس کا گروپ۔ یہ لوگ یہاں کیسے آ گئے "۔ ٹائیگر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم انہیں پہچانتے ہو "...... عمران نے کہا۔

" ہاں باس۔ یہ پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ ہے۔ خاصے تیز

لوگ ہیں لیکن یہ تو کسی ایک پارٹی سے اٹیچ ہیں۔ اس لڑکی کا نام ٹمی ہے اور یہ نوجوان مارٹن ہے اور یہ راجر۔ یہ ٹمی اس مارٹن کی بیوی ہے اور یہ راجر اور مارٹن دونوں بھائی ہیں۔ زیر زمین دنیا میں کام کرتے ہیں اور ان کا نام کسی زمانے میں خاصا مشہور تھا لیکن پھر یہ سامنے آنا چھوڑ گئے۔ یہی معلوم ہوا کہ یہ کسی پارٹی سے اٹیچ ہو گئے ہیں اور صرف اسی کا کام کرتے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کس پارٹی سے اٹیچ ہیں یہ"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی کیونکہ ان کی کوئی ایسی اہمیت نہیں تھی کہ ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کی جائیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن اب تو معلوم کرنا ہو گا۔ یہ لو شیشی اور انہیں ہوش میں لے آؤ۔ کیا یہ تمہیں جانتے ہیں"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔ یہ شیشی وہ بے ہوش کر دینے والے کیپسول کے ساتھ ہی سپیشل روم سے لے آیا تھا۔

"ضرور جانتے ہوں گے باس۔ کیونکہ بہرحال ان کا تعلق بھی زیر زمین دنیا سے ہے لیکن میری کبھی براہ راست ان سے بات نہیں ہوئی"...... ٹائیگر نے شیشی عمران کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شیشی کھول کر باری باری تینوں کی ناک سے لگائی اور شیشی بند کر کے واپس عمران کی طرف بڑھا دی جو اب سامنے کرسی پر بیٹھ

چکا تھا۔ چند لمحوں بعد باری باری ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں لیکن ابھی ان کی آنکھوں میں دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ ٹائیگر بھی عمران کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب ان کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو ان تینوں نے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ ہمیں باندھ کیوں رکھا ہے"۔ مارٹن اور ٹمی کے منہ سے بیک وقت نکلا جبکہ راجر بڑے غور سے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم۔ تمہارا نام ٹائیگر ہے ناں اور تمہارا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے"...... راجر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس وقت تو میں بالائی دنیا میں ہوں اور تم تینوں ابھی تھوڑی دیر بعد مزید بالائی دنیا کی سیر کو روانہ ہو جاؤ گے راجر۔ تم نے عمران صاحب پر اس طرح احمقانہ انداز میں حملہ کر کے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا مطلب۔ یہ تو سلیمان ہے عمران کا ملازم"...... راجر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جب سلیمان فلیٹ میں موجود نہ ہو تو ہمارے نام بدل جاتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم عمران ہو"...... راجر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"دیکھو راجر۔ تم اگر اپنی مارٹن اور ٹمی کی زندگیاں بچانا چاہتے ہو

تو سچ سچ بتا دو کہ تمہیں کس نے عمران صاحب کے خلاف ہائر کیا ہے۔ تم بہت چھوٹی مچھلیاں ہو اس لئے تم جیسے لوگوں کو چھوڑا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہمیں نہ کسی نے ہائر کیا ہے اور نہ ہم نے عمران کے خلاف کارروائی کی ہے۔ ہم تو عمران صاحب سے ایک رفاہی ادارے کے لئے چندہ مانگنے آئے تھے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عمران صاحب رفاہی اداروں کو بھاری رقمیں دیتے ہیں۔ تم بے شک ان صاحب سے چاہے ان کا نام عمران ہے یا سلیمان پوچھ سکتے ہو کہ ہم نے ان پر کوئی حملہ نہیں کیا بلکہ الٹا ہمیں بے ہوش کر کے یہاں باندھ دیا گیا ہے"...... راجر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا رفاہی اداروں کے لئے چندہ مانگنے کے لئے تم تینوں کو سائیلنسر لگے مشین پسٹل جیب میں رکھ کر آنا پڑتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو ہم اپنی حفاظت کے لئے رکھتے ہیں کیونکہ بعض اوقات ہمیں اپنا تحفظ بھی کرنا پڑتا ہے"...... راجر نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔ تم واقعی خاصے ذہین آدمی ہو۔ ٹائیگر نے مجھے بتایا ہے کہ تم آج کل کسی خاص پارٹی سے اٹیچ ہو۔ کس پارٹی سے اٹیچ ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہمارا کسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تو رفاہی ادارے سے اٹیچ ہیں۔ کمیشن پر چندہ وصول کرتے ہیں"...... راجر نے جواب

دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو اب یہ زمانہ آ گیا ہے کہ رفاہی ادارے کے چندوں میں سے بھی کمیشن وصول کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس یہ راجر بے حد تیزی دکھا رہا ہے۔ میرے خیال میں پہلے اس کو گولی مار دی جائے اس کے بعد مارٹن سے پوچھتے ہیں۔ اگر یہ نہیں بتائے گا تو پھر اسے بھی گولی مار کر ٹمی سے پوچھیں گے"۔ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رفاہی اداروں کے لئے کمیشن پر چندہ مانگنے والوں کو گولی مار دو گے۔ چلو کمیشن اپنی جگہ پر بہرحال یہ لوگ نیکی کا کام تو کر ہی رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کہتا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"سلیمان ہو گا وہی باہر سے دروازہ کھول لیتا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر ان کا کیا کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ ان کی زبان کھلوانی ہے اصل پارٹی کا نام معلوم کرنا ہے اور کیا کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ۔ یہ کون لوگ ہیں"...... اچانک سلیمان نے دروازے پر کھڑے ہو کر راجر اور اس کے ساتھیوں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہیں قتل کرنے آئے تھے۔ وہ تو شکر ہے میں نے اپنا اصل نام بتا دیا انہیں ورنہ ملاقات کہاں ہوتی اور تمہاری جگہ میں بالائی فضا کو منتقل ہو چکا ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا فرق پڑتا۔ میں آپ کا نام رکھ لیتا۔ بڑی بیگم صاحبہ تو ویسے بھی مجھے بیٹیا کہتی ہیں پھر عمران بیٹیا کہنا شروع کر دیتیں"۔ سلیمان نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ ٹائیگر سلیمان کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے مسٹر راجر، مسٹر مارٹن اور محترمہ ٹمی صاحبہ اب باتیں کرنے کا پیریڈ ختم ہو گیا ہے کیونکہ میں نے ٹائیگر کے ساتھ اغوا ہو کر جانا ہے اور ٹائیگر کو میرے اغوا کی بڑی بھاری رقم ملی ہوئی ہے اس لئے میں نے بھی تمہاری طرح اس کار خیر میں سے کمیشن لینا ہے اس لئے اب تم جلدی سے بتا دو کہ تمہیں کس نے میرے خلاف ہائر کیا تھا۔ سچ سچ بتا دو"...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ ہمیں کسی نے ہائر نہیں کیا۔ ہم تو چندہ لینے آئے تھے"...... راجر نے جواب دیا تو عمران نے سامنے میز پر پڑے ہوئے راجر کی جیب سے ملنے والا سائیلنسر لگا مشین پسٹل اٹھایا اور اس کا میگزین چیک کرنے کے بعد اس نے انتہائی اطمینان سے اس کا رخ راجر کی طرف کر دیا۔

"بولو آخری چانس دے رہا ہوں"...... عمران کے لہجے میں یکلخت

سفاکی ابھر آئی تھی۔

"مم۔ مم۔ بتاتا ہوں۔ کرم داد خان نے۔ کرم داد خان نے ہمیں ٹارگٹ دیا تھا۔ ہم اسی سے اینچ ہیں"...... اچانک راجر کے ساتھ بیٹھے ہوئے مارٹن نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کیوں غلط بیانی کر رہے ہو مارٹن"...... راجر نے مارٹن کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا بھائی ہے"...... عمران نے مارٹن کی طرف دیکھ کر راجر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور میں اسے اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا نہیں دیکھنا چاہتا"...... مارٹن نے جواب دیا۔

"کیوں ٹمی کیا مارٹن درست کہہ رہا ہے"...... عمران نے ساتھ بیٹھی ہوئی ٹمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اب تک میں اس لئے خاموش تھی کہ راجر ہمارا گروپ لیڈر ہے اور اس کے سامنے ہم کوئی بات نہیں کر سکتے لیکن اب جبکہ مارٹن نے اپنے بھائی کو بچانے کے لئے سچ اگل دیا ہے تو پھر مجھے اسے چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... ٹمی نے جواب دیا۔

"یہ دونوں غلط بیانی کر رہے ہیں۔ ہم کسی کرم داد خان کو نہیں جانتے"...... راجر نے کہا۔

"کیوں ٹمی۔ کون ہے کرم داد خان"...... عمران نے ٹمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم ہمیں واقعی زندہ چھوڑ دو گے"...... ٹمی نے کہا۔

"جو سچ بولے گا وہ زندہ رہے گا"...... عمران نے کہا۔

"کرم داد خان غیر ممالک سے انتہائی قیمتی ادویات کا بہت بڑا امپورٹر ہے"...... ٹمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی فرم کا نام اور اس کے آفس کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"تمہیں کرم داد خان نے آفس میں بلا کر میرے متعلق ٹاسک دیا تھا یا گھر پر"...... عمران نے پوچھا۔

"نہ آفس میں نہ گھر پر۔ وہ تمہارے خوف کی وجہ سے ایک خفیہ پوائنٹ پر چھپا ہوا ہے۔ ہمیں اس نے وہیں بلوایا تھا"...... ٹمی نے جواب دیا۔

"اس پوائنٹ کی کیا تفصیل ہے"...... عمران نے پوچھا تو ٹمی نے پوری تفصیل بتا دی۔

"اس کرم داد خان کا جعلی ادویات سے کیا تعلق ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ جعلی ادویات کا اصل آدمی ہے۔ سرغنہ"...... ٹمی نے جواب دیا۔

"ہاں۔ راجر اب تم بتاؤ"...... عمران نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ سب تمہیں چکر دے رہے ہیں اور غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں"...... راجر نے جواب دیا۔

"تم جانتے ہو اس کرم داد خان کو۔ ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ میں نے تو اس کا نام تک نہیں سنا۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ انتھونی کی پارٹی بھی یہی ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ انتھونی کی پارٹی کرم داد خان نہیں ہو سکتی۔ اس پارٹی نے مجھے اغوا کرنے کے لئے کہا ہے جبکہ کرم داد خان نے مجھے ہلاک کرنے کا ٹارگٹ انہیں دیا ہے۔ ایک ہی آدمی دو مختلف پارٹیوں کو دو متضاد احکامات نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر اس نے انتھونی کو بھی مجھے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہوتا تو پھر ہو سکتا تھا کہ دونوں ایک ہی ہوتے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس خاص پوائنٹ پر جہاں کرم داد خان موجود ہے فون تو ہو گا"...... عمران نے پوچھا اور ٹمی نے نہ صرف اثبات میں سر ہلا دیا بلکہ نمبر بھی بتا دیا۔ وہ واقعی از خود سب کچھ ایڈوانس بتائے چلی جا رہی تھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ایک مختصر سا لفظ بولا گیا لیکن عمران بولنے والے کی آواز اور لہجہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹونکل سٹار بول رہا ہوں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ چاروں سٹارز کرم

داد خان کے مہمان خصوصی بنے ہوئے ہیں"...... عمران کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں صدیقی بول رہا ہوں۔ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم یہاں ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو کرم داد خان سے بات کرنے کے لئے فون کیا تھا جواب میں تمہاری آواز سنائی دی۔ گو تم نے اپنے طور پر آواز اور لہجہ بھی بدلنے کی کوشش کی اور لفظ بھی ایک یعنی یس بولا لیکن چیف ٹائپ مخلوق کی آواز تو میں ہزاروں میں پہچان لیتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کرم داد خان سے آپ نے کیا بات کرنی تھی"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے اب تمہاری وہاں موجودگی کے بعد تو اس سے بات کرنے کا کیا سکوپ باقی رہ جاتا ہے۔ تم نے خود ہی سب باتیں کر لی ہوں گی۔ تم وہاں کیسے پہنچ گئے"...... عمران نے کہا۔

"کرم داد خان اور اس کی ساتھی عورت ہلاک ہو چکے ہیں۔ البتہ اس کا خاص آدمی رابرٹ زندہ ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے لیکن خاور شدید زخمی ہو گیا ہے۔ میں نے اسے چوہان کے ساتھ سپیشل ہسپتال بھجوایا ہے۔ میں نعمانی کے ساتھ اس رابرٹ کو اٹھا کر کار میں ڈال کر اپنے ہیڈ کوارٹر لے جانا چاہتا تھا کہ مجھے اچانک اس کمرے میں پڑی ہوئی اپنی ایک چیز یاد آ گئی۔ چنانچہ میں وہ اٹھانے یہاں آیا تو فون

کال آ گئی اور میں نے اٹنڈ کر لی"...... صدیقی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا حالت ہے خاور کی"...... عمران نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اس کی ٹانگوں میں گولیاں لگی ہیں اس لئے بظاہر تو کوئی خطرہ نہیں باقی اللہ مہربانی کرے گا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"کیا وہاں باقاعدہ مقابلہ ہوا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم نے کرم داد خان کو تو آسانی سے گھیر لیا تھا یہاں موجود اس کے آدمیوں کو تو ہلاک کر دیا تھا پھر جب اس کرم داد خان نے بتایا کہ جعلی ادویات کا دارالحکومت اور نواحی علاقوں میں پھیلے ہوئے نیٹ ورک کا اصل انچارج رابرٹ ہے تو میں نے کرم داد خان سے رابرٹ کو فون کر کے یہاں بلوایا۔ بظاہر تو اس کرم داد خان نے فون پر کوئی ایسی بات نہیں کی تھی لیکن رابرٹ دس آدمیوں سمیت یہاں حملہ آور ہو گیا۔ بہرحال ہم نے ان حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا۔ اس دوران کرم داد خان اور ایک عورت سوسن اس کمرے میں تھی۔ اس سوسن کی وجہ سے ہی ہم کرم داد خان تک پہنچے ہیں اور اس پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہوئے تھے اس لئے میرے ذہن میں بھی نہ تھا کہ یہ بھی کرم داد خان سے مل سکتی ہے لیکن جب ہم مقابلہ کر رہے تھے تو اس سوسن نے کرم داد خان کو رہا کر دیا اور کرم داد خان نے ہم پر عقب سے حملہ کر دیا۔ اس حملے سے خاور زخمی ہوا لیکن کرم داد

خان اور سوسن دونوں ہی جوابی حملے میں مارے گئے۔ رابرٹ البتہ زخمی حالت میں زندہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ ہم نے اس کی ابتدائی مرہم پٹی کر دی ہے۔ اس کے زخم ایسے ہیں کہ اس سے آسانی سے پوچھ گچھ ہو سکتی ہے اس لئے اب ہم اسے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جا رہے تھے"۔ صدیقی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کرم داد خان سے تمہاری تفصیلی بات چیت ہوئی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن وہ صرف جعلی ادویات وصول کر کے فروخت کرنے والا درمیانی آدمی ہے اس کے مطابق اصل آدمی کوئی سر عاصم ہے اور مال انہیں ادویات کی سپلائی کے لئے کام کرنے والی مشہور کمپنی اومیگا ٹریڈرز کے ذریعے ملتا ہے۔ اس کے مطابق یہ مال شہر شانگ سے آتا ہے اور اومیگا کمپنی کا چیف سپروائزر احمد ملک اس سپلائی کا انچارج ہے"۔ صدیقی نے مختصر طور پر بتا دیا۔

"اگر کرم داد خان درمیانی آدمی تھا تو پھر اس طرح چھپنا اور اس کے بعد کوڈ میں اپنے آدمی رابرٹ سے گفتگو کرنا یہ سب باتیں تو اصل سرغنے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنا ایک خاص قاتلوں کا گروپ میرے قتل کے لئے بھی تعینات کیا تھا اور یہ گروپ اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔ انہوں نے ہی مجھے بتایا ہے کہ کرم داد خان یہاں اس خاص پوائنٹ پر چھپا ہوا ہے۔ میں نے ان کی بات کو کنفرم کرنے کے لئے فون کیا تھا کہ تم سے بات ہو

گی"۔ عمران نے کہا۔

"کرم داد خان کی باتوں سے بہرحال یہی لگتا تھا کہ وہ اصل آدمی نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ مینوفیکچرر اور ہو اور کرم داد خان کے پاس سیل کا شعبہ ہو اور یہ دونوں ہی برابر کے حصہ دار ہوں"۔ صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک اور پارٹی نے بھی مجھے اغوا کرنے کے لئے ایک آدمی انتھونی کی خدمات حاصل کی ہیں اور انتھونی نے مجھے اغوا کرانے کے لئے ٹائیگر کی خدمات حاصل کی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹائیگر اور آپ کو اغوا کرے گا"..... دوسری طرف سے صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جب میں خود اغوا ہونے کے لئے تیار ہوں تاکہ ٹائیگر کو اغوا کے لئے ملنے والی رقم میں سے مجھے معقول حصہ مل سکے اور رقم بھی خاصی بھاری مالیت کی ہو تو تمہیں کیا اعتراض ہے بلکہ میں نے تو ٹائیگر سے کہا کہ ہم دونوں مل کر دھندہ ہی یہی کرتے ہیں۔ وہ میرے اغوا کی بار بار بکنگ کرتا رہے اور میں اغوا ہوتا رہوں۔ شاید اس طرح آغا سلیمان پاشا کے ادھار میں کوئی نمایاں کمی ہو سکے اور میں سکون کا سانس لے سکوں"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ اغوا ہو جائیں تاکہ اس دوسری پارٹی کا بھی پتہ چل جائے اور مشن کو انجام تک پہنچایا جا سکے"..... صدیقی نے

کہا۔

" نہیں۔ اب میں نے اغوا ہونے کا ارادہ بدل دیا ہے۔ جب فورسٹارز کے اہم ترین لوگ اس سطح پر اتر آئے ہیں کہ ایک معمولی سے سیلز آفیسر کو اغوا کر رہے ہیں تو اب میرا اغوا ہونا میری ذاتی توہین ہے اس لئے اب مجھے اغوا کرانے والا اغوا ہو گا اور میں اس سمیت تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچوں گا۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تمہارا کرم داد خان ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کی کوئی ساتھی عورت سوسن تھی وہ بھی ہلاک ہو چکی ہے اس لئے اب تمہیں مشن مکمل کرنے میرا مطلب ہے مجھے ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے باوجود اگر تم مشن مکمل کرنا چاہو تو دوسری کوشش کر لینا"...... عمران نے کہا۔

" تو کیا تم ہمیں رہا کر دو گے "...... راجر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے تو خواہ مخواہ ضد کی۔ البتہ ٹمی اور مارٹن نے درست باتیں کی ہیں اس لئے یہ دونوں تو وعدہ کے مطابق رہا ہوں گے البتہ تم چونکہ مارٹن کے بھائی ہو اور مارٹن نہیں چاہتا کہ اس کے سامنے تم ہلاک ہو جاؤ اس لئے میں تمہیں بھی رہا کر رہا ہوں "...... عمران نے کہا۔

" باس "...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" انہوں نے اول تو مجھ پر حملہ ہی نہیں کیا اور دوسری بات یہ کہ میں اپنی ذات پر حملے کا انتقام نہیں لیا کرتا اور تیسری بات یہ کہ یہ بے بس ہیں۔ اس بے بسی کی حالت میں انہیں ہلاک کر دینا بزدلی ہے ہاں اگر یہ حملہ کر دیتے اور مقابلے میں مارے جاتے تو اور بات تھی اور اگر انہوں نے دوسری کوشش کرنے کی حماقت کی تو پھر اس کا نتیجہ بھی یہ بھگت لیں گے۔ تم ان کے ہاتھ کھول دو اور انہیں فلیٹ سے باہر چھوڑ آؤ البتہ ان کا اسلحہ بحق سرکار ضبط ہو چکا ہے"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے ایک ایک کر کے ان تینوں کی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑیاں کھول دیں اور وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

" تم واقعی بے پناہ ظرف کے مالک ہو اور ہم تمہارے مقابلے پر بہت چھوٹے ہیں۔ لیکن آج تم نے حقیقتاً ہماری آنکھیں کھول دی ہیں اس لئے نہ صرف یہ کہ تم پر آئندہ ہم کوئی حملہ کریں گے بلکہ میرا وعدہ کہ ہم آئندہ پیشہ ور قاتلوں والا دھندہ بھی نہیں کریں گے"۔ راجر نے باقاعدہ حلف کے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے میں نے تمہیں رہا کیا تھا کہ باوجود موت کے یقینی خوف کے تم اپنی بات پر اڑے رہے اور یہ خصوصیت عام لوگوں میں نہیں ہوتی۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ تم نے یہ فیصلہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود اسلحہ تمہیں نہیں ملے گا۔ تمہیں یہاں سے بہرحال خالی ہاتھ ہی جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے یہ حلف اسلحہ لینے کے لئے نہیں اٹھایا تھا اور نہ اب مجھے اسلحے کی ضرورت ہے۔ آؤ مارٹن اور ٹمی"۔۔۔۔ راجر نے کہا اور پھر آخر میں اس نے ٹمی اور مارٹن سے کہا جو اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور وہ تینوں ایک ایک کر کے دروازے سے نکل کر راہداری میں پہنچ گئے۔ ٹمی بار بار مڑ کر اس طرح عمران کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے بچے کسی عجوبے کو دیکھتے ہیں۔ ٹائیگر ان کے پیچھے راہداری میں چلا گیا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف تم اور جوانا دونوں تیار ہو۔ میں ٹائیگر کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ تم نے ٹائیگر کے ساتھ جا کر ایک آدمی کو ایک کالونی سے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ جوزف نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر واپس آگیا۔

"اب کیا پروگرام ہے باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم رانا ہاؤس جاؤ میں نے جوزف اور جوانا کو کہہ دیا ہے وہ تمہارے ساتھ جائیں گے تم جا کر اس انتھونی کو اٹھا لاؤ۔ اس سے اصل آدمی کے بارے میں معلوم ہو گا اور پھر ہم اس پر ہاتھ ڈال دیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ کام تو میں جوزف اور جوانا کی مدد کے بغیر بھی کر سکتا ہوں۔ انتھونی مجھ پر بے حد اعتماد کرتا ہے۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں اسے رانا ہاؤس لے آنے کی بجائے اس کے آفس میں ہی اس سے اصل پارٹی کے بارے میں پوچھ سکتا ہوں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"چلو ایسا کر لو پھر اصل پارٹی کو جوزف اور جوانا کے ہمراہ جا کر اٹھا لانا۔ رپورٹ تم نے مجھے ٹرانسمیٹر پر دینی ہے"۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ اب کہاں جائیں گے۔ فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں تاکہ رابرٹ کے ذریعے اس سارے سیٹ اپ کو معلوم کر کے سوپر فیاض میں کچھ نوٹ وصول کئے جا سکیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو آرام کرسی پر نیم دراز ادھیڑ عمر آدمی نے بے اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے میں ایک نوجوان خوبصورت سی لڑکی کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی انہونی دیکھ یا سن کر آئی ہو۔

"یہ کیا طریقہ ہے آنے کا۔ مارگریٹ"...... ادھیڑ عمر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ نرم تھا حالانکہ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ لڑکی جس کا نام مارگریٹ لیا گیا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی آگے آئی۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

"اربازخان تم یہاں اطمینان سے بیٹھے میرے آنے کے طریقے پر غصہ دکھا رہے ہو اور اگر میری بجائے موت کا فرشتہ یہاں آتا تو کیا وہ دروازے پر دستک دے کر اور اپنا نام بتا کر اور باقاعدہ اجازت لے کر آتا"...... لڑکی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیا کسی سے لڑ کر آئی ہو"...... ادھیڑ عمر اربازخان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ایک گروپ تمہارے کاروبار کے پیچھے لگ گیا تھا۔ پتہ ہے ناں"...... مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں اور میں نے الف خان سے بات کی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے اس گروپ اور اس کے سربراہ کا بندوبست کر لیا ہے"۔ اربازخان نے کہا۔

"الف خان جیسا احمق پوری دنیا میں آج تک مجھے نظر نہیں آیا۔ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا گینگسٹر سمجھتا تھا لیکن اس میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس احمق نے علی عمران کو اغوا کرانے کا مشن انتھونی کے ذمہ لگایا اور انتھونی نے ٹائیگر کے ذمہ۔ نتیجہ کیا ہوا پتہ ہے"...... مارگریٹ نے کہا۔

"کون علی عمران۔ کون انتھونی۔ مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں اور تم یہ کیا پہیلیاں بجھوا رہی ہو۔ کھل کر بتاؤ۔ کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے جو تم اتنی پریشان ہو"...... اربازخان نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"انتھونی اور الف خان دونوں ہلاک ہو چکے ہیں"...... مارگریٹ نے کہا تو اربازخان اس طرح کرسی سے اچھلا جیسے مارگریٹ نے بات نہ کی ہو بلکہ کرسی میں لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ چھوڑ دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو" ارباز خان نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"الف خان کو میں نے ہلاک کیا ہے تاکہ تمہاری زندگی اور کاروبار بچایا جا سکے ورنہ اب تک موت کے فرشتے کا ہاتھ تمہاری گردن تک پہنچ چکا ہوتا"...... مارگریٹ نے کہا تو ارباز خان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا تم درست کہہ رہی ہو۔ الف خان ہلاک ہو گیا ہے اور اسے تم نے ہلاک کیا ہے۔ کیوں کیسے"...... ارباز خان نے کہا۔

"انتھونی علی عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتا جبکہ میں اس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں کیونکہ میں ٹائیگر کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں اور ٹائیگر جو زیر زمین دنیا کا ایک بہت بڑا نام ہے وہ اس علی عمران کا ساتھی ہے اور یہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور اس قدر خطرناک ترین ایجنٹ ہے کہ سپر پاورز کے ایجنٹ اس کا نام سن کر بے اختیار کانپنے لگ جاتے ہیں۔ یہ علی عمران تمہارے بزنس کے پیچھے لگ گیا ہے انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ اس کا گہرا دوست ہے اور علی عمران اس قسم کے کام اس کے کھاتے میں ڈال دیا کرتا ہے۔ بہرحال الف خان کو اطلاع مل گئی کہ علی عمران اس کے بزنس کے پیچھے ہے۔ اب الف خان کی بلا جانے کہ علی عمران کون ہے۔ وہ اپنی اکڑ میں تھا کہ وہ بہت بڑا گینگسٹر ہے جسے چاہے مروا دے جسے چاہے اغوا کرا لے۔ چنانچہ اس نے انتھونی

کو حکم دے دیا کہ علی عمران کو جو بہت خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اغوا کرا کر ایک کالونی میں اس کے خاص اڈے پر پہنچا دے۔ جب انتھونی نے خطرناک کا لفظ سنا تو اس نے ٹائیگر سے رابطہ کیا کیونکہ ٹائیگر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا اور اسے زیر زمین دنیا میں انتہائی خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے۔ اب تم خود سوچو جب انتھونی نے ٹائیگر کو جو علی عمران کا ساتھی ہے علی عمران کے اغوا کا ٹارگٹ دیا ہو گا تو کیا ہوا ہو گا۔ ٹائیگر نے مشن لے لیا اور شاید اس نے عمران سے بات کی ہو گی اور اس عمران نے اسے اصل آدمی کو ٹریس کرنے کا کہا ہو گا۔ چنانچہ ٹائیگر واپس انتھونی کے پاس پہنچا اور پھر اس نے انتھونی پر تشدد کر کے اس سے یہ بات اگلوا لی کہ اصل پارٹی الف خان ہے۔ اس کے بعد اس نے انتھونی کو ہلاک کر دیا لیکن انتھونی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ الف خان کہاں رہتا ہے لیکن اس اڈے پر جہاں الف خان نے علی عمران کو منگوایا تھا اس کا انچارج بہرحال الف خان کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اس لئے لامحالہ ٹائیگر اور عمران اسے پکڑیں گے اور پھر اس سے الف خان کا انہیں علم ہو جانا تھا اور الف خان جیسے ہی ان کے ہاتھ آتا تمہاری گردن اور تمہارا کاروبار سب کچھ موت کے فرشتے کے ہاتھ میں آ جانا تھا۔ چنانچہ میں نے تمہیں اور تمہارے کاروبار کو بچانے کے لئے فوری طور پر الف خان کو ہلاک کر دیا اور پھر وہاں سے یہاں آ گئی"...... مارگریٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا"...... ارباز خان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں الف خان کے پاس موجود تھی۔ جب الف خان نے انتھونی کو فون کیا تا کہ اس سے رپورٹ لے سکے لیکن جب دوسری طرف سے انتھونی کے سیکنڈ جیفرے نے بتایا کہ انتھونی کو ہلاک کیا جا چکا ہے تو میں چونک پڑی۔ میرے جیفرے اور انتھونی دونوں سے کاروباری تعلق ہیں اس لئے میں نے الف خان سے رسیور لے کر خود جیفرے سے بات کی کہ کس نے انتھونی کو ہلاک کیا ہے اور کب اور کیوں تو اس نے مجھے الف خان کی طرف سے عمران کے قتل کی بکنگ اور انتھونی کی ٹائیگر سے بکنگ کے بارے میں بتایا اور پھر یہ بتایا کہ اس بکنگ کے سلسلے میں ٹائیگر کوئی بات کرنے انتھونی کے پاس آیا تھا کہ ان دونوں کا جھگڑا ہو گیا اور ٹائیگر نے انتھونی کو ہلاک کر دیا لیکن میرے حلق سے یہ بات نہ اتر رہی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ وہ خفیہ ٹیپ چیک کرے کیونکہ انتھونی کی عادت ہے کہ وہ اپنے خاص آفس میں ہونے والی تمام گفتگو خفیہ طور پر ٹیپ کرتا ہے اور پھر ضرورت پڑنے پر اس ٹیپ کو استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے وہ ٹیپ سنی تو اس سے ساری حقیقت سامنے آ گئی کہ ٹائیگر نے انتھونی پر تشدد کر کے اس سے اصل آدمی الف خان کے بارے میں معلوم کر لیا تھا لیکن انتھونی کو الف خان کا نہ ہی حلیہ معلوم تھا اور نہ ہی اس کی جائے رہائش البتہ اس نے ٹائیگر کو یہ بتایا کہ جس کوٹھی میں

عمران کو لے جایا جانا ہے وہاں کا انچارج الف خان کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ یہ ٹیپ سننے کے بعد الف خان نے فوری طور پر اس آدمی کی ہلاکت کا فیصلہ کیا لیکن ظاہر ہے اس میں اسے وقت لگتا جبکہ ٹائیگر اس سے پہلے ہی اس سے معلومات حاصل کر سکتا تھا اس لئے میں نے فوری طور پر الف خان کا ہی خاتمہ کر دیا اور پھر میں نے خود ہی اس کے خفیہ سیف کی تلاشی لے کر وہاں موجود تمام ضروری کاغذات بیگ میں رکھے اور وہاں سے نکل کر اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی اور وہاں سے یہاں تمہارے پاس آ رہی ہوں"...... مارگریٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم نے واقعی نہ صرف میری زندگی بچا لی ہے بلکہ میرا پورا کاروبار بھی بچا لیا ہے۔ میرے بارے میں تمہارے اور الف خان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا اور تمام کاروبار کا کنٹرول الف خان کے پاس تھا جبکہ فیکٹریاں تمہارے کنٹرول میں ہیں۔ اب ایسا ہے کہ تم الف خان کی جگہ بھی لے لو اور فیکٹریوں کو بھی سنبھالے رکھو مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے"۔ ارباز خان نے کہا۔

"ارباز خان تمہارا یہ فیصلہ میرے لئے تو انتہائی خوش آئند ہے لیکن کاروبار کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ بیک وقت تمام کاروبار ایک آدمی کے ہاتھ میں دے دینے سے معاملات انتہائی خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اب دیکھو اگر الف خان کو ان فیکٹریوں کے بارے میں علم ہوتا تو یقیناً اس کے آدمیوں کو یہ علم ہوتا اور یہ لوگ الف خان

کے بعد ان سے یہ سب کچھ معلوم کر لیتے اور پھر ان فیکٹریوں کو تباہی
سے کوئی نہ بچا سکتا اس لئے میرا مشورہ ہے کہ تم انف خان کی جگہ
اپنے آدمی رانا ساجد کو دے دو وہ انتہائی ذمہ دار سمجھ دار اور عقل
مند آدمی ہے۔ مارگریٹ نے کہا۔

رانا ساجد سے تو کرم داد خان زیادہ بہتر ہے۔ ارباز خان
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو تمہیں کرم داد خان کے بارے میں اب تک کوئی رپورٹ
نہیں مل سکی۔ مارگریٹ نے چونک کر کہا تو ارباز خان بے
اختیار چونک پڑا۔

کیسی رپورٹ کیا ہوا ہے اسے۔ ارباز خان نے چونک کر کہا۔

تم اپنے اتنے وسیع کاروبار کے سلسلے میں آخر اس قدر بے
خبر کیوں رہتے ہو۔ مارگریٹ نے کہا۔

مجھے اپنے آدمیوں پر مکمل اعتماد ہوتا ہے۔ اب دیکھو میں نے
کبھی تمہارے کام میں مداخلت نہیں کی اور نہ ہی مجھے علم ہوتا ہے کہ
تم کیا کر رہی ہو۔ کیا فیصلہ کر رہی ہو۔ مجھے تو اس دولت سے دلچسپی
ہوتی ہے جو خود بخود میرے خفیہ اکاؤنٹس میں تیزی سے بڑھتی رہتی
ہے۔ ارباز خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ارباز خان جس دھندے میں ہم ملوث ہیں یہ قانونی دھندہ نہیں
ہے۔ یہ بے حد بھیانک جرم ہے۔ ہم ایک لحاظ سے تو قومی مجرم
ہیں۔ ہماری تیار کردہ جعلی ادویات کی وجہ سے لاکھوں افراد اب تک

ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ لاکھوں معذور ہو کر زندہ درگور ہو چکے ہوں
گے اور ایسا مسلسل ہوتا رہے گا۔ ہم قومی مجرم ہیں۔ ہمیں ہر طرف
سے پوری طرح ہوشیار رہنا چاہئے۔ مارگریٹ نے کہا۔

ہونہہ۔ لوگوں کا کیا ہے۔ لوگ تو مرتے ہی رہتے ہیں یہ
حشرات الارض تو پیدا ہی مرنے کے لئے ہوتے ہیں ان کی جگہ اور
پیدا ہو جائیں گے۔ جہاں تک رکاوٹوں کا تعلق ہے تو اس ملک میں
اصل قوت دولت ہے۔ دولت دے کر ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں اور تم
دیکھ رہی ہو کہ ایسا ہو رہا ہے۔ کیا حکومت کی وزارت صحت۔ محکمہ
ہیلتھ ان سب کے افسران پورے ملک میں پھیلے ہوئے ڈرگ
انسپکٹر، میڈیکل سٹورز کے مالکان اور بے شمار ڈاکٹرز کیا ان میں سے
کسی کو علم نہیں ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ یہاں کی پولیس انٹیلی
جنس اور ایسی ہی دوسری بے شمار ایجنسیاں سب کچھ جانتی ہیں لیکن
چونکہ ان سب کو باقاعدہ دولت مل رہی ہے اس لئے سب خاموش
ہیں۔ سب کو دولت سے دلچسپی ہے۔ جس کے پاس دولت نہیں ہے
میرے نقطہ نظر سے وہ زندہ ہی نہیں ہے اور زندہ رہنے کے قابل ہی
نہیں ہے۔ بہرحال تم بتاؤ کہ کرم داد خان کے بارے میں کیا
رپورٹ ہے۔ ارباز خان نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

وہ مارا جا چکا ہے اور تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ
پورے دارالحکومت میں وہ تمام میڈیکل سٹورز جہاں جعلی ادویات
بکتی ہیں سیل کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے مالکان کو گرفتار کر لیا گیا

ہے۔ کرم داد خان کے تمام گودام سیل ہو چکے ہیں اور یہ سب کچھ
سنٹرل انٹیلی جنس کے تحت ہو رہا ہے"...... مارگریٹ نے کہا تو
ارباز خان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔
"اوہ۔ اوہ یہ سب کب اور کیسے ہوا۔ مجھے تو علم ہی نہیں ہے۔ یہ
تو بہت برا ہوا"...... ارباز خان نے کہا۔
"ہاں۔ اس لئے میں نے فوری طور پر نہ صرف فیکٹریوں میں کام
روک دیا ہے بلکہ پورے ملک میں موجود اپنے سٹاکس بھی خفیہ
جگہوں پر منتقل کر دیئے ہیں البتہ چند سٹورز پکڑے بھی گئے ہیں
کیونکہ اومیگا ٹریڈرز کا چیف سپروائزر احمد ملک پکڑا جا چکا ہے۔ انٹیلی
جنس نے اچانک اسے گرفتار کر لیا اور اس کی نشاندہی پر وہ سب
ڈرائیور بھی گرفتار ہو چکے ہیں جو مال دارالحکومت اور اس کے نواح
میں سپلائی کرتے تھے۔ دارالحکومت اور اس کے نواح کے تمام
علاقوں میں زبردست تیز اور خوفناک ایکشن کیا گیا ہے۔ اس بنا پر
میں الف خان کے پاس گئی تھی تاکہ اس سے معاملات طے کر سکوں
البتہ ملک کے باقی علاقوں میں ہم نے فوری حفاظتی اقدامات کر لئے
ہیں"...... مارگریٹ نے کہا تو ارباز کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو واقعی بہت برا ہوا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ
کرم داد خان اور الف خان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ لوگ چند آدمی بھی
نہیں خرید سکے جتنی دولت وہ مانگتے انہیں دے دی جاتی۔ میں نے تو
اس معاملے میں مکمل اختیارات تم لوگوں کو دے رکھے ہیں اس

طرح تو سارا بزنس ہی ٹھپ ہو جائے گا"...... ارباز خان نے کہا۔
"جو کچھ ہوا وہ تو ہو گیا اب مسئلہ ہے آئندہ کا۔ اگر فیکٹریاں اور
سٹورز پکڑے گئے تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا اس لئے تم فوری طور
پر رانا ساجد کو تعینات کر دو پھر رانا ساجد اور میں مل کر ان کے
خلاف کوئی ٹھوس لائحہ عمل بنا لیں گے"...... مارگریٹ نے کہا۔
"میں تمہیں مکمل اختیارات دے دیتا ہوں۔ آج سے تم میری
براہ راست نائب ہو۔ تم جانو اور یہ بزنس تمہارا شیئر بھی آج سے
ڈبل۔ تم جو چاہو کرو لیکن کاروبار کو ہموار طریقے سے چلنا چاہئے۔
دولت کی بوریوں کے منہ کھول دو جو جس قیمت پر بکتا ہے اسے خرید
لو۔ کسی چیز کی پرواہ نہ کرو"...... ارباز خان نے کہا۔
"دیکھو ارباز خان تمہارے اور میرے تعلقات اپنی جگہ لیکن یہ
کاروبار انتہائی خطرناک ہے کسی بھی وقت آدمی کا گلا کٹ سکتا ہے
اور اس وقت تمہارا پورا کاروبار داؤ پر لگا ہوا ہے اس لئے اس کو
کنٹرول کرنا اور پھر ان لوگوں کو سنبھالنا یہ انتہائی کٹھن مرحلہ ہے۔
چنانچہ اگر تم مجھے اپنے مکمل کاروبار میں آدھے حصے کا شریک بنا لو تو
پھر یہ کام ہو سکتا ہے ورنہ نہیں"...... مارگریٹ نے جواب دیا تو
ارباز خان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کا
مارگریٹ کو دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ
رہا ہو۔
"تم۔ یہ کہہ رہی ہو۔ تم۔ تمہیں معلوم ہے مارگریٹ کہ تم کیا

تھیں ایک ہوٹل کے کاؤنٹر پر کھڑی ہونے والی عام سی لڑکی جس کی
کوئی اہمیت نہ تھی اور میں نے تمہیں فرش سے آسمان پر پہنچا دیا۔
اب تم کروڑوں، اربوں میں کھیلتی ہو۔ تمہارے پاس دنیا کی ہر
نعمت موجود ہے جبکہ میں نے اس کاروبار کو قائم کرنے اور اسے
پھیلانے میں دن رات ایک کیا ہے اور آج جب میرا اس سے صحیح
معنوں میں کمانے کا وقت آیا ہے تو تم اس میں آدھا حصہ مانگ رہی
ہو"۔ ارباز خان نے کہا۔

"ارے تم تو سیریس ہو گئے۔ اوہ ڈیئر۔ میرے پاس پہلے ہی بہت
کچھ ہے۔ مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے میں تو صرف تمہیں
آزمانے کے لئے مذاق کر رہی تھی۔ ڈونٹ وری میں تو تمہاری واقعی
ممنون احسان ہوں"...... مارگریٹ نے ہنستے ہوئے کہا تو ارباز خان
نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ گڈ گاڈ۔ میں واقعی پریشان ہو گیا تھا۔ اوکے میں تمہیں
کاروبار کا آل ان آل بنا دیتا ہوں۔ تم اب اسے مکمل طور پر کنٹرول
کرو"...... ارباز خان نے انٹرکام کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے
ہوئے کہا اور مارگریٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ارباز خان نے
رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ
بے حد مؤدبانہ تھا۔

"میری۔ مس مارگریٹ کے بارے میں لیٹر ٹائپ کرو۔ میں نے

انہیں چیف کنٹرولر بنا دیا ہے اور پھر اس لیٹر پر میرے دستخط کرا کے
سارے شعبوں کو فیکس کر دو"...... ارباز خان نے کہا۔

"یس باس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ارباز خان نے رسیور
رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت اور
نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے پہلے ارباز خان کو سلام کیا
اور پھر مارگریٹ کو۔ مارگریٹ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تو اس
لڑکی نے اس طرح سر کو جھٹکا جیسے ہاں کہہ رہی ہو۔ اس کے ہاتھ
میں فائل تھی۔ اس نے فائل کھول کر ارباز خان کے سامنے رکھ دی۔

"یہاں دستخط کر دیجئے باس"...... لڑکی نے کہا تو ارباز خان نے
ایک سرسری سی نظر لیٹر پر ڈالی اور پھر جیب سے ایک خصوصی قلم
نکال کر اس پر دستخط کر دیئے۔

"اب اسے جا کر فیکس کر دو"...... ارباز خان نے کہا تو لڑکی نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ایک بار پھر مارگریٹ کی طرف دیکھ کر
مسکرائی اور تیز تیز اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

"اب مجھے اجازت تاکہ میں ضروری اقدامات کر لوں"۔ مارگریٹ
نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھ سے برابر رابطہ رکھنا"...... ارباز خان نے کہا۔

"یس باس"...... مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی
سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"ہونہہ۔ تو یہ انٹیلی جنس اب میرے کاروبار کے پیچھے لگ گئی

ہے لیکن مارگریٹ اسے سیٹ کر لے گی اس میں واقعی بے پناہ خصوصیات ہیں"...... ارباز خان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود شراب کی ایک بوتل نکالی اور واپس آکر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور اسے گلاس میں ڈال کر اس نے بوتل ایک طرف رکھی اور گلاس اٹھا کر اس نے شراب سپ کرنی شروع کر دی۔

"الف خان بھی مارا گیا اور کرم داد خان بھی۔ ویری بیڈ۔ یہ تو میرے اہم ترین مہرے تھے"...... ارباز خان نے شراب کے گھونٹ لیتے ہوئے ساتھ ساتھ خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر اس نے ابھی پورا گلاس ختم بھی نہیں کیا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور مارگریٹ اندر داخل ہوئی اور ارباز خان اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"تم ابھی یہیں ہو"۔ ارباز خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے کہا تھا کہ کچھ ضروری اقدامات کرنے ہیں۔ یہ لیٹر پڑھو۔ یہ لیٹر سارے شعبوں کو فیکس کر دیا گیا ہے"...... مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل اس نے کھول کر ارباز خان کے سامنے رکھ دی۔

"کیا ہے اس میں"...... ارباز خان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پڑھو تو سہی"...... مارگریٹ نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو ارباز خان کاغذ پر جھک گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا لکھا ہوا ہے۔ میں نے کب تمام کاروبار

تمہیں فروخت کر دیا ہے۔ کیا مطلب"...... یکلخت ارباز خان نے کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"نیچے تمہارے دستخط ہیں"...... مارگریٹ نے کہا۔

"دستخط تو میرے ہیں لیکن یہ جعلی لیٹر ہے"۔ ارباز خان نے کہا۔

"نہیں یہ اصل لیٹر ہے اور اب تم بزنس سے علیحدہ ہو چکے ہو اور اب اس پورے سپیشل ڈرگ بزنس کی اکلوتی مالکہ میں ہوں"۔ مارگریٹ نے کہا تو ارباز خان کا چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نانسنس"...... ارباز خان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے جس لیٹر پر دستخط کئے تھے وہ یہی لیٹر تھا اور یہ تمہارے دستخط بھی اصلی ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ تم اس بزنس کے لائق ہی نہیں ہو اس لئے تم اس سے چھٹی کرو"...... مارگریٹ نے کہا تو ارباز خان بے اختیار کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ مارگریٹ کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل نے یکلخت شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ ارباز خان کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں گرم سلاخیں اترتی جا رہی ہوں اور اس کے ساتھ ہی سامنے کھڑی ہوئی مارگریٹ کا خوبصورت چہرہ پھیلتا چلا گیا۔ وہ اب شیطانی چہرہ بن گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ارباز خان کا سانس اس کے گلے میں اٹک گیا۔ اس نے سانس لینے کے لئے اپنے آپ کو جھٹکے دیئے لیکن اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ ہمیشہ ہمیشہ کی تاریکی۔

فورسٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں اس وقت صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ صرف خاور ان کے ساتھ نہیں تھا کیونکہ وہ سپیشل ہسپتال میں داخل تھا۔ ان سب کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اب کیا کریں صدیقی۔ آگے بڑھنے کا تو ہر راستہ ختم کر دیا گیا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں صرف دارالحکومت اور اس کے نواحی علاقوں سے جعلی ادویات پکڑی گئی ہیں اور ایکشن لیا گیا ہے لیکن جب تک ان کی فیکٹریاں تباہ نہیں ہوں گی اصل سرغنے پکڑے نہ جائیں گے تب تک یہ کاروبار ختم نہیں ہو سکتا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"کرم داد خان کا پورا سیٹ اپ ختم ہو گیا۔ اس انتھونی کے ذریعے جس آدمی کا پتہ چلا اس نے الف خان کے بارے میں بتایا لیکن الف خان کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ وہ سٹورز جن کی نشاندہی

اومیگا ٹریڈرز کے چیف سپروائزر احمد ملک نے کی تھی وہ سٹورز بھی خالی کر دیئے گئے ہیں"...... نعمانی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدیقی نے کہا۔

"ارے مردانہ آواز سن کر تو بے شک دس بار یس کہہ دو لیکن نسوانی آواز سن کر تین بار یس نہ کہہ دینا"...... دوسری طرف سے عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب یہاں سوچ سوچ کر ہمارا ذہن ماؤف ہو رہا ہے آپ مردانہ اور نسوانی آوازوں کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"اچھا تو اب فورسٹارز نے سوچنا بھی شروع کر دیا ہے۔ بہت خوب۔ مبارک ہو۔ پھر تو سٹارز بالغ ہو گئے ہیں لیکن یہ سن لو کہ سوچنے والے کی چمک مدھم پڑ جاتی ہے۔ تم نے اکثر فلاسفروں کو دیکھا ہو گا چہرے پر چمک نام کی نہیں ہوتی۔ کھجور کی گٹھلی کی طرح گال پچک کر رہ جاتے ہیں، بال خشک اور بڑھے ہوئے۔ یہ سب کچھ سوچنے کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ تمہارے سوچنے سے سٹارز کی چمک ہی ختم ہو جائے اور گم کردہ راہ مسافر راستہ ہی نہ معلوم کر سکیں"...... عمران کی زبان قینچی کی طرح رواں ہو گئی۔

"فی الحال تو ہم خود گم کردہ راہ مسافر بنے ہوئے ہیں۔ سارے

راستے ہی گم ہو چکے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ پھر تمہیں ٹوسٹکل سٹار کی مدد حاصل کرنا چاہئے۔ ٹوسٹکل سٹار ایسے ہی موقعوں پر کام آتا ہے کیونکہ وہ کبھی کبھی چمکتا ہے اس لئے اس کی انرجی محفوظ رہتی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر تشریف لے آیئے اور اپنی چمک سے ہمیں راستہ دکھایئے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں کا راستہ۔ جیل کا، ہسپتال کا، قبرستان کا یا شادی کا۔ ان سارے راستوں کی ویسے منزل ایک ہی ہوتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"جعلی ادویات کی فیکٹریاں ٹریس کرنے اور پکڑنے کا"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو تم ابھی تک اس چکر میں پھنسے ہوئے ہو جبکہ اپنے سوپر فیاض نے سارا کیس ہی مکمل کر دیا ہے۔ آج کے اخبارات تم نے شاید نہیں دیکھے۔ سوپر فیاض کی تصویروں اور تعریفوں سے بھرے ہوئے ہیں اور تو اور صدر مملکت نے سرکاری طور پر بیان دیتے ہوئے انٹیلی جنس کے اس کارنامے کو سراہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو ہم نے پڑھ لئے ہیں عمران صاحب لیکن یہ تو مال پکڑا گیا۔ فروخت کرنے والے پکڑے گئے اور وہ بھی صرف دارالحکومت اور گرد و نواح کے علاقوں میں۔ جب تک وہ جعلی ادویات بنانے والی فیکٹریاں نہ پکڑی جائیں ان کو چلانے والے اصل سرغنے نہ پکڑے

جائیں تب تک یہ کیس مکمل نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ لوگ دو چار مہینے دبکے رہیں گے اور پھر نئے سرے سے یہ بھیانک دھندہ شروع کر دیں گے"...... صدیقی نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"جب کوئی بچے گا ہی نہیں تو فیکٹریاں اپنے مال کا کیا کریں گی خود ہی بند ہو جائیں گی اور مجھے یقین ہے کہ اب کوئی دکاندار یہ جعلی ادویات فروخت نہیں کرے گا۔ اب ویسے بھی ان خبروں کے بعد رائے عامہ بیدار ہو جاتی ہے اور سرکاری محکموں کی کارکردگی تیز ہو جاتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہی تو المیہ ہے عمران صاحب۔ سب کچھ ہو گا لیکن کچھ وقت کے لئے اگر سرکاری ایجنسیاں اور لوگ بیدار ہوتے اور یہاں ان برائیوں کا سختی سے اور مسلسل سد باب کیا جاتا رہتا تو یہ نوبت کیوں آتی کہ پورے ملک میں لاکھوں افراد ان نقلی اور جعلی ادویات کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد یہ سد باب بند اور پھر دھندہ شروع"...... صدیقی نے کہا۔

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"وہی جو میں نے کہا ہے کہ ان کا مکمل طور پر خاتمہ۔ لیکن ہمارے سامنے سارے راستے بند ہو گئے ہیں یا کر دیئے گئے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"اگر میں کوئی راستہ کھول دوں تو مزدوری کتنی ملے گی"۔ عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

"مزدوری۔ کیا مطلب۔آپ مزدور ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"یہاں ہر شخص مزدور ہے اور بقول ایک شاعر ہیں بہت تلخ بندہ مزدور کے اوقات"....... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جو آپ کہیں۔بہرحال ہم نے اس بھیانک اور مکروہ قومی جرم کی بنیادیں تک ختم کر دی ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"اوکے پھر میرا انتظار کرو لیکن کارجہاں دراز بھی ہو سکتا ہے اس لئے انتظار کرتے کرتے گھبرا نہ جانا"....... عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صدیقی نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب نے کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر لیا ہے"......چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اسی لئے تو انہوں نے یہاں ہیڈ کوارٹر فون کیا ہے۔ باقی باتیں تو ظاہر ہے ان کی اب فطرت ثانیہ بن چکی ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو نعمانی اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو نعمانی اس کے پیچھے تھا جبکہ کمرے میں موجود صدیقی اور چوہان دونوں اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ یا نجھے ہوئے ستارو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔آمین ثم آمین"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ جناب بھڑکتے ہوئے ستار صاحب۔ اللہ تعالیٰ اپ کی بھڑک میں مزید اضافہ کرے۔آمین ثم آمین"۔صدیقی نے بھی ویسے ہی جواب دیا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"یعنی بھڑک کر راکھ ہو جائے۔ ٹھیک ہے۔یہ دعا ہے"۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جیسی دعا آپ نے ہمارے لئے مانگی ویسی میں نے مانگ لی"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"لیکن میں نے تو جوار رحمت میں جگہ کی دعا کی تھی"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"چلیئے ہم آپ کے لئے گندم رحمت میں جگہ دینے کی دعا کر لیتے ہیں"...... صدیقی نے جوار کی جگہ گندم کا لفظ استعمال کرتے ہوئے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔عمران بھی اس بار صدیقی کے خوبصورت اور معنی خیز جواب پر بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

"عمران صاحب آپ ان جعلی ادویات کے سلسلے میں کسی راستے کی بات کر رہے تھے"۔چوہان نے کہا۔وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

"ہاں اصل بات یہ ہے کہ واقعی تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے تو تمہارے ہیڈ کوارٹر اس لئے فون کیا تھا کہ میرا خیال تھا کہ شاید تم نے کوئی کلیو تلاش کر لیا ہے اب اصل بات ان کی

فیکٹریوں کو ٹریس کرنا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہی تو ہمیں پریشانی ہے۔ فیکٹریاں جب تک ختم نہیں ہوں گی یہ مکروہ اور بھیانک دھندہ ختم نہیں ہو سکتا"۔ صدیقی نے کہا۔

"لیکن صدیقی فیکٹریاں دوبارہ نہیں بن سکتیں"۔ چوہان نے کہا۔

"بن سکتی ہیں لیکن یہ دھندہ اس قسم کا ہے کہ اس کو چلانے میں کافی وقت لگتا ہے۔ یہ عام شراب اور منشیات کا دھندہ نہیں ہے اس کا مکمل سیٹ اپ تیار کرنا پڑتا ہے۔ ایک بار یہ مکمل سیٹ اپ ختم ہو گیا تو پھر اس کو دوبارہ تیار کرنے میں کافی طویل عرصہ لگ جائے گا اور اتنے طویل عرصے کے دوران تو لوگ جعلی ادویات سے بچے رہیں گے"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اسنے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا۔

"یس۔ ارباب بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ارباب کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر۔ بندہ نادان ہیچ مدان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود ارباب وفا سے عرض گزار ہوں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"فریادی کی فریاد نہ صرف سنی جائے گی بلکہ انصاف بھی کیا جائے گا"...... دوسری طرف سے ارباب نے گونج دار لہجے میں کہا۔

"مجھے اپنی بہن لیلیٰ کے بارے میں فریاد کرنی ہے عادل بادشاہ

میری بہن آج کل سلمنگ سنٹروں کے چکر کاٹتی پھر رہی ہے اور جیسے جیسے سلمنگ سنٹروں میں جاتی ہے ویسے ہی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بیچاری خود صحرا بن جائے"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے ارباب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"لیلیٰ اور سلمنگ سنٹر میں۔ یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب۔ البتہ آپ اگر بیوٹی پارلر کہتے تو میں سمجھتا کہ آپ نے آئس کریم پارلر کو بیوٹی پارلر بنا دیا ہے"...... دوسری طرف سے ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ سلمنگ سنٹر صرف وہی ہوتے ہیں جس کے باہر باقاعدہ بورڈ لگا ہوا ہو۔ شیشوں والے دروازے ہوں اور اندر ورزش کرنے والی مشینیں اور ورزش کرانے والی خوبصورت لڑکیاں موجود ہوں۔ نہیں بھائی یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے۔ یہ تو انتہائی جدید ترین دور ہے اب کس کے پاس اتنا وقت ہے کہ ورزشیں کرتا پھرے۔ اب تو بازار میں ایسی ادویات ملتی ہیں کہ ادھر دوا اندر ادھر وزن باہر اور پانچ سو پونڈ کی خاتون پانچ پونڈ کی ہو جاتی ہے البتہ اس کے شوہر کے بینک اکاؤنٹ سے لاکھوں پونڈ کے کرنسی نوٹ غائب ہو جاتے ہیں اور لیلیٰ کو بھی میں نے آج ہی ایک میڈیکل سٹور سے ایسی ہی دوا خرید کر باہر آتے ہوئے دیکھا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن عمران صاحب اس نے یہ دوا خود نہیں کھائی بلکہ

جب سے اس نے اخبارات میں جعلی ادویات کے سلسلے میں خبریں
پڑھی ہیں اس کا خیال ہے کہ خواتین کے لئے تیار ہونے والی
ادویات، کریمیں اور کاسمیٹکس کا سامان بھی جعلی تیار ہوتا ہے اس
لئے وہ اس کے خلاف بھی اسی طرح کام کرے گی جس طرح انٹیلی
جنس نے جعلی ادویات کے خلاف کام کیا ہے"۔ ارباب نے ہنستے
ہوئے جواب دیا۔

"اور تم نے اسے اس کی اجازت دے دی"...... عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اول تو وہ مجھ سے اجازت لینے کی قائل ہی نہیں ہے عمران
صاحب بلکہ مجھے اس سے اجازت لینی پڑتی ہے اجازت دینے کے لئے
دوسرا اس میں آخر حرج ہی کیا ہے"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا
تو عمران اس کی خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"حرج تو بہرحال ہے کہ اس طرح بھاگ دوڑ بہت کرنی پڑے گی
اور اس کے بعد لیلیٰ کا رعب و دبدبہ ختم ہو جائے گا اور وہ سینک
سلائی بن جائے گی۔ ایسی سینک سلائی کہ جس کو آگ پر سینکتے
ہوئے بھی خوف آئے گا کہ کہیں غائب ہی نہ ہو جائے"...... عمران
نے جواب دیا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بے فکر رہیں وہ ساتھ ساتھ آئس کریم اس رفتار سے کھاتی
رہے گی کہ اس کی ماشاء اللہ صحت پر کوئی نظر بد نہ پڑ سکے گی"۔ ارباب
نے جواب دیا اور عمران کے ساتھ ساتھ صدیقی اور اس کے ساتھی

بھی اس کے خوبصورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"چلو لیلیٰ تو یہ سب کچھ کر رہی ہے مگر تم کیا کر رہے ہو"۔ عمران
نے کہا۔

"میں اپنے حق میں صرف دعائے خیر ہی کر سکتا ہوں اور کیا کر
سکتا ہوں"۔ ارباب نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تمہاری یہ ایجنسی کیا کسی کام کی نہیں ہے۔ سوائے دولت
کمانے کے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب عمران صاحب۔ آپ کھل کر بات کریں مجھے یا
میری ایجنسی کا منصوبہ صرف دولت کمانا ہی نہیں ہے میں نے تو پہلے
بھی کئی بار آپ سے کہا ہے کہ آپ مجھے کام دیا کریں بغیر کسی لالچ اور
معاوضے کے لیکن آپ تو لفٹ ہی نہیں کراتے"۔ ارباب نے کہا۔

"چلو اب لفٹ پر چڑھ جاؤ۔ جعلی ادویات کے بارے میں تم نے
اخبارات میں پڑھ لیا ہو گا۔ یہ ساری کارروائی فور سٹارز کی تھی جس کا
ٹو سنکل سٹار میں بھی ہوں البتہ سہرا سوپر فیاض کے سر باندھا گیا
کیونکہ سہرا باندھنے کے بعد ہی اسے کچھ لحاظ آتا ہے اور اس کے
اکاؤنٹ میں سے کچھ کرنسی نوٹ باہر آتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ
صرف فروخت کرنے والے یا سپلائی کرنے والے پکڑے گئے ہیں۔
فیکٹریاں جہاں یہ جعلی ادویات تیار ہوتی ہیں اور جو لوگ اصل
سرغنے ہیں وہ مکمل طور پر کیمو فلاج ہو چکے ہیں اس لئے اگر تم اس
سلسلے میں کوئی مدد کر سکو تو میں فور سٹارز کے چیف سے تمہاری

سفارش کر سکتا ہوں کہ وہ مجھے چاہے کچھ نہ دے لیکن تمہیں کم از کم ایک عدد لولی پوپ بھیج دے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں"...... ارباب نے پوچھا۔

"ایک پبلک بوتھ سے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے اگر آپ بتانا نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے اس میں بھی کوئی مصلحت ہو گی۔ آپ مجھے ایک گھنٹے بعد فون کر لیں۔ میں انشاء اللہ کوئی نہ کوئی کلیو تلاش کر لوں گا۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا موجود ہے"...... ارباب نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک گھنٹہ انہوں نے گپ شپ میں گزار دیا اور ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ارباب بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ارباب کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے اپنی عادت کے مطابق مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آئی ایم سوری۔ ایک آدمی میرے ذہن میں تھا لیکن اسے دو روز پہلے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا نام ارباز خان تھا۔ دارالحکومت ہی میں رہتا تھا۔ اس کی بیرون ملک بے حد وسیع جائیدادیں ہیں۔ زرعی ادویات کا بہت بڑا امپورٹر ہے۔ ایک بار اس

سے ملاقات کے دوران ویسے ہی زرعی جعلی ادویات کے سلسلے میں بات ہوئی تو ارباز خان نے مسکراتے ہوئے کہا کہ یہ کام تو وہ لوگ کرتے ہیں جو انتہائی تھرڈ کلاس ہوتے ہیں کیونکہ یہ سیزن کا کام ہے۔ اس سے انہیں کیا مل سکتا ہے اصل کمائی تو ان جعلی ادویات سے ہوتی ہے جو سارا سال کام آتی ہیں اور جیسے جیسے ملک کی آبادی بڑھتی جاتی ہے اس کام کرنے والوں کا منافع بھی بڑھتا جاتا ہے۔ میں نے اس سے ویسے ہی پوچھ لیا تھا کہ کیا اس کی نظروں میں ایسا کام کرنے والا کوئی آدمی ہے تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ یہاں ایک نہیں کئی ہیں لیکن وہ اس قسم کے معاملات میں الجھنا نہیں چاہتا کیونکہ یہ جرائم پیشہ لوگ ہوتے ہیں۔ میرے ذہن میں آپ کی بات سن کر ارباز خان کا خیال آیا تھا کہ میں اس سے بات کروں اور اگر وہ نہ بتائے تو پھر آپ سے کہوں کہ آپ اس سے مل کر معلومات کریں مجھے یقین تھا کہ وہ واقعی اعلیٰ سطح پر ان لوگوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہو گا لیکن جب میں نے اس کی کمپنی کے جنرل مینجر کو فون کیا تو اس نے بتایا کہ ارباز خان کو دو روز پہلے ان کی رہائش گاہ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور آج تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ کون انہیں ہلاک کر گیا ہے اس لئے اب یہ کلیو تو بہرحال ختم ہو گیا ہے البتہ میں کوشش کرتا رہوں گا اور پھر جیسے ہی کوئی کلیو سامنے آیا میں آپ کو فوراً بتا دوں گا"...... ارباب نے کہا۔

"ارباز خان اس کی کمپنی کا کیا نام تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"انٹرنیشنل پیسٹی سائیڈ امپورٹرز کارپوریشن اس کا ہیڈ آفس ارباز پلازہ آصف روڈ پر ہے۔ یہ کنگ آف پیسٹی سائیڈ کہلاتا تھا"۔ ارباب نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے بہرحال کوشش کرتے رہنا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب کیا کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ کوئی نہ کوئی کلیو تلاش کرنا ہے اور کیا کرنا ہے۔ اب مشن کو نامکمل تو نہیں چھوڑا جا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن مسئلہ تو کلیو کا ہے"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"شانگ سٹی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مینجر سے بات کراؤ میں سنٹرل انٹیلی جنس سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو مینجر عبدالصمد بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اومیگا ٹریڈرز جو کہ ادویات کی سپلائی کا کام کرتی ہے کا چیف سپروائزر احمد ملک تمہارے کلب کا ممبر ہے۔ کیا یہ بات درست

ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ وہ اکثر کلب میں آتے رہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے احمد ملک کے بارے میں ایک خفیہ انکوائری کرنی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس سلسلے میں مکمل تعاون کریں گے ورنہ دوسری صورت میں آپ کو ہیڈ کوارٹر طلب بھی کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب میں مکمل تعاون کروں گا۔ ہمارا کلب ہر لحاظ سے صاف ہے اور ہم نے ہمیشہ حکومت سے تعاون کیا ہے جناب"۔ عبدالصمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"احمد ملک کی سب سے زیادہ دوستی یہاں شانگ میں کس سے تھی۔ کوئی ایسا آدمی یا عورت جو اس کے خفیہ رازوں سے بھی واقف ہو"...... عمران نے کہا۔

"جناب مجھے ذاتی طور پر تو معلوم نہیں لیکن میں نے سنا ہے کہ احمد ملک صاحب کا زیادہ اٹھنا بیٹھنا یہاں کے ایک ادویات کے بڑے ڈسٹری بیوٹر رزاق سے رہتا ہے وہ اور رزاق دونوں اکٹھے ہی کلب آتے تھے اور اکثر اکٹھے ہی رہتے تھے"...... مینجر نے جواب دیا۔

"یہ رزاق کہاں مل سکے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب رزاق میڈیسن ایجنسی اس کا ادارہ ہے اور شانگ کی میڈیسن مارکیٹ میں سب سے بڑا ادارہ ہے جناب۔ وہ اس ادارے کا

مالک ہے اور یہاں کا کافی بااثر آدمی ہے"...... عبدالصمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں جناب اگر آپ کہیں تو میں انکوائری سے معلوم کر کے بتا سکتا ہوں"...... عبدالصمد نے کہا۔

"شانگ کا انکوائری نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو عبدالصمد نے بتا دیا۔

"اوکے میں خود ہی ان سے بات کر لوں گا۔ لیکن اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از سیکرٹ"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"چلو اٹھو اس رزاق سے بات کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ فیکٹریوں کے بارے میں یہ شخص جانتا ہو گا یا اس سے کوئی کلیو مل جائے گا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کو شانگ سٹی کلب کا کیسے علم ہو گیا"۔ صدیقی نے کہا۔

"احمد ملک کی جیب سے ایک کیش میمو نکلا تھا جو شانگ سٹی کلب کا تھا۔ احمد ملک نے خودکشی کر لی اس لئے ان ڈرائیورز کا بھی علم نہیں ہو سکا جو مال لے آتے تھے اور یقیناً فیکٹریوں سے ان گوداموں میں مال بھی اس کی نگرانی میں سپلائی ہوتا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دارالحکومت کی سب سے جدید ذیشان کالونی کی ایک بہت بڑی اور عظیم الشان کوٹھی میں جدید ترین ماڈل کی سفید کار پورچ میں داخل ہوئی تو پورچ میں موجود باوردی دربان یکلخت اٹن شن سے ہو گئے۔ باوردی ڈرائیور نے نیچے اتر کر کار کا عقبی دروازہ کھولا تو ایک ادھیڑ عمر آدمی کار سے باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل فون تھا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا اور جدید تراش کا سوٹ تھا۔ چہرے مہرے سے وہ انتہائی معزز اور امیر آدمی لگ رہا تھا۔ یہ نواب افتخار احمد تھے۔ پاکیشیا کے انتہائی معزز آدمی جن کے تعلقات براہ راست صدر مملکت سے تھے۔ یہ بہت بڑے جاگیردار تھے بے شمار رفاہی اداروں کے چیئرمین اور سرپرست بھی تھے۔ پورے دارالحکومت میں لوگ انہیں موجودہ دور کا حاتم طائی کہتے تھے۔ بے شمار رفاہی ادارے، ہسپتال اور یتیم خانے ان کی سرپرستی میں چل رہے تھے اور

سب کو دل کھول کر اور مستقل امداد دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ملک کے تمام اعلیٰ طبقے ان کی بے حد عزت کرتے تھے اور روزانہ وہ کسی نہ کسی رفاہی ادارے کی تقریب کے صدر رہتے تھے لیکن انہوں نے ملکی سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا البتہ ملک کے تمام بااثر سیاست دانوں سے ان کے گہرے تعلقات تھے لیکن وہ خود سیاست میں حصہ لینے سے ہمیشہ گریز کرتے تھے۔ یہ کوٹھی جس کا نام افتخار محل تھا نواب افتخار کی ہی تھی جس میں وہ اپنی بیگم اور دو بیٹیوں کے ساتھ رہتے تھے۔ نوکروں کی ایک پوری فوج کوٹھی میں ہر وقت موجود رہتی تھی۔ نواب افتخار البتہ کسی سائل کو کوٹھی پر نہ ملتے تھے اس کے لئے انہوں نے علیحدہ ایک بڑا آفس بنایا ہوا تھا جہاں باقاعدہ عملہ موجود تھا جو سائلوں کی درخواستیں وصول کرتا تھا۔ ان کی چھان پھٹک کرتا اور پھر ہر درخواست پر سفارشات مرتب کر کے درخواستوں کو کوٹھی بھجوا دیتا تھا جہاں سے نواب افتخار درخواستوں کی منظوری دیتے اور دوسرے روز ان سائلوں کو نقد رقومات بطور امداد مل جاتی تھیں۔

نواب افتخار کار سے اترے اور پھر باوقار انداز میں چلتے ہوئے کوٹھی میں داخل ہوئے۔ وہ ابھی ایکریمیا سے واپس آئے تھے اور ایئرپورٹ سے سیدھے کوٹھی آئے تھے۔ ان کی بیگم اور دونوں بیٹیاں ایکریمیا میں ہی رہ گئی تھیں۔ انہوں نے چونکہ یہاں ایک بہت بڑے رفاہی ادارے کا سنگ بنیاد رکھنا تھا اس لئے انہیں واپس آنا پڑا تھا۔

اس وقت صبح کا وقت تھا اور موسم خوشگوار تھا اس لئے نواب افتخار اپنے کمرے میں جانے کی بجائے کوٹھی کے عقب میں موجود انتہائی خوبصورت باغ میں موجود کرسیوں پر جا کر بیٹھ گئے۔ ان کا پرسنل سیکرٹری جو ہر لمحے ان کے ساتھ رہتا تھا اس وقت بھی ان کے ساتھ تھا اور نواب افتخار کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد وہ ان سے دو قدم پیچھے ہٹ کر سینے پر ہاتھ باندھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

" راشد ایک کپ کافی اور آج کے اخبارات کے آؤ تا کہ یہاں کے حالات کا علم ہو سکے "...... نواب افتخار نے بڑے نرم سے لہجے میں پرسنل سیکرٹری سے کہا۔

" یس سر "...... پرسنل سیکرٹری نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک باوردی بٹلر آیا اس نے کافی کا کپ اور اخبارات کا بنڈل میز پر رکھا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔ نواب افتخار نے کافی کا کپ اٹھایا اور ایک گھونٹ لینے کے بعد انہوں نے کپ واپس رکھا اور اخبارات کے بنڈل میں سے ایک اخبار اٹھایا اور اسے کھول لیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یوں اچھلے جیسے کرسی میں اچانک انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے اور آنکھیں پھیل کر حلقوں سے باہر نکل آئی تھیں۔

" یہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ کیسے ہو گیا۔ ویری بیڈ "...... نواب افتخار کے منہ سے نکلا اور انہوں نے تیزی سے اخبار میں موجود شہ سرخیاں پڑھنی شروع کر دیں۔ پھر انہوں نے اخبار رکھا اور وہ موبائل

فون اٹھا لیا جو انہوں نے میز پر رکھ دیا تھا اور اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔
" سلام ہاؤس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔
" نواب افتخار بول رہا ہوں۔ عبدالسلام سے بات کراؤ "۔ نواب افتخار نے باوقار لہجے میں کہا۔
" یس سر ہولڈ آن کریں سر "...... دوسری طرف سے اس بار منمناتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
" السلام علیکم جناب۔ میں عبدالسلام بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
" عبدالسلام یہ آج کے اخبارات میں جعلی ادویات کے سلسلے میں کیا خبریں شائع ہوئی ہیں۔ کیا ہوا ہے "...... نواب افتخار نے کہا۔
" جناب دارالحکومت اور اس کے نواح کا سارا نیٹ ورک انٹیلی جنس نے ٹریس کر کے ختم کر دیا ہے۔ سپلائی ماسٹر احمد ملک کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور جناب مزید خبریں یہ ہیں کہ دارالحکومت کا چیف ایجنٹ کرم داد خان بھی اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو چکا ہے۔ اور الف خان کو بھی گولی مار دی گئی ہے اور ارباز خان بھی ہلاک ہو چکا ہے اور مارگریٹ نے ارباز خان کا سیٹ اپ بھی کنٹرول میں کر لیا ہے "...... دوسری طرف سے عبدالسلام نے کہا۔
" لیکن یہ سب کیسے ہو گیا "...... نواب افتخار کے لہجے میں پریشانی

تھی۔
" مارگریٹ سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق حماقت پہلے کرم داد خان سے ہوئی۔ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا لڑکا علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اس نے ایک میڈیکل سٹور پر جعلی دوا کی بات کی۔ اس نے وہاں اپنے آپ کو انٹیلی جنس کا آدمی ظاہر کیا۔ اس میڈیکل سٹور کے مالک نے کرم داد خان کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی تو کرم داد خان نے اس میڈیکل سٹور کے مالک کو گولی مروا دی اور اس کے سٹور کو آگ لگوا دی۔ اس کے بعد اس نے علی عمران کو قتل کرانے کی کوشش کی ادھر الف خان کو جب علی عمران کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے ایک مقامی بدمعاش کے ذریعے اسے قتل کرانا چاہا لیکن اس مقامی بدمعاش نے اس علی عمران کو قتل کرانے کا ٹاسک جس آدمی کو دیا وہ خود عمران کا ساتھی تھا۔ پھر کرم داد خان بھی مارا گیا اور اس کا آدمی رابرٹ بھی اور اس کے ساتھ ہی سارا نیٹ ورک پکڑا گیا۔ مارگریٹ کو علم ہو گیا کہ الف خان سامنے آ گیا ہے اور الف خان تک معاملات پہنچ سکتے ہیں تو الف خان سے ارباز خان تک یہ لوگ پہنچ سکتے ہیں چنانچہ مارگریٹ نے الف خان اور ارباز خان دونوں کو ہلاک کر دیا اور خود تمام کاروبار کی کنٹرولر بن گئی۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ فیکٹریاں اور سپلائی دونوں محفوظ ہو گئی ہیں لیکن ابھی سب کچھ کیمو فلاج کر دیا گیا

ہے۔ اب صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا تا کہ آپ سے اس بارے میں مزید ہدایات لی جا سکیں۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ کوئی سرکاری گروپ جسے فورسٹارز کہا جاتا ہے اور جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تحت ہے دراصل اس سیٹ اپ کے پیچھے کام کر رہا ہے اور علی عمران بھی ان کے ساتھ شامل ہے لیکن کارروائی انٹیلی جنس کی ظاہر کی جا رہی ہے"۔ عبدالسلام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اصل کام علی عمران کر رہا ہے"۔ نواب افتخار نے کہا۔

"یس سر۔ روح رواں وہی ہے"...... عبدالسلام نے کہا۔

"اس علی عمران کو اس کام سے روکنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے"۔ نواب افتخار نے کہا۔

"آپ جو حکم دیں"...... عبدالسلام نے کہا۔

"اس علی عمران کو منظر سے ہٹایا نہیں جا سکتا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"اس کوشش میں تو کرم داد خان اور الف خان دونوں مارے جا چکے ہیں جناب۔ یہ شخص سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور انتہائی تیز ترین ایجنٹ ہے"...... عبدالسلام نے کہا۔

"اسے دولت سے خریدا نہیں جا سکتا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"کوشش تو کی جا سکتی ہے لیکن اگر اس میں ناکامی ہوئی تو بات کرنے والا خود مشکوک ہو جائے گا"...... عبدالسلام نے کہا۔

"کسی ایسے آدمی کے ذریعے جس کا ہم سے کوئی تعلق نہ ہو"۔ نواب افتخار نے کہا۔

"کتنی آفر کی جائے"...... عبدالسلام نے کہا۔

"دس بیس کروڑ کی کر دو"...... نواب افتخار نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"اور۔ وہ فورسٹارز جناب"...... عبدالسلام نے کہا۔

"اس کی بھی قیمت لگا دو جو وہ مانگے"...... نواب افتخار نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میرے ذہن میں ایک تجویز موجود ہے"۔ عبدالسلام نے کہا۔

"ہاں کہو۔ کھل کر بات کرو"...... نواب افتخار نے کہا۔

"کیوں نہ انہیں تھری ون لیبارٹری کا پتہ بتا دیا جائے۔ اس لیبارٹری میں بے ہوشی کی گیس پہلے سے اس انداز میں پہنچا دی جائے کہ یہ لوگ بے ہوش ہو جائیں پھر انہیں چاہے گولی مار دی جائے چاہے اغوا کر کے اور باندھ کر ہوش میں لا کر ان سے بات کر لی جائے"...... عبدالسلام نے کہا۔

"نہیں میں کسی لیبارٹری تک ان کے قدم نہیں پہنچنے دینا چاہتا۔ ایسا نہیں ہو گا"...... نواب افتخار نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مارگریٹ کی بھی ایک تجویز ہے جناب"۔ عبدالسلام نے کہا۔

"کیا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"مارگریٹ کا خیال ہے کہ معاملات کو چھ ماہ تک مکمل طور پر

کیمو فلاج کر دیا جائے پھر اوپن کیا جائے یہ لوگ خود ہی اس دوران کسی اور مشن میں مصروف ہو کر اس کاروبار کا پیچھا چھوڑ جائیں گے"...... عبدالسلام نے کہا۔

"نہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس طرح تو سارا کاروبار یکسر ختم ہو جائے گا"...... نواب افتخار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر جیسے آپ کا حکم"...... عبدالسلام نے کہا۔

"مارگریٹ سے کہو کہ وہ مجھ سے بات کرے میں اس سے تمام حالات معلوم کر کے کوئی حتمی فیصلہ کروں گا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جناب پھر وہ رقم کی آفر والی بات ابھی رہنے دی جائے"۔ عبدالسلام نے کہا۔

"ہاں ابھی رہنے دو۔ مجھے نجانے کیوں احساس ہو رہا ہے کہ یہ آدمی رقم کے لالچ میں نہیں آئے گا۔ میں اس کے باپ کو اچھی طرح جانتا ہوں وہ انتہائی بااصول آدمی ہے"...... نواب افتخار نے کہا۔

"اوکے جناب۔ میں مارگریٹ کو کہہ دیتا ہوں جناب کہ وہ آپ سے رابطہ کرے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور نواب افتخار نے فون آف کر کے اسے واپس میز پر رکھا اور پھر اخبارات اٹھا کر اس کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نواب افتخار نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس۔ نواب افتخار بول رہا ہوں"...... نواب افتخار نے انتہائی

باوقار سے لہجے میں کہا۔

"مارگریٹ بول رہی ہوں نواب صاحب"...... دوسری طرف سے مارگریٹ کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم نے ارباز خان کو کیوں ہلاک کیا ہے"...... نواب افتخار نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا۔

"وہ سکرین پر آ رہا تھا نواب صاحب اور وہ آپ کے متعلق جانتا تھا اس لئے آپ کی شخصیت کو بچانے کے لئے مجھے یہ کارروائی کرنی پڑی"...... مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اگر تمہاری تجویز قبول کر لی جائے تو پھر کاروبار تو بالکل ختم ہو جائے گا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جناب کاروبار ختم نہیں ہو گا۔ میں نے متبادل مارکیٹیں نہ صرف تلاش کر لی ہیں بلکہ وہاں رابطے بھی کر لئے ہیں۔ کافرستان، بہادرستان، ناپال اور ایسے ہی دوسرے ملکوں کو مال سپلائی کیا جا سکتا ہے۔ پاکیشیا میں کاروبار بند کر دیا جائے تو یہ لوگ خود ہی ہٹ جائیں گے ورنہ یہ لوگ تو بھوت ہیں یہ فیکٹریوں تک پہنچ جائیں گے اور آپ تک بھی"...... مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر یہ لوگ تم تک پہنچ گئے تو پھر"...... نواب افتخار نے کہا۔

"مجھ تک تو یہ کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ میں نے اپنا

سیٹ اپ ہی ایسا رکھا ہوا کہ مجھ تک کوئی راستہ نہیں جاتا۔ آپ کے اور عبدالسلام صاحب کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ مادام ایم کون ہے"...... مارگریٹ نے جواب دیا۔

" تو کیا ان لوگوں کو روکنے کا اور کوئی حل نہیں ہے تمہارے پاس"...... نواب افتخار نے کہا۔

" ایک حل ہے کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن یہ حل اس انداز میں بروئے کار لایا جائے کہ پیشہ ور قاتلوں کی بجائے کسی غیر ملکی تنظیم کی خدمات حاصل کی جائیں اور خود ان سے علیحدہ رہا جائے"...... مارگریٹ نے کہا۔

" گڈ۔ یہ واقعی تم نے کام کی بات کی ہے۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسی تنظیم ہے جو یہ کام کر سکے"...... نواب افتخار نے کہا۔

" جی ہاں۔ ایکریمیا کی ایک خفیہ تنظیم ہے ٹروجن۔ اس تنظیم میں ایکریمیا کی سیکرٹ ایجنسیوں کے تربیت یافتہ افراد ہیں۔ ان کے چیف ایجنٹ کا نام بروشر ہے جو ایکریمین سیکرٹ سروس میں سپیشل ایجنٹ رہا ہے۔ یہ انتہائی منظم، باوسائل اور انتہائی تیز تنظیم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تنظیم عمران اور اس فورسٹارز گروپ کا یقینی طور پر اور فوری طور پر خاتمہ کر دے گی لیکن اسے خطیر معاوضہ دینا ہو گا"۔ مارگریٹ نے کہا۔

" معاوضے کی بات مت کرو۔ لیکن اس تنظیم کا رابطہ تم سے بھی نہیں ہونا چاہئے تاکہ اگر یہ عمران اور اس کا گروپ انہیں کسی طرح

کور بھی کر لے تب بھی وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں"...... نواب افتخار نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ درمیان میں ایک غیر متعلق پارٹی ڈال دی جائے گی جس کا کام ہی یہی ہے"...... مارگریٹ نے جواب دیا۔

" اوکے۔ یہ تمام بندوبست کر کے مجھے اطلاع دو تب تک مال باہر سپلائی کرتی رہو"...... نواب افتخار نے کہا اور فون آف کر کے اس نے فون پیس میز پر رکھا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے ایک بار پھر اخبار اٹھایا اور انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ جب اس نے تمام اخبارات دیکھ لئے تو اس نے فون پیس ایک بار پھر اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا نمبر دیں"...... نواب افتخار نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو نواب افتخار نے فون آف کر کے اسے دوبارہ آن کیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن سے بات کرائیں میں نواب افتخار احمد بول رہا ہوں"...... نواب افتخار نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ آن کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"عبدالرحمن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رسیور پر سر عبدالرحمن کی گونج دار اور باوقار آواز سنائی دی۔

"نواب افتخار احمد بول رہا ہوں عبدالرحمن"...... نواب افتخار نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ نواب صاحب آپ۔ فرمایئے آج اتنی صبح کیسے یاد کیا"۔ سر عبدالرحمن نے بھی اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"میں آج صبح ایکریمیا سے واپس آیا ہوں اور آتے ہی جب میں نے اخبارات پڑھے تو سارے ہی اخبارات تمہارے ڈیپارٹمنٹ کی تعریفوں سے بھرے ہوئے نظر آئے۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ ویسے تمہارا یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض تو واقعی انتہائی کام کا آدمی ہے۔ اس نے اس قدر مکروہ اور بھیانک جرم کا قلع قمع کر دیا ہے"...... نواب افتخار احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس مبارکباد کا بے حد شکریہ۔ تم نے درست کہا ہے کہ یہ واقعی انتہائی مکروہ اور بھیانک جرم ہے اور مجھے خوشی ہے کہ انٹیلی جنس نے اس کا قلع قمع کیا ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ویسے کیا یہ سارا سیٹ اپ ختم ہو گیا ہے یا ابھی کچھ باقی رہتا ہے"...... نواب افتخار احمد نے کہا۔

"ابھی تو صرف سپلائی اور سیل کا سیٹ اپ پکڑا گیا ہے۔ مینو فیکچرز، لیبارٹریاں اور اصل سرغنے تو ابھی ٹریس نہیں ہوسکے ویسے ان کے خلاف بھی کام ہو رہا ہے اور وہ بھی جلد ہی پکڑے جائیں

گے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اس سلسلے میں میرے کسی بھی تعاون کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔ میں ایک لمحے کے لئے بھی ایسے لوگوں کو برداشت نہیں کر سکتا جو بے گناہ مریضوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہوں۔ یہ لوگ انسان نہیں ہیں درندے ہیں"...... نواب افتخار نے کہا۔

"تمہارے جذبات قابل قدر ہیں۔ بہرحال شکریہ انٹیلی جنس اپنا کام کر رہی ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اوکے۔ کبھی آؤ بھابھی کے ساتھ"...... نواب افتخار نے کہا۔

"وعدہ نہیں کر سکتا البتہ کوشش کروں گا"...... سر عبدالرحمن نے پہلو بچاتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا بیٹا علی عمران کیا کر رہا ہے آج کل۔ اس کے بارے میں تو کبھی تم نے کچھ بتایا ہی نہیں"...... نواب افتخار نے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ بس بیکار اور آوارہ پھرتا رہتا ہے"...... سر عبدالرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنے ہی محکمہ میں لگا لو کسی پوسٹ پر"...... نواب افتخار نے کہا۔

"نہیں۔ یہ میرے اصول کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ کوئی کام کرتا ہی نہیں اور کرنا بھی نہیں چاہتا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ایک بار ایک محفل میں ایک صاحب اس کے بارے میں بتا

رہے تھے کہ وہ کوئی بہت بڑا ایجنٹ ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... نواب افتخار نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایجنٹ کیا ہونا ہے بس میرے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے۔ اس کے ساتھ کبھی کبھی کام کر لیتا ہے اور بس۔ باقی سب پروپیگنڈہ ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ خدا حافظ"...... نواب افتخار نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔

"کہیں یہ مارگریٹ خواہ مخواہ تو اسے خطرناک نہیں بنا بیٹھی جبکہ اس کا باپ کہہ رہا ہے کہ وہ آوارہ ہے"...... نواب افتخار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو جو بھی ہو ختم ہو جائے گا"...... نواب افتخار نے ایک بار پھر کہا اور تیزی سے مڑ کر عمارت کی اندرونی سمت کی طرف بڑھ گیا۔

شانگ کی مین میڈیسن مارکیٹ کافی بڑی مارکیٹ تھی اور وہاں ادویات کی خاصی بڑی بڑی دکانیں تھیں جن پر تھوک کا کاروبار ہو رہا تھا۔ چونکہ مارکیٹ کی سڑک خاصی تنگ تھی اس لئے عمران نے کار مارکیٹ کے آغاز میں ہی ایک خالی جگہ پر روک دی تھی۔ اس کے ساتھ صدیقی اور چوہان تھے۔ وہ دکانوں کے بورڈ دیکھتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ انہیں ایک کافی بڑی دکان پر رزاق میڈیسن ایجنسی کا بورڈ نظر آ گیا۔ دکان کافی بڑی تھی اور اس پر رش بھی کافی تھا۔ عمران دکان پر چڑھا۔

"جناب رزاق صاحب سے ملنا ہے"...... عمران نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو بیٹھا کیش میمو کاٹ رہا تھا۔

"وہ تو جناب بیمار ہیں۔ ان کی طبیعت خراب ہے وہ اپنی رہائش گاہ پر ہیں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو کیا آپ کی کمپنی کی کوئی دوا ایسی نہیں ہے جو آپ کی کمپنی کے مالک کو صحت یاب کر سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار مسکرا دیا۔

"جناب ادویات تو بہرحال ڈاکٹر کے نسخے پر ہی استعمال ہوتی ہیں"...... ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ ہم دارالحکومت سے آئے ہیں اور ہم نے ان سے ضروری ملاقات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"شالیمار کالونی کوٹھی نمبر گیارہ اے بلاک۔ اگر آپ کہیں تو میں یہیں فون پر آپ کی بات کرا دوں"...... ادھیڑ عمر نے کہا وہ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کی شخصیتوں سے مرعوب ہو کر سارے گاہکوں کو چھوڑ کر ان سے بات کر رہا تھا۔

"نہیں۔ ہم خود ہی مل لیں گے شکریہ"...... عمران نے کہا اور واپس دکان سے نیچے اتر آیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار شالیمار کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک کافی جدید اور بڑی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ کوٹھی کے ستون میں رزاق کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ چوہان دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگا تا کہ کال بیل بجا سکے۔

"انٹیلی جنس کا حوالہ دینا ورنہ وہ نہیں ملے گا"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کار سے نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا گیٹ کھلا اور ایک ملازم باہر آگیا۔

"رزاق صاحب سے کہو کہ دارالحکومت سے سنٹرل انٹیلی جنس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ان سے ملاقات کے لئے آئے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"جی اچھا۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ اندر آ جائیں"...... ملازم نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا واپس کار کی عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا اور عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور صدیقی نے کار آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض پورچ میں ایک جدید ماڈل کی نئی کار موجود تھی۔ صدیقی نے کار اس کے عقب میں روکی اور پھر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ ملازم بھی پھاٹک بند کر کے آ گیا اور وہ انہیں برآمدے کی سائیڈ میں موجود ڈرائنگ روم میں بٹھا کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سادہ لباس تھا لیکن اس کے چہرے کے نقوش بتا رہے تھے کہ وہ حد درجہ خود غرض، تیز اور مطلبی آدمی ہے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"میرا نام رزاق ہے جناب۔ میری طبیعت آج خراب تھی اس لئے میں دکان پر نہیں گیا"...... آنے والے نے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے کہا تو رزاق نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کیا اور پھر وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"جناب میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آرہی کہ انٹیلی جنس کو مجھ سے ملاقات کی کیا ضرورت پیش آگئی ہے جبکہ میں نے تو ہمیشہ صاف ستھرا اور قانونی کاروبار کیا ہے اور کبھی کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث نہیں ہوا"...... رزاق نے کہا۔

"آپ کے بارے میں انٹیلی جنس کے پاس کوئی شکایت نہیں ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ آپ سے ملاقات صرف چند معلومات کے حصول کے لئے کی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا تو رزاق کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... رزاق نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ پہلے چند باتیں ہو جائیں۔ احمد ملک صاحب جو اومیگا ٹریڈرز میں چیف سپروائزر ہیں آپ کے گہرے دوست ہیں"۔ عمران نے کہا تو رزاق بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ وہ میرے کلاس فیلو بھی رہے ہیں اور ان کے ساتھ میرے فیملی تعلقات ہیں۔ وہ میرے بے حد عزیز دوست بھی ہیں"۔ رزاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"احمد ملک صاحب نے خودکشی کر لی ہے کیا آپ کو علم ہے"۔ عمران نے کہا تو رزاق بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ احمد ملک نے خودکشی کر لی۔ کب۔ کیسے کیوں۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ ہی اخبارات میں

اس کا کوئی ذکر آیا ہے"...... رزاق نے کہا۔ ویسے اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے واقعی اس کا علم نہیں تھا کیونکہ اخبار میں اس کی خودکشی کی خبر عمران نے دانستہ رکوا دی تھی۔

"بہرحال ایسا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے ذاتی طور پر بے حد افسوس ہوا ہے وہ میرے لئے بھائیوں جیسا تھا"...... رزاق نے کہا۔

"آپ کو معلوم تھا کہ وہ جعلی ادویات کی سپلائی میں ملوث تھا"۔ عمران نے کہا تو رزاق ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"جعلی ادویات میں ملوث اور احمد ملک۔ اوہ نہیں۔ جناب آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے وہ ایسا آدمی نہیں تھا"۔ رزاق نے کہا۔

"جبکہ اس نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے اور اسی بناء پر تو اس نے خودکشی کی ہے تاکہ مزید کچھ نہ بتا سکے"...... عمران نے کہا۔

"اس نے خود اقرار کیا ہے۔ حیرت ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ یہ کیسے ممکن ہے آج تک تو اس نے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کی مجھ سے"...... رزاق نے کہا۔

"دیکھئے رزاق صاحب۔ آپ ایک معزز کاروباری آدمی ہیں۔ ہمیں آپ کی کاروباری ساکھ کا خیال ہے اگر آپ کو یہاں سے گرفتار کر کے انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا تو ساری دنیا یہی سمجھے گی کہ آپ بھی جعلی ادویات میں ملوث ہیں۔ اس طرح آپ کی کاروباری ساکھ اور کاروبار سب کچھ تباہ ہو جائے گا اس لئے آپ کے

حق میں بہتر ہے کہ آپ ہمیں خاموشی سے درست معلومات مہیا کر دیں۔ ہمیں حتمی طور پر یہ معلوم ہے کہ وہ آپ کا انتہائی گہرا دوست ہے اور اس کا کوئی راز آپ سے مخفی نہیں ہے"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"وہ واقعی میرا گہرا دوست تھا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مجھے آج تک اس نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ ایک دو بار اس نے جعلی ادویات کے سلسلے میں بات کی کہ میں بھی اس کا کاروبار کروں لیکن میں نے صاف انکار کر دیا اور وہ چونکہ میری فطرت کو جانتا تھا اس لئے اس نے پھر اصرار نہیں کیا البتہ میں آپ کو ایک لڑکی کے بارے میں بتا سکتا ہوں۔ اس لڑکی کا نام شائستا ہے اور شائستا شانگ سٹی کلب میں کام کرتی ہے اور اسی وجہ سے وہ مجھے کلب میں لے جایا کرتا تھا۔ کلب پہنچ کر شائستا اور وہ علیحدہ ایک سپیشل روم میں ملاقات کرتے تھے۔ میں نے جب اس سے اس بارنے میں بات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ شائستا سے اس کے صرف کاروباری تعلقات ہیں اور یہ تھی بھی حقیقت۔ میں نے کبھی اس کی آنکھوں میں شائستا کے لئے وہ چمک نہیں دیکھی جو مردوں کی آنکھوں میں عورتوں کے لئے ہوتی ہے اس لئے میں بھی خاموش رہا"...... رزاق نے کہا۔

"یہ شائستا کہاں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ کلب کی طرف سے دی ہوئی رہائش گاہ میں رہتی ہے۔ کلب کے عقب میں ایک چھوٹا سا رہائشی یونٹ ہے جہاں ملازمین رہتے

ہیں"...... رزاق نے کہا۔

"کیا وہاں فون نمبر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کبھی اس سلسلے میں معلوم ہی نہیں کیا"...... رزاق نے کہا۔

"تو اب معلوم کرو"...... عمران نے کہا تو رزاق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سامنے تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"شانگ سٹی کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"مس شائستا ڈیوٹی پر ہیں۔ میں رزاق بول رہا ہوں رزاق میڈیسن ایجنسی سے"...... رزاق نے کہا۔

"ان کی ڈیوٹی رات کو ہے۔ اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوں گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"رہائش گاہ کا فون نمبر دے دیں"...... رزاق نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"یہ مشترکہ نمبر ہے۔ شائستا کو اس نمبر پر بلا کر آپ سے بات کرا دی جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رزاق نے رسیور رکھ دیا۔

"اس نمبر پر فون کریں اور شائستا کو بلا کر اس سے پوچھیں کہ احمد ملک دارالحکومت سے واپس آیا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا تو

رزاق نے اثبات میں سرہلا دیا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں رزاق میڈیسن ایجنسی سے رزاق بول رہا ہوں۔ مس شائستہ سے بات کرائیں"....... رزاق نے کہا۔

"او کے۔ ہولڈ آن کریں میں بلواتا ہوں انہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو شائستہ بول رہی ہوں"۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ اور آواز سے وہ نوجوان لڑکی ہی لگتی تھی۔

"رزاق بول رہا ہوں مس شائستہ۔ احمد ملک دارالحکومت گیا ہوا ہے اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ کیا آپ کے پاس اس کے بارے میں کوئی اطلاع ہے۔ مجھے اس سے ضروری کام ہے"۔ رزاق نے کہا۔

"نہیں جناب۔ مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ہے وہ کسی کام کے لئے وہاں رک گئے ہوں گے"....... شائستہ نے جواب دیا۔

"او کے شکریہ"....... رزاق نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم دونوں جاؤ اور اس شائستہ کو یہیں لے آؤ"....... عمران نے صدیقی اور چوہان سے کہا اور وہ دونوں سرہلاتے ہوئے اٹھے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ رزاق خاموش بیٹھا رہا۔

"اب میں آپ کے لئے کچھ کھانے پینے کا بندوبست نہ کر لوں"۔

رزاق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ رزاق۔ شائستہ سے گفتگو کے بعد دیکھا جائے گا"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو رزاق دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

پھر تقریباً پون گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور صدیقی اور چوہان ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی سمیت اندر داخل ہوئے۔

"یہ سب کیا ہے مسٹر رزاق۔ یہ لوگ مجھے زبردستی لے آئے ہیں کہ رزاق صاحب کا حکم ہے"....... لڑکی نے اندر داخل ہوتے ہی احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ لڑکی۔ تمہیں رزاق نے نہیں ہم نے طلب کیا ہے۔ ہمارا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے۔ ہم چاہتے تو وہاں پہنچ کر بھی تم سے پوچھ گچھ کر سکتے تھے لیکن اس طرح تم اپنے ساتھیوں کی نظروں میں ہمیشہ کے لئے مشکوک ہو جاتی"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو شائستہ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس بار وہ خاموشی سے رزاق کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"انٹیلی جنس کا مجھ سے کیا تعلق۔ میں تو ایک عام سی لڑکی ہوں"۔ شائستہ نے کہا۔

"احمد ملک جعلی ادویات کی سپلائی میں ملوث تھا اور اس نے خودکشی کر لی ہے۔ خودکشی سے پہلے اس نے تمہارا نام بتایا ہے کہ تم اس سلسلے میں اس کے ساتھ کام کرتی رہی ہو۔ اب یہ تم نے بتانا ہے کہ تم کیا کام کرتی رہی ہو"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا

تو شائستہ بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مم۔ مم۔ میرا کیا تعلق جعلی ادویات سے"....... شائستہ نے رک رک کر کہا۔

"اس کی ایک آنکھ نکال دو"....... عمران نے صدیقی سے کہا تو صدیقی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور جارحانہ انداز میں بڑھنے لگا تو شائستہ بے اختیار خوف سے چیخ پڑی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ میں بتاتی ہوں۔ رک جاؤ مجھے مت مارو"۔ شائستہ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم جانتی ہو سب کچھ بتا دو ورنہ تمہارا یہ خوبصورت چہرہ ایک لمحے میں اس طرح بگاڑ دیا جائے گا کہ تمہارے چہرے پر کوئی تھوکنا بھی پسند نہیں کرے گا"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں بتاتی ہوں۔ میرا تعلق صرف احسن کے ساتھ ہے۔ احسن شاہ پور میں رہتا ہے وہ وہاں آتا ہے اور مجھے ایک بند لفافہ دیتا ہے اور ساتھ ہی رقم بھی۔ میں احمد ملک کو فون کر کے کہہ دیتی ہوں وہ کلب آجاتا ہے پھر ہم سپیشل روم میں چلے جاتے ہیں اور وہ لفافہ احمد ملک کو دے دیتی ہوں اور بس۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ سارا سلسلہ دواؤں کے بارے میں ہے لیکن مجھے کہا گیا ہے کہ میں بات کو اپنے سائے سے بھی چھپائے رکھوں ورنہ میں ہلاک کر دی جاؤں گی۔ احسن نے مجھے سختی سے منع کر دیا تھا کہ احمد ملک کو بھی اس کے

بارے میں کچھ نہ بتاؤں اور میں نے اس کے پوچھنے کے باوجود اسے بھی کبھی کچھ نہیں بتایا۔ مجھے معقول رقم مل جاتی ہے مجھے کیا ضرورت ہے کسی کو بتانے کی"....... شائستہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"احسن سے تمہاری واقفیت کیسے ہوئی"....... عمران نے پوچھا۔

"وہ میرا دور کا رشتہ دار ہے"....... شائستہ نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ اور قد و قامت"۔ عمران نے پوچھا تو شائستہ نے بتا دیا۔

"اس کی رہائش اور فون نمبر"....... عمران نے پوچھا۔

"شاہ پور میں اس کی ادویات کی دکان ہے۔ دکان تو چھوٹی سی ہے لیکن وہ رہتا بہت ٹھاٹ باٹ سے ہے۔ اس کی دکان شاہ پور کی مین مارکیٹ میں ہے۔ اس کا نام اس نے اپنے لڑکے آصف کے نام پر رکھا ہوا ہے۔ آصف میڈیکل سٹور"....... شائستہ نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اس بند لفافے میں کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ایک بار میں نے دیکھا تھا۔ اس میں پچاس ساٹھ کاغذات تھے جن پر کمپیوٹر سے ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ مجھے سمجھ نہ آئی البتہ میں نے ایک بار احسن سے پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ ادویات کی سمگلنگ کراتا ہے"....... شائستہ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شاہ پور کا فاصلہ یہاں سے کتنا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی ڈیڑھ سو کلو میٹر ہے۔ خاصا بڑا قصبہ ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی حکومت کا ایک بہت بڑا جنگل ہے جسے شاہ پور جنگل کہا جاتا ہے۔ اس کے اندر لکڑی کاٹنے والی بہت بڑی فیکٹری ہے۔ ویسے وہاں زیادہ تر کاروبار لکڑی کا ہی ہوتا ہے"۔ اس بار رزاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے رزاق صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ آپ خاموش رہیں گے اور شاستا تم بھی ورنہ دوسری صورت میں تمہارا انجام انتہائی عبرتناک بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی صدیقی اور چوہان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار رزاق کی کوٹھی سے نکل کر آگے بڑھی۔

"شاہ پور چلو"۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا

"رزاق تو شاید نہیں لیکن یہ شاستا ضرور اس احسن کو فون کر دے گی"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں وہ عام سی لڑکی ہے جس طرح وہ خوفزدہ ہوئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کی کوشش کرے گی"۔ عمران نے کہا اور پھر تقریباً دو گھنٹے کے طویل سفر کے بعد وہ شاہ پور قصبے کی حدود میں داخل ہو گئے۔ چھوٹا سا قصبہ تھا وہاں واقعی لکڑی کا ہی کاروبار ہو رہا تھا۔ ہر طرف لکڑی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اس جنگل میں فیکٹری ہو گی جعلی ادویات کی"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ سرکاری جنگل ہے اور پھر یہاں لوگوں کی ہر وقت آمدورفت رہتی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ یہاں البتہ جنگل کے قریب خفیہ سٹور ہو گا جہاں سے احسن مال شانگ پہنچاتا ہو گا اور شانگ سے احمد ملک اسے سپلائی کرتا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اب اس احسن سے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ کہاں کی جائے"۔ صدیقی نے کہا۔

"جنگل میں اور کہاں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ صدیقی نے مین مارکیٹ کے قریب کار روک دی اور پھر وہ سب کار سے نیچے اترے اور مارکیٹ میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ادویات کی ایک چھوٹی سی دکان نظر آ گئی جس پر آصف میڈیکل سٹور کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ دکان کے کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکا بیٹھا ہوا تھا جبکہ شاستا نے جو حلیہ احسن کا بتایا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ لڑکا ہی آصف ہو گا احسن کا لڑکا۔ عمران دکان پر چڑھا تو لڑکا چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"جی صاحب فرمائیے"...... لڑکے نے کہا۔

"آپ کا نام آصف ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ کون ہیں آپ سے پہلے تو کبھی ملاقات نہیں ہوئی"...... لڑکے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے والد احسن سے دارالحکومت میں اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے انہوں نے بتایا تھا کہ اس دکان پر تم بیٹھتے ہو۔ کہاں ہے

احسن "...... عمران نے جان بوجھ کر بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" وہ تو کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ ابھی آ جائیں گے آپ بیٹھیں "...... آصف نے جواب دیا۔

" نہیں۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے ہم یہاں لکڑی کے ایک سودے کے سلسلے میں آئے تھے۔ میرا نام پرنس ہے جب احسن آ جائے تو ہمارا سلام کہہ دینا ویسے ابھی ہم یہاں ہیں اگر واپسی کے وقت تک وہ آ گیا تو ملاقات ہو جائے گی "...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک قریبی ہوٹل میں جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے کھانا منگوایا اور کھانا کھانا شروع کر دیا۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے چائے پی اور پھر بل کے ساتھ ساتھ عمران نے ویٹر کو بھاری ٹپ دی تو ویٹر کے چہرے پر چمک سی آ گئی اور اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں جھک کر سلام کیا۔

" اور کوئی خدمت جناب "...... ویٹر نے کہا۔

" آصف میڈیکل سٹور کے مالک احسن کو جانتے ہو "...... عمران نے پوچھا۔

" جی ہمارے ہمسائے ہیں۔ ساتھ ہی تو ان کی دکان ہے "۔ ویٹر نے جواب دیا۔

" اس کی رہائش گاہ کہاں ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" یہاں سے آگے شمال کی طرف ایک سڑک جاتی ہے جو جنگل کی سائیڈ میں ایک کالونی تک پہنچتی ہے۔ اس کالونی میں سب سے

شاندار کوٹھی احسن کی ہی ہے "...... ویٹر نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی دوسرے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ویٹر سلام کر کے چلا گیا۔ وہ ہوٹل سے نکل کر ایک بار پھر دکان کی طرف گئے تو وہاں واقعی احسن موجود تھا لیکن اس کا لڑکا آصف موجود نہیں تھا۔ احسن اب کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر واقعی انتہائی قیمتی لباس تھا اور چہرے مہرے سے ہی وہ عیش و عشرت کا دلدادہ لگتا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اوپر چڑھا تو احسن نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

" میرا نام پرنس ہے تمہارے لڑکے آصف نے بتایا ہو گا تمہیں "...... عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ لیکن آپ کو تو میں نہیں جانتا "...... احسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شاہانہ نے ہمیں بھیجا ہے اور ایک خصوصی پیغام ہے احمد ملک کے بارے میں۔ کیا یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں کوئی دوسرا ہماری بات چیت نہ سن سکے "...... عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ عقبی طرف کمرہ ہے۔ آئیے "...... احسن نے کہا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئی تھیں۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ احسن کے ساتھ اس کمرے میں پہنچ گیا۔

"مسٹر احسن ہمارا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے"...... عمران نے کہا تو احسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"مم۔ مگر میرا انٹیلی جنس سے کیا تعلق"...... احسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"احمد ملک اور شائستہ کے حوالے کے باوجود بھی تم یہ بات کر رہے ہو۔ جعلی ادویات کے سلسلے میں تم ملوث ہوں اور یہ قومی جرم ہے سیہاں شاہ پور کے چوک پر تمہیں پھانسی پر لٹکایا جا سکتا ہے۔ تم شائستہ کے ذریعے احمد ملک تک جعلی ادویات کے بارے میں معلومات پہنچاتے ہو۔ میرا وعدہ کہ اگر تم سب کچھ بتا دو تو تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا کر بچایا جا سکتا ہے ورنہ دوسری صورت میں تمہارا حشر عبرتناک ہو سکتا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔

"مم۔ مگر میں تو بے قصور ہوں۔ مجھے تو لفافہ دیا جاتا تھا کہ میں احمد ملک تک پہنچا دوں اور بس"...... احسن نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے ٹھاٹ باٹ تمہاری اس چھوٹی سی دکان سے زیادہ ہیں اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کھل جاؤ ورنہ"۔ عمران کا لہجہ اور سرد ہو گیا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے تو گودام انچارج رانسن لفافہ دیتا ہے

جو میں شائستہ کو دیتا ہوں اور مجھے معقول معاوضہ مل جاتا ہے جس میں سے تھوڑا سا حصہ میں شائستہ کو دے دیتا ہوں۔ طویل عرصے سے یہ کام ہو رہا ہے اس لئے میں نے بہت کما لیا ہے"...... احسن نے کہا۔

"رانسن کون ہے اور کہاں گودام ہیں اور کہاں تمہیں لفافہ دیتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"گودام جنگل کے مغرب میں ایک پرانی عمارت میں ہیں۔ اس پر ادویات کے گوداموں کا بورڈ بھی لگا ہوا ہے۔ رانسن کمپنی کے نام سے۔ وہاں رانسن کا دفتر بھی ہے لیکن اب تو گودام خالی کر دیئے گئے ہیں اور رانسن بھی دارالحکومت چلا گیا ہے۔ سنا ہے کہ کاروبار وقتی طور پر بند کر دیا گیا ہے"...... احسن نے کہا۔

"رانسن کہاں مل سکے گا۔ اس کا فون نمبر، پتہ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم میں سچ کہہ رہا ہوں"...... احسن نے کہا تو عمران نے مشین پسٹل کی نال اس کی کنپٹی پر لگا دی۔

"صرف پانچ تک گنوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

"وہ۔ وہ مادم ایم کا آدمی ہے۔ فیکٹری سے مال یہاں لاتا ہے اور پھر یہاں سے شانگ مال چلا جاتا ہے اور شانگ سے دارالحکومت"۔ گنتی ابھی تین تک ہی پہنچی تھی کہ احسن نے کانپتے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"کون مادام ایم اور کہاں ہے فیکٹری۔ جلدی بتاؤ ورنہ اب صرف دو تک گنتی باقی رہ گئی ہے اس کے بعد تمہاری کھوپڑی لاکھوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو احسن کا جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا۔

"فیکٹری کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ یہ مادام ایم دارالحکومت میں رہتی ہے۔ وہ اکثر یہاں دورے پر آتی رہتی ہے۔ میں نے بھی کئی بار اس کی دعوت کی ہے۔ نوجوان اور خوبصورت عورت ہے۔ مجھے رانسن نے بتایا تھا کہ مادام اربوں کھربوں پتی ہے"...... احسن نے کہا۔

"دارالحکومت میں کہاں رہتی ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ البتہ وہ سرخ رنگ کی کار میں آتی ہے۔ اس کے عقبی شیشے پر راقٹ کارپوریشن کا سٹکر موجود تھا۔ ویسے اس کار کا نمبر بھی مجھے معلوم ہے"...... احسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیا۔

"اس کا حلیہ تفصیل سے بتا دو"...... عمران نے کہا تو احسن نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

"اب یہاں سے کاروبار ختم ہو چکا ہے"...... عمران نے مشین پسٹل ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ رانسن نے ہی بتایا تھا کہ کاروبار عارضی طور پر بند کر دیا

گیا ہے کیونکہ حالات ٹھیک نہیں ہیں"...... احسن نے کہا۔

"تم یہاں بھی جعلی ادویات فروخت کرتے ہو گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ چھوٹا سا قصبہ ہے یہاں یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ایک دو ڈاکٹر ہوتے ہیں اور غلط دوا سے مریض مر جائے تو ڈاکٹر کی شہرت خراب ہوتی ہے اس لئے وہ اسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کرتے۔ یہ کام تو بڑے شہروں میں ہوتا ہے"...... احسن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب یہ کان کھول کر سن لو کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو ہم دوبارہ بھی آ سکتے ہیں یا تمہیں پھر گرفتار کر کے وہاں ہیڈ کوارٹر بھی طلب کیا جا سکتا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ سچ بول دو"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے جناب سو فیصد سچ ہے"...... احسن نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا ورنہ پھر بھی نتیجہ یہی نکلے گا"۔ عمران نے کہا اور مشین پسٹل جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے نکل کر باہر دکان میں آ گیا اور پھر دکان سے اتر کر وہ تیزی سے چلتے ہوئے واپس اس طرف کو بڑھ گئے جدھر عمران کی کار موجود تھی۔

"کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے عمران صاحب"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ایک عورت مادام ایم کا پتہ چلا ہے"۔۔۔۔ "میرا خیال ہے کہ وہ اس سیٹ اپ کی سرغنہ ہے اگر وہ ہاتھ آ جائے تو پھر یہ مشن مکمل ہو جائے گا اور وہ دارالحکومت میں رہتی ہے۔ فی الحال اس کا حلیہ اور کار نمبر کا علم ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار میں بیٹھتے ہی عمران نے کار کا ڈش بورڈ کھولا اور اس کے اندر موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"۔۔۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ایک کار کا نمبر نوٹ کرو اور فوراً رجسٹریشن آفس سے معلوم کر کے مجھے ٹرانسمیٹر پر بتانا کہ یہ کار کس کے نام پر رجسٹرڈ ہے۔ اوور"۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی کار کا وہ نمبر بتا دیا جو اسے احسن نے بتایا تھا۔

"یس باس۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ایک بار پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹو نکل سٹار کالنگ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی اور چوہان دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ

عمران اس بار نعمانی کو کال کر رہا ہے۔

"یس نعمانی بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"نعمانی رافٹ کارپوریشن کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور میں ایک عورت کا حلیہ بتا رہا ہوں معلوم کرو کہ یہ عورت اس کمپنی میں کیا کام کرتی ہے اور اگر ایسی کوئی عورت ہو تو اسے اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ میں صدیقی اور چوہان کے ساتھ اس وقت شاہ پور سے بول رہا ہوں۔ ہمیں کار کے ذریعے دارالحکومت پہنچتے پہنچتے کافی وقت لگ جائے گا۔ میں چاہتا ہوں اس وقت تک یہ کام ہو جانا چاہیئے۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے حلیہ بتائیں۔ اوور"۔۔۔ نعمانی نے کہا تو عمران نے جواب میں وہ حلیہ بتا دیا جو احسن نے بتایا تھا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اس پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور اسے ڈیش بورڈ کے اندر رکھ دیا۔

"اب چلو صدیقی"۔۔۔۔ عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا جو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار سٹارٹ کی اور پھر اسے بیک کر کے اس نے واپس آگے بڑھا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد اچانک ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... بٹن آن ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"باس یہ کار رافٹ کارپوریشن کے نام رجسٹرڈ ہے اور رافٹ کارپوریشن کی جنرل مینجر مادام مارگریٹ کی تحویل میں ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ رافٹ کارپوریشن کیا کاروبار کرتی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ادویات کا۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ تم ایسا کرو کہ اس مادام مارگریٹ کو ٹریس کرو کہ اس وقت وہ کہاں ہے اور پھر فور سٹارز ہیڈ کوارٹر فون کر کے وہاں موجود نعمانی کو پیغام دو۔ میں نے ابھی اسے ٹرانسمیٹر پر کہا ہے کہ وہ اس مارگریٹ کو ٹریس کرے۔ میں اسے کہہ دیتا ہوں جب تم اسے کال کرو گے تو پھر وہ تمہارے ساتھ مل کر اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچائے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"میں خود یہ کام کر لوں گا باس۔ آپ نعمانی صاحب کو کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ تم نے اس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔ اوور"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا

اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ایک بار پھر نعمانی کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نعمانی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"نعمانی ٹائیگر نے اس عورت کا سراغ لگا لیا ہے۔ تم اپنے ہیڈ کوارٹر میں رہو وہ تمام تفصیلات معلوم کر کے تم سے فون پر وہیں رابطہ کرے گا پھر تم نے اس کے ساتھ مل کر اس عورت کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لے آنا ہے ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور"...... نعمانی نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

مارگریٹ اپنے خوبصورت آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مارگریٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... مارگریٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مادام ایکریمیا کے رائل سیلوٹ کلب کے مینجر سے بات کریں".... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس۔ بات کراؤ"..... مارگریٹ نے چونک کر کہا۔

"ہیلو بروشر بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارگریٹ بول رہی ہوں بروشر۔ تمہارے لئے یہاں ایک کام میں نے نکالا ہے۔ معاوضہ نہ صرف تمہارے معیار کا ہوگا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور نقد اور ایڈوانس ملے گا لیکن کام فوری اور انتہائی

نوعیت کا ہے"..... مارگریٹ نے کہا۔

"پاکیشیا میں ٹروجن کے لئے کیا کام ہو سکتا ہے مارگریٹ"۔ بروشر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم کام سن کر حیران ہو جاؤ گے صرف ایک عام سے گروپ کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے"..... مارگریٹ نے کہا۔

"کھل کر بات کرو مارگریٹ۔ کس قسم کا گروپ ہے۔ کیا کام کرتا ہے اس کے بارے میں کیا تفصیل ہے"..... بروشر نے کہا۔

"کیا تم کام کرنے پر آمادہ ہو"..... مارگریٹ نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تو کام ہی یہی ہے مارگریٹ لیکن ہم اپنے معیار کا کام کرتے ہیں۔ اب تم کسی جرائم پیشہ عام سے گروہ کی بات کرو تو یہ ہم یہ کام نہیں کر سکتے"..... بروشر نے کہا۔

"ایک سرکاری گروپ ہے جسے فور سٹارز کہا جاتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تحت کام کرتا ہے اس کے لیڈر کا نام صدیقی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ سیدھا سادھا اور [illegible] ہے ان سے اسے ٹریس کر کے ختم کرنا ہے"..... مارگریٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم نے اچھا کیا کہ مجھے تفصیل بتا دی لیکن تمہارا ان سے کیا تعلق ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے تم تو ادویات کے بزنس سے متعلق ہو جبکہ ادویات کے بزنس سے سیکرٹ سروس یا اس کے تحت کام کرنے والے گروپ کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا"..... بروشر

کہا۔

"میرا تعلق سپیشل ادویات سے ہے۔ لوگ انہیں جعلی ادویات بھی کہتے ہیں لیکن ہم اسے سپیشل ادویات کہتے ہیں اور یہ گروپ ان دنوں یہاں سپیشل ادویات کے خلاف کام کر رہا ہے اور اس نے ہمیں بے پناہ نقصان پہنچایا ہے بلکہ ایک لحاظ سے ہمارا کاروبار ہی بند کر دیا ہے۔ اس سے ہمیں اربوں کھربوں کا نقصان ہو رہا ہے اس لئے جب تک یہ گروپ ختم نہیں ہو گا اس وقت تک ہم کاروبار کا دوبارہ کھل کر آغاز نہیں کر سکتے"...... مارگریٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس عمران کو تمہارے متعلق معلوم ہے کہ تم اس بزنس سے متعلق ہو"...... بروشر نے کہا۔

"نہیں۔ میرے متعلق کسی کو علم نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیوں"...... مارگریٹ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر سنو مارگریٹ۔ تم اپنا یہ دھندہ بالکل ختم کر دو یا اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ تم علی عمران کو نہیں جانتیں جبکہ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ تو خود موت کا فرشتہ ہے۔ اسے سوائے قدرت کے اور کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ ایکریمیا، گریٹ لینڈ، روسیا اور دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیاں، بڑی بڑی مجرم تنظیمیں سب اس کا نام سن کر اس طرح خوفزدہ ہو جاتی ہیں جیسے انہیں موت کا فرشتہ نظر آ گیا ہو۔ وہ اگر کسی بھی حیثیت سے تمہارے اس سپیشل ادویات کے دھندے کے

خلاف کام کر رہا ہے تو پھر اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ ہر صورت میں تم تک پہنچ جائے گا"...... دوسری طرف سے بروشر نے کہا تو مارگریٹ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم نے تو الٹا اس کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے بروشر۔ آخر وہ انسان ہے اور انسان تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ کیا اس کے جسم میں گولی داخل نہیں ہو سکتی"...... مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ حقیقتاً انسان نہیں ہے اگر انسان ہوتا تو اب تک ایک کروڑ بار مر چکا ہوتا۔ وہ کیا ہے یہ مجھے بھی نہیں معلوم اور میں نے تمہیں انتہائی مخلصانہ مشورہ دیا ہے ورنہ مجھے تو بہرحال معاوضے سے غرض ہوتی ہے لیکن ویری سوری میں اس کے مقابل آ کر نہ ہی خود مرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی ٹروجن کا خاتمہ کرانا چاہتا ہوں۔ ویری سوری"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ ایک آدمی اور اس سے اس قدر خوف۔ نانسنس۔ میں کوئی اور بندوبست کرتی ہوں"...... مارگریٹ نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور مارگریٹ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے دو آدمی اندر داخل ہو رہے تھے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم"...... مارگریٹ نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ ایک آدمی نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گردن پکڑ کر اسے اپنی طرف گھسیٹ لیا تھا اور اس کا جسم گھسٹتا ہوا میز کے اوپر سے نیچے آگرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی سی چھا گئی۔ پھر جیسے ہی اس کے ذہن میں روشنی پیدا ہوئی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف کسمسا کر رہ گیا۔ وہ کرسی پر رسی سے بندھی بیٹھی تھی۔ ایک عام سا کمرہ تھا۔ سامنے تین چار کرسیاں موجود تھیں اور وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جو بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ ان دو میں سے ایک آدمی تھا جو اس کے آفس کے کمرے میں اچانک داخل ہوا تھا اور اس نے اس کی گردن پکڑ کر اسے گھسیٹا تھا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئی تھی لیکن اس وقت وہ آدمی بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"تک۔ تک۔ کون ہو تم اور میں کہاں ہوں" مارگریٹ نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم دوستوں میں ہو مارگریٹ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے" اس آدمی نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے میرے آفس سے کیوں لایا گیا ہے یہاں۔ اور کیوں باندھا گیا ہے" مارگریٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بعض اوقات دوستی کے باوجود ایسے اقدامات کرنے پڑتے ہیں" اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسی دوستی ہے۔ میں تو تمہیں جانتی نہیں۔ کون ہو تم۔ کیا نام ہے تمہارا" مارگریٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا نام نعمانی ہے اور میرا تعلق حکومت کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے مارگریٹ عرف مادام ایم۔ ابھی ہمارے چیف آ جائیں گے پھر تم سے بات چیت ہو گی اگر تم نے تعاون کیا تو ہم تمہارے دوست ہوں گے ورنہ دشمن" نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے ہارن کی آواز سنائی دی۔

"اوہ عمران صاحب ہوں گے" نعمانی نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"عمران۔ اوہ تو انہوں نے نہ صرف مجھے ٹریس کر لیا ہے بلکہ وہ مجھے میرے آفس سے اٹھا کر یہاں لے آئے ہیں۔ اب کیا کیا جائے" مارگریٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔

ختم شد

عمران سیریز
مکروہ جرم
مظہر کلیم
ایم اے

آپ عمران کو منع کر دیں کہ وہ ایسا نہ کیا کرے"۔

محترمہ عائشہ صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ جب عمران جولیا کا مذاق نہیں اڑاتا بلکہ اس سے سنجیدگی سے بات کرتا ہے تو جولیا الٹا پریشان ہو جاتی ہے۔ اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ آپ کیا چاہتی ہیں اور جولیا عمران سے کیا چاہتی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

کار جیسے ہی فورسٹارز کے ہیڈ کوارٹر کے پورچ میں رکی تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت نیچے اتر آیا۔ نعمانی وہاں موجود تھا۔

"کیا ہوا اس مارگریٹ کا"...... عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وہ اندر موجود ہے اور ہوش میں ہے۔ میں ٹائیگر سمیت اسے اس کے آفس سے جا کر اٹھا لایا تھا۔ میں نے اسے ہوش بھی دلایا ہے تاکہ مزید وقت ضائع نہ ہو"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ واپس چلا گیا تھا اس کا کہنا ہے کہ اگر باس چاہیں تو اسے کال کر سکتے ہیں اس نے اپنے کسی ضروری کام جانا تھا"...... نعمانی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی کرسی

پر رسیوں سے بندھی ہوئی بیٹھی تھی۔ لڑکی کے چہرے پر پریشانی کے
تاثرات نمایاں تھے۔

"تو یہ ہے مادام ایم عرف مارگریٹ"...... عمران نے کہا اور اس
کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ سب کیا ہے۔ مجھے کیوں اس انداز میں یہاں لایا گیا ہے اور
کیوں باندھا گیا ہے۔ آپ لوگ کون ہیں"...... مارگریٹ نے کہا۔

"تم شاہ پور جاتی رہتی ہو اور وہاں تمہارا خاص آدمی رانسن ہے جو
وہاں جعلی ادویات کے سٹور کا انچارج ہے۔ رانسن مال کی سپلائی کے
لئے وہاں کے ایک مقامی آدمی احسن سے رابطہ کرتا ہے اور احسن
شانگ سٹی کلب میں کام کرنے والی عورت شائستا سے رابطہ کرتا ہے
اور پھر شائستا کے ذریعے سپلائی آرڈر وغیرہ اومیگا ٹریڈرز کے چیف
سپروائزر احمد ملک تک پہنچتے ہیں اس طرح جعلی ادویات بھی اصل
ادویات کے ساتھ دارالحکومت اور اس کے نواح میں سپلائی ہوتی
رہتی ہیں۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"...... عمران نے اس بار
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب غلط ہے۔ میں تو شاہ پور کا نام ہی تمہارے منہ سے سن
رہی ہوں اور شانگ بھی شاید ایک دو بار گئی ہوں گی اور میرا جعلی
ادویات سے کسی طرح کا بھی تعلق نہیں ہے"...... مارگریٹ نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تم سے سچ باقاعدہ اگلوایا

جائے۔ میرا تو خیال تھا کہ تم نرم و نازک سی عورت ہو اس لئے تم
پر تشدد نہ کیا جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم لوگ کون ہو۔ کیا تمہارا تعلق حکومت سے ہے"۔
مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں یونہی سمجھ لو"...... عمران نے کہا۔

"لیکن حکومت کے آدمی تو کسی پر تشدد نہیں کر سکتے۔ یہ تو غیر
قانونی ہے"...... مارگریٹ نے کہا۔

"اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو کیا یہ قانونی ہے۔ کیا تم نے کبھی
سوچا ہے کہ تمہاری ان جعلی ادویات سے اب تک لاکھوں بے گناہ
لوگ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہوں گے۔ تم لوگ
انسان نہیں ہو بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہو۔ کیا دولت کمانے کے
لئے کوئی اور ذریعہ نہیں رہا کہ تم اس طرح بے گناہ مریضوں کے
خون سے ہاتھ رنگتے ہو۔ تم قومی مجرم ہو۔ تم قانون کی بات کر رہی
ہو۔ تمہارے جسم کا تو اگر ایک ایک ریشہ ادھیڑ دیا جائے تب بھی
ایک بے گناہ کی موت کا بدلہ نہیں لیا جا سکتا"...... عمران نے یکلخت
انتہائی تلخ اور جذباتی لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت سرخ پڑ گیا تھا۔
صدیقی اور دوسرے ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے کیونکہ
عمران جیسے شخص کو انہوں نے کبھی اس انداز میں جذباتی ہوتے
نہیں دیکھا تھا۔

"میں ایسا کوئی کام نہیں کرتی۔ اگر کرتی ہوتی تو اتنی آسانی سے

تمہارے آدمی مجھے یہاں اٹھا کر نہ لے آتے۔ تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے میں تو خود ایسے کام کرنے والوں سے شدید نفرت کرتی ہوں"۔ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ تم کیا کرتی ہو اور کیا نہیں۔ صدیقی تیزاب کی بوتل لے آؤ اور اس مارگریٹ کے پیروں پر ڈالو اور پھر اسی طرح نیچے سے اوپر تک ڈالتے چلے جاؤ"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور صدیقی نے چوہان کو اشارہ کیا تو چوہان اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تم بغیر کسی تفتیش کے کیوں ایسا کام کر رہے ہو۔ تم ابھی بے گناہ لوگوں کے حق میں تقریر کر رہے تھے اور اب خود ایک بے گناہ عورت پر ایسا ہولناک تشدد کرنا چاہتے ہو"...... مارگریٹ نے کہا۔

"ابھی تمہاری بے گناہی سامنے آجائے گی"..... عمران نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد چوہان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں تیزاب سے بھری ایک بوتل موجود تھی۔

"اس کے پیروں پر ڈال دو۔ خیال رکھنا صرف پیروں پر پڑے"۔ عمران نے کہا تو چوہان نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور مارگریٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"ایک منٹ۔ نجانے کیا بات ہے مجھے اس عورت پر رحم آرہا ہے۔ لگتا ہے یہ کسی کی صرف آلہ کار ہے اس لئے میں اسے آخری چانس دینا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو تھوڑا سا تیزاب اس کے سامنے

فرش پر ڈال دو تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ یہ واقعی تیزاب ہے"۔ عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تیزاب فرش پر ڈال دیا اور تیزاب میں سے دھواں سا اٹھنے لگا۔

"اب بولو مارگریٹ۔ بتاتی ہو یا نہیں"...... عمران نے مارگریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ مجھے کچھ معلوم ہو گا تو بتاؤں گی"..... مارگریٹ نے جواب دیا وہ واقعی انتہائی فولادی اعصاب کی مالک تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات تک نہ ابھرے تھے۔

"اوکے۔ اس کے پیر پر ڈال دو تیزاب"۔ عمران نے کہا تو چوہان نے بوتل سے تھوڑا سا تیزاب مارگریٹ کے پیر پر ڈال دیا دوسرے لمحے کھال جلنے کی بو کمرے میں پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی مارگریٹ کے حلق سے انتہائی کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ بندھے ہونے کے باوجود پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپنے لگی تھی۔

"اب میں صرف پانچ تک گنوں گا مارگریٹ اگر تم نے زبان نہ کھولی تو پھر پوری بوتل تمہارے چہرے پر انڈیل دی جائے گی اور تمہارا وہ حشر ہو گا کہ تم نہ مر سکو گی اور نہ جی سکو گی"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی جبکہ چوہان ہاتھ میں بوتل پکڑے اس کے سامنے اس طرح کھڑا تھا کہ جیسے ہی عمران پانچ تک پہنچے وہ بوتل میں موجود تیزاب مارگریٹ کے چہرے پر اچھال دے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ میں بتا دیتی ہوں۔ مجھے گولی مار دو لیکن میں اب مزید یہ عذاب نہیں بھگت سکتی"۔ مارگریٹ نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے گنتی روک لی۔

"بولو اگر تمہاری زبان رکی تو میں گنتی شروع کر دوں گا"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"تم یقین کرو میں جو کچھ جانتی ہو سب کچھ بتا دوں گی۔ یہ میری فطرت ہے کہ میں جو نہ بتانا چاہوں وہ کسی صورت نہیں بتاتی لیکن جب میں بتانے کا فیصلہ کر لوں تو پھر سب کچھ بتا دیتی ہوں۔ لیکن پہلے میرے پیر پر کوئی دوا ڈالو میری جان نکلی جا رہی ہے"۔ مارگریٹ نے کراہتے ہوئے اور انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"صدیقی فرسٹ ایڈ باکس لا کر اس میں سے سپیشل سپرے کر دو اس کے پیر پر"...... عمران نے کہا تو صدیقی اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ چوہان نے ہاتھ پیچھے ہٹایا اور بوتل پر ڈھکن لگا دیا۔ مارگریٹ مسلسل کراہ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی بڑا سا میڈیکل باکس اٹھائے واپس آیا۔ اس نے میڈیکل باکس کو مارگریٹ کی کرسی کے پاس رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک بوتل نکالی جس کے منہ پر سپرے پمپ لگا ہوا تھا۔ اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور مارگریٹ کے پیر کے جلے ہوئے حصے پر سپرے کرنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ سپرے کرتا جا رہا تھا مارگریٹ کے چہرے پر موجود شدید ترین تکلیف کے تاثرات کم ہوتے جا رہے تھے اور جب

صدیقی نے سپرے پمپ کو بند کر کے واپس میڈیکل باکس میں ڈالا تو مارگریٹ کی حالت خاصی سنبھل چکی تھی۔

"مجھے پانی پلاؤ میں نے اپنی زندگی میں اس قدر تکلیف کبھی برداشت نہیں کی"...... مارگریٹ نے کہا تو عمران کے اشارے پر چوہان نے ایک الماری سے پانی کی بوتل نکالی اور اسے کھول کر بوتل اس نے مارگریٹ کے منہ سے لگا دی۔ آدھی سے زیادہ بوتل جب اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے ایک طرف رکھ دیا۔ تیزاب کی بوتل وہ پہلے ہی فرش پر رکھ چکا تھا۔ اب مارگریٹ کی حالت بالکل نارمل ہو چکی تھی لیکن چہرے پر پسینے کے تاثرات ویسے ہی موجود تھے۔

"اوہ انتہائی ہولناک ترین عذاب تھا۔ بہرحال اب تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... مارگریٹ نے کہا۔

"مجھے جعلی ادویات بنانے والی فیکٹریوں کے بارے میں تفصیلات چاہئیں اور اس کا اصل سرغنہ چاہئے"...... عمران نے کہا تو مارگریٹ نے ایک طویل سانس لیا۔

"فیکٹریاں نہیں فیکٹری کہو۔ صرف ایک ہی فیکٹری ہے اور یہ فیکٹری شاہ پور سے شمال مشرق کی طرف ایک شہر صدر پور میں واقع ہے۔ وہاں وسیع رقبے میں ادویات بنانے کی فیکٹری ہے جس کا نام نیشنل فیکٹری ہے۔ یہ فیکٹری اصل ادویات تیار کرتی ہے لیکن اس کے نیچے ایک اور فیکٹری ہے جس میں جعلی ادویات تیار ہوتی ہیں اور

اس کی اصل سرغنہ میں خود ہوں۔ یہ نیشنل فیکٹری بھی میری ہے اور جعلی ادویات کی بھی"۔۔۔ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"کتنے آدمی کام کرتے ہیں جعلی ادویات کی فیکٹری میں"۔ عمران نے پوچھا۔

"پانچ سو ۔ قریب۔ انہیں ڈبل معاوضہ دیا جاتا ہے۔ وہاں انتہائی اعلیٰ ترین مشینری نصب ہے"۔۔ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"لیکن کیوں کیا تم اس مشینری سے اصل ادویات تیار نہیں کر سکتی تھیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لالچ انسان سے سب کچھ کراتا ہے۔ اصل ادویات میں منافع کا اوسط بے حد کم ہوتا ہے۔ حکومت کے بے شمار ٹیکس بھی ہیں اور ڈیوٹیاں بھی خام مال کی امپورٹ پر بھی ڈیوٹیاں ہیں جبکہ جعلی مال میں کوئی ڈیوٹی کوئی ٹیکس نہیں پھر بچت اتنی ہے کہ بتائی نہیں جا سکتی اس لئے ہم یہ دھندہ کرتے ہیں"۔ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"کب سے یہ کام ہو رہا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"گذشتہ بارہ سالوں سے۔ پہلے ہم جعلی ادویات بناتے تھے پھر ہم نے نقلی بنانا شروع کر دیں"۔۔۔ مارگریٹ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"نقلی اور جعلی میں کیا فرق ہے"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا تو مارگریٹ بے اختیار مسکرا دی۔

"بڑا فرق ہے۔ میں مثال دیتی ہوں۔ ایک انجکشن جس کی قیمت

پچاس روپے ہے باقاعدہ حکومت سے پاس شدہ ہوتا ہے اس پر ہر سطح پر ٹیکس ہوتے ہیں۔ بناتے وقت بھی اور فروخت کرتے وقت بھی۔ ان پچاس روپوں میں سے ڈسٹری بیوٹرز، سب ڈسٹری بیوٹرز، باربرداری، ٹیکس، پبلسٹی، دوسری کمپنیوں سے مقابلہ بازی، ڈاکٹروں کے لئے نمونہ جات اور کمیشن اور سرکاری لیبارٹریوں کی چیکنگ، رشوت وغیرہ سب کچھ ہمیں دینا ہوتا ہے اس لئے ہمیں ان پچاس روپے میں سے صرف چند پیسے ملتے ہیں لیکن اگر ہم یہی دوا صحیح انداز میں بنا دیں لیکن کمپنی کا نام غلط لکھ دیں مثلاً نیشنل کی بجائے میشنل ایف کی بجائے ایم تو سوائے ڈسٹری بیوٹر اور دکانداروں کے منافع کے باقی سب کچھ بچ جاتا ہے۔ اسے جعلی دوا کہتے ہیں اور اگر اندر دوا کی بجائے رنگدار پانی بھر دیا جائے تو ہمیں پچاس میں سے چالیس روپے بچ جائیں گے اور اس ادویات کو ہم نقلی ادویات کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں نقلی ادویات میں دوا سرے سے نہیں ہوتی جبکہ جعلی میں دوا تو ہوتی ہے لیکن حکومت کا ٹیکس اور اصل کمپنی کی مختلف پبلسٹی وغیرہ ہمیں بچ جاتی ہے"۔۔۔۔۔ مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس فیکٹری میں نقلی ادویات بنتی ہیں یا جعلی"۔ عمران نے کہا۔

"پہلے جعلی ادویات بناتے تھے اب نقلی بنتی ہیں"۔ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"تمہارے شریک کاروبار کون کون لوگ ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے

پوچھا کیونکہ یہ بات اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی کہ اکیلی مارگریٹ اتنا بڑا سیٹ اپ قائم کر سکتی ہے۔

"ان نقلی ادویات کا دھندہ تو میرا اپنا ہے جبکہ اصل ادویات کے کاروبار میں میرے ساتھ دوسرے لوگ شریک ہیں۔ باقاعدہ لمیٹڈ کمپنی ہے"...... مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت اور اس کے گرد و نواح کے علاوہ اور کون سے شہروں میں تم مال سپلائی کرتی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہر بڑے شہر میں مال جاتا ہے"...... مارگریٹ نے جواب دیا۔

"اس کی تفصیل"...... عمران نے کہا۔

"تفصیل میرے آفس کے ایک خفیہ سیف میں موجود فائلوں میں موجود ہے"...... مارگریٹ نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"صدیقی۔ تفصیل معلوم کرو باقی کام سوپر فیاض کرے گا"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مشن مکمل ہو گیا"...... صدیقی نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"جب تفصیل مل جائے تو اسے گولی مار دینا"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل آیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آج کل تو سوپر فیاض سے آپ کو لمبی رقمیں مل رہی ہوں گی"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"تمہیں کیسے اندازہ ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے جعلی ادویات کے سلسلے میں اتنے بڑے سیٹ اپ پر آپ نے سارا کام کر کے سوپر فیاض کے حوالے کر دیا ہے۔ فیکٹریاں تک پکڑی گئیں تو سوپر فیاض آخر فیاض ہی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

" تم یقین کرو اس سلسلے میں اس سے ایک پیسہ بھی وصول نہیں کیا دراصل یہ جرم اس قدر بھیانک اور مکروہ ہے کہ سوچ کر ہی میری روح کانپ جاتی ہے۔ تم سوچو کے تمہارا باپ تمہارا بھائی تمہارا بیٹا موت سے لڑ رہا ہو اور ڈاکٹر جان بچانے کے لئے اس کا علاج کر رہا ہو اور اصل دوا کی بجائے رنگدار پانی یا ایسی ہی کوئی اور چیز اسے انجیکٹ کر دی جائے تو نتیجہ یہ کہ وہ لامحالہ مرجائے گا اور مارنے والے کو کیا ملا۔ صرف چند روپے۔ اس کے باوجود کھلے عام لوگ یہ دھندہ کر رہے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو چاہے دکاندار ہو چاہے ڈسٹری بیوٹر۔ چاہے کوئی اور کیا انہیں اپنی موت یاد نہیں ہے ان کی اپنی اولاد بھی تو انہی جعلی ادویات کی وجہ سے ہلاک ہو سکتی ہے پھر حکومت کے لوگ جو سب کچھ جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے لیکن وہ بھی چند روپوں کی خاطر ایسے خوفناک قاتلوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ بلیک زیرو انسان دولت کی خاطر اس انتہا تک بھی جا سکتا ہے۔ مجھے اس کا تصور ہی نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کیس کے سلسلے میں سوپر فیاض سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا۔ ورنہ شاید میں خود بھی بلاواسطہ طور پر اس میں ملوث سمجھا جا سکتا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" لیکن آپ نے وہ رقم بھی تو بہرحال عطیہ کر دینی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں لیکن اس کے باوجود میرے ضمیر نے اتنا بھی گوارہ نہ

کیا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اس کی مستقل روک تھام کرنی چاہئے۔ ایک گینگ آپ نے پکڑ لیا۔ دوسرا یہ کام شروع کر دے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" مستقل علاج کیا کریں قانون تو موجود ہے۔ قانون پر عمل در آمد کرنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔ اس کے باوجود یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اب کیا کیا جائے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مجھے تو حیرت ہے کہ ایک عورت اتنے بڑے سیٹ اپ چلا رہی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں مجھے خود یقین نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے لوگ درپردہ ہوں۔ بہرحال میں نے ارباب کو کہہ دیا ہے کہ اپنے مخبروں کو مستقل ہدایات دے دے کہ وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں۔ اگر کوئی کیس ان کی نظروں میں آئے تو مجھے اطلاع دی جائے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ جبکہ بلیک زیرو اٹھ کر ملحقہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید عمران کے لئے کافی یا چائے بنانے گیا تھا۔

" ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" جولیا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"سر کیپٹن شکیل نے ایک اہم اطلاع دی ہے کہ گریٹ لینڈ کا میکاکے یہاں دارالحکومت میں موجود ہے۔ میکاکے جو گریٹ لینڈ کا اسپیشل ایجنٹ ہے۔ کیپٹن شکیل نے اسے ہوٹل لارڈ میں دیکھا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس کی نگرانی کراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے کسی ذاتی کام سے آیا ہو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب اگر یہاں موجود ہوں تو بات کرائیں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے سلیمان کیوں کال کی ہے"...... عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔ کیونکہ سلیمان بغیر اشد ضرورت کے کال نہ کرتا تھا۔

"صاحب ٹائیگر کی کال آئی ہے اس کا کہنا ہے کہ آپ جہاں بھی موجود ہوں اس سے فوری طور پر ٹیلی فون پر بات کریں وہ آپ کو کوئی اہم ترین اطلاع دینا چاہتا ہے۔ لیکن یہ بات وہ ٹرانسمیٹر پر نہیں کرنا چاہتا۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ہوٹل لارڈ کے مینجر کے کمرے میں موجود ہو گا وہاں اس سے بات ہو سکتی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں کر لیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور

کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے ہوٹل لارڈ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے بلیک زیرو کافی کی پیالیاں اٹھائے واپس آیا اور اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور پھر گھوم کر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لارڈ ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ کے ہوٹل کے مینجر کے پاس میرے دوست ٹائیگر موجود ہیں۔ ان سے میری بات کرائیں میرا نام علی عمران ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ ٹائیگر کے اس انداز میں کال کا مطلب تھا کہ کوئی انتہائی اہم بات ہو گئی ہے۔

"ہیلو میں ٹائیگر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کے بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے کیوں کال کی تھی فلیٹ پر"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں ایک نمبر آپ کو دے رہا ہوں اس پر مجھے دس منٹ بعد کال کریں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور ایک نمبر بتا دیا اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے شاید مینجر کی وجہ سے اسے پاس نہ کہا تھا اور علیحدہ نمبر دیا تھا۔ عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا بات ہو گئی ہے یہ ٹائیگر اس قدر پراسرار کیوں بن رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کوئی اہم بات ہو گی"...... عمران نے مختصر جواب دیا اور کافی سپ کرنے لگا۔ پھر دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور ٹائیگر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔

"ہیلو"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اب بتاؤ کیا بات ہے کیوں تم نے اس قدر سسپنس پھیلا رکھا ہے"...... عمران کا لہجہ قدرے تلخ تھا۔

"باس مجھے حتمی اطلاع ملی ہے کہ آپ کو اور فورسٹارز کو ہلاک کرنے کے لئے جعلی ادویات بنانے والوں نے گریٹ لینڈ کی ایک خصوصی سرکاری تنظیم ٹرانس کراس کو ٹارگٹ دیا ہے اور ٹرانس کراس کے سپیشل ایجنٹوں کا گروہ اس کارروائی کے لئے یہاں پہنچ چکا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ گروپ جس کا چیف ایجنٹ میکاکے ہے۔ وہ آپ سے بھی اور فورسٹارز سے بھی اچھی طرح واقف ہے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا اس میں اتنا پراسرار بننے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسے کام تو ہوتے رہتے ہیں۔ یہ میکاکے یا اس کا گروپ کیا ہوا میں تو گولیاں نہیں چلائے گا۔ پہلے ہمیں تلاش کرے گا پھر کام کرے گا۔ بہرحال تمہیں کس ذریعے سے یہ اطلاع ملی ہے اور کس نے انہیں بک کیا ہے وہ تو سرکاری تنظیم ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس یہاں ایک پرائیویٹ خفیہ کلب ہے جسے پرائم کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا مالک اور منیجر گریٹ لینڈ کا ایک باشندہ فلپ ہے۔

اس فلپ نے بکنگ کی ہے۔ مجھے اس کی اطلاع فلپ کے نائب نے دی۔ اس نے بتایا ہے کہ پہلے فلپ نے اس کام کے لئے میرا نام تجویز کیا لیکن بک کرنے والے نے کہا کہ اسے معلوم ہے کہ میں آپ کا ساتھی ہوں۔ اس پر اس نے میکاکے کو بک کرنے کا کہا اور اسے اس قدر رقم آفر کی گئی کہ وہ پرائیویٹ طور پر اپنے ساتھیوں سمیت ایک خصوصی چارٹرڈ جیٹ طیارے کے ذریعے یہاں پہنچا ہے اور جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ بھی اس فلپ کے نائب نے بتایا ہے۔ میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے اس فلپ کو گھیرنے کی کوشش کی تاکہ اس سے بکنگ کرنے والے کے بارے میں معلوم کر سکوں لیکن فلپ کافرستان جا چکا ہے۔ شاید وہ جان بوجھ کر نکل گیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم نے میکاکے کو دیکھا ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ ہوٹل لارڈ کا منیجر کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل لارڈ کا منیجر رحمت اللہ ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے پہلے اطلاع مل چکی ہے کہ میکاکے کو ہوٹل لارڈ میں دیکھا گیا ہے۔ تم معلوم کرو کہ کیا میکاکے ہوٹل لارڈ میں تو نہیں ٹھہرا۔ وہ میک اپ میں نہیں ہے اس لئے پہچان لیا گیا ہے۔ میں تمہیں اس کا حلیہ بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے حلیہ بتا دیا۔

"یس باس میں معلوم کر لیتا ہوں یہ آسانی سے معلوم ہو جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم نے ٹرانسمیٹر پر بات کر لینی تھی"...... عمران نے کہا۔

"وہ سرکاری ایجنٹ ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ شاید انہوں نے آپ کو ٹریس کرنے کے لئے یہاں ٹرانسمیٹر کال کیچ کرنے کا کوئی بندوبست کیا ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے اس کے بارے میں معلوم کرو۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس کے بارے میں کیا کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام تا اطلاع ثانی آن رکھو۔ کیونکہ ایک آدمی یہاں ایسا آیا ہوا ہے معلوم ہے کہ میرا تعلق رانا ہاؤس سے ہے اور یہ شخص رانا ہاؤس کو میزائلوں سے اڑانے کے لئے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ہچکچائے گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ کون ہے باس۔ آپ کم از کم اس کے بارے میں مجھے تو بتائیں"...... جوزف کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

"تم نے اس کے خلاف کچھ نہیں کرنا۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو

اور سنو ساتھ ساتھ نگرانی جاری رکھنا اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے اندر لے جانا اور پھر مجھے اطلاع دینا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان میں عمران بول رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ فلیٹ لاک کر کے اپنے گاؤں چلے جاؤ۔ کیونکہ یہاں ایک ایسا آدمی موجود ہے جو فلیٹ کو میزائلوں سے اڑا سکتا ہے۔ میں اسے دو چار روز میں کور کر لوں گا۔ پھر تم واپس آجانا اور جاتے ہوئے حفاظتی نظام آن کر کے جانا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کافی محتاط نظر آرہے ہیں عمران صاحب۔ یہ میکا کے تو میرا خیال ہے کہ آپ کا دوست ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں میرے اس سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ لیکن اگر وہ واقعی یہاں میرے خلاف کام کرنے آیا ہے تو میں اس کی فطرت کو سمجھتا ہوں وہ براہ راست مجھ پر گولی چلانے کی بجائے اس جگہ کو میزائلوں سے اڑانا زیادہ بہتر سمجھے گا جہاں میری موجودگی کا اسے علم ہو گا اس

لئے حفاظتی انتظامات ضروری ہیں"...... عمران نے کہا۔

" مجھے تو اس بات پر حیرت ہے کہ وہ آپ کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے پھر کیوں یہ کام ہاتھ میں لیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اس میں ایک ہی بری عادت ہے کہ وہ جوا بہت کھیلتا ہے اور جوا بھی بڑی بڑی رقموں کا۔ میرا ذاتی خیال ہے ہو سکتا ہے کہ یہ غلط ہو لیکن بہرحال یہ میری رائے ہے کہ وہ کسی بہت بڑے جوئے میں ہار کر لمبی رقم سے محروم ہو گیا ہو گا اور اسے رقم کی ضرورت ہو گی"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

" جولیا بول رہی ہوں باس۔ ابھی نعمانی نے اطلاع دی ہے کہ اس کوٹھی میں جہاں فور سٹارز کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا تھا وہاں کے ملازم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اسے ہلاک کرنے سے پہلے اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اپنے فلیٹ سے غائب ہے۔ اس کے فلیٹ کی حالت بتا رہی ہے کہ وہاں پر اچانک حملہ کیا گیا ہے وہاں پر خون کے نشانات بھی موجود ہیں اور گولیوں کے بھی"۔ جولیا نے کہا اور عمران کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا۔

" چوہان اور نعمانی کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

" وہ فیلٹس میں موجود ہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ نعمانی وہاں گیا تو اس نے ملازم کی حالت دیکھی تو اسے خیال آیا کہ اس سے لازماً صدیقی کے بارے میں معلوم کیا گیا ہو گا کیونکہ اسے صرف صدیقی کے فلیٹ کا علم تھا۔ اس پر نعمانی نے وہاں فون کیا لیکن جب وہاں فون اٹنڈ نہیں کیا گیا تو وہ سیدھا وہاں گیا اور پھر اس نے وہیں سے مجھے فون کیا۔ اس کے بعد چوہان کے فلیٹ پر فون کیا تو وہ موجود تھا۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ فوراً متبادل جگہ پر شفٹ ہو جائے۔ اس کے بعد میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ نعمانی کو میں نے یہی ہدایت کر دی ہے۔ خاور تو ابھی ہسپتال میں ہے"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن شکیل کو میکا کے کی نگرانی کا کہہ دیا تھا تم نے"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

" یس باس"...... جولیا نے جواب دیا۔

" تو اس سے معلوم کرو اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... عمران نے کہا۔

" صدیقی کے بارے میں کیا حکم ہے اسے تلاش کیا جائے"۔ جولیا نے کہا۔

" صدیقی سے انہوں نے یقیناً فور سٹارز کے دوسرے ممبرز کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں لیکن صدیقی بہرحال اپنی حفاظت بھی کر سکتا ہے اور ان کے لئے تر نوالہ ثابت نہیں ہو گا۔ جو

میں کہہ رہا ہوں وہ کرو اور تم خود بھی اور باقی تمام ممبرز کو بھی کہہ دو کہ وہ متبادل جگہوں پر شفٹ ہو جائیں اور اس کے ساتھ ہی سب میک اپ میں آجائیں۔ کیپٹن شکیل اگر میکا کے کو گم کر چکا ہے تو پھر تمام ممبرز کو حکم دے دو کہ وہ میکا کے کو تلاش کریں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اس میکا کے کو فورسٹارز کے بارے میں کیسے علم ہوا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ سپیشل ایجنٹ ہے کوئی نہ کوئی کلیو اسے مل گیا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور کریڈل سے ہاتھ اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"راسٹر شوٹنگ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ راسٹر سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو راسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں راسٹر"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ آپ عمران صاحب فرمایئے کیسے یاد کیا ہے"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"میکا کے یہاں آیا ہے اپنے گروپ کے ساتھ کیا تمہیں اس بارے میں اطلاع ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں عمران صاحب ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اطلاع ملی ہے لیکن اس نے مجھ سے رابطہ نہیں کیا نجانے اس کی کیا وجہ ہے حالانکہ میرا خیال تھا کہ وہ یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع کرتا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ کسی ایسے کام سے آیا ہو کہ وہ مجھے بھی اطلاع نہ دینا چاہتا ہو"۔ راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ میرے اور یہاں کے ایک گروپ کے خلاف کام کرنے کے لئے آیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"گروپ کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن یہ بات طے ہے کہ وہ آپ کے خلاف کام نہیں کر سکتا"...... راسٹر نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"اس گروپ کے لئے میں بھی کام کرتا ہوں وہ بھی میرے ہی ساتھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ کا مطلب فورسٹارز سے تو نہیں ہے"...... دوسری طرف سے راسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں کیا تم اس بارے میں کچھ جانتے ہو"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں فورسٹارز گروپ کی تو پورے ملک کے مجرموں پر دہشت طاری ہے حالانکہ یہ گروپ زیر زمین دنیا میں پھیلی ہوئی تمام

لعنتوں جیسے شراب کی سمگلنگ منشیات وغیرہ کا استعمال۔ غنڈہ گردی بدمعاش وغیرہ کے خلاف حرکت میں نہیں آتا لیکن اس گروپ نے بڑی بڑی سماجی برائیوں کے خلاف جس انداز میں جدوجہد کی ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے اس کے ساتھ چونکہ آپ کا نام لیا جاتا رہا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کے ساتھیوں کا ہی گروپ ہو گا اور اسی لئے ان کی کارکردگی شاندار جا رہی ہے"...... راسٹر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہارا میکا کے سے رابطہ ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کوشش کروں تو شاید ہو جائے"...... راسٹر نے کہا۔

"تو تم کوشش کر کے اس سے رابطہ کرو اور اسے میری طرف سے پیغام دے دو کہ اسے رقم کی ضرورت تھی تو مجھ سے براہ راست بات کر لیتا لیکن اس نے میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف بکنگ کر کے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں اس نے یا اس کے آدمیوں نے فور سٹارز کے ایک آدمی کو بھی اغوا کر لیا ہے گو مجھے یقین ہے کہ وہ آدمی میکا کے یا اس کے آدمیوں کے کنٹرول میں رہنے والا نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اسے پیغام دے دو کہ اگر اس آدمی کی انگلی پر خراش بھی آئی تو میکا کے کا نرخرہ کند چھری سے کاٹا جا سکتا ہے"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔

"اوہ اوہ میں سمجھ گیا عمران صاحب میں ہر قیمت پر اسے تلاش کر کے آپ کا پیغام دیتا ہوں"...... راسٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"میں ایک گھنٹے بعد تمہیں دوبارہ فون کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ راسٹر بھی گریٹ لینڈ کا باشندہ ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں یہ بھی گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی کا فیلڈ ایجنٹ تھا خاصا فعال تیز اور ذہین آدمی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تنویر کی طرح دماغ کا بھی گرم تھا چنانچہ اس کی اپنے چیف سے لڑائی ہو گئی اس نے چیف کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جس پر اس کا کورٹ مارشل ہو گیا لیکن اس کی سابقہ خدمات کی وجہ سے اسے صرف پانچ سال کی سزا دی گئی۔ پانچ سال کی سزا گزارنے کے بعد یہ گریٹ لینڈ چھوڑ کر کارمن چلا گیا وہاں سے پھر پاکیشیا آ گیا یہاں اس کا شوٹنگ سکھانے کا کاروبار چل نکلا ہے صاف ستھرا آدمی ہے لیکن باخبر رہتا ہے میکا کے کا بڑا گہرا دوست ہے کیونکہ میکا کے اسی ایجنسی میں اس کے ساتھ کام کرتا تھا اور مجھ سے بھی واقف ہے"...... عمران نے راسٹر کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صدیقی کے بارے میں آپ نے کوئی ہدایت نہیں دی جولیا کو"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ فور سٹارز کا چیف ہے اور فور سٹارز کے ممبرز کو معلوم ہو چکا ہے اسے اغوا کر لیا گیا ہے اس لئے اب فور سٹارز جانے اور اس کا

کام"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" صدیقی بہرحال سیکرٹ سروس کا ممبر ہے ایسا نہ ہو کہ اسے کوئی نقصان پہنچ جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
" تمہارا رویہ ممبرز کے ساتھ بالکل ماں جیسا ہوتا جا رہا ہے کہ جوان بیٹا چاہے گھر کے باہر لوگوں کو پیٹتا رہا ہو لیکن ماں کو یہی خوف رہتا ہے کہ کہیں اس کے معصوم بیٹے کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے صدیقی اس میکا کے یا اس کے ساتھیوں کے بس کا روگ نہیں ہے میکا کے اور اس کے ساتھی لاکھ سپیشل ایجنٹ ہوں لیکن صدیقی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔
" ویسے مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کو ممبرز کے بارے میں قطعی کوئی فکر نہیں ہوتی جیسے یہ انسان نہ ہوں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہوں۔ صدیقی کیا کوئی بھی ہو آپ معمولی سی پریشانی کا بھی اظہار نہیں کرتے جس قدر اعتماد آپ کو ممبرز پر ہے اسے دیکھ کر مجھے بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید اتنا اعتماد آپ کو اپنے آپ پر بھی نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
" بلیک زیرو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز ہیں تو انسان لیکن ان کے دلوں میں جو قوت ایمانی موجود ہے اور وہ جس قسم کی زندگی گزار رہے ہیں ایسی زندگی انسان کو فولاد بنا دیتی ہے یہ لوگ جوان ہیں ان کا خون گرم ہے خوبصورت ہیں وجیہہ ہیں دولت مند بھی

ہیں۔ اکیلے رہتے ہیں ان کے اندر بھی جذبات موجود ہیں لیکن ان کی تربیت ان خطوط پر کی گئی ہے کہ ان کے کردار میں معمولی سا جھول بھی نہیں آتا اور میرا ایمان ہے کہ جس کا کردار بے داغ ہوگا اس شخص کے گرد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کا حصار قائم ہو جاتا ہے موت زندگی۔ حادثے زخمی ہونا بے ہوش ہونا وقتی طور پر شکست کھا جانا۔ وقتی پریشانیاں۔ یہ سب کچھ تو ہوتا رہتا ہے لیکن دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس طرح زیر نہیں کر سکتی کہ وہ بالکل بے بس ہو کر ختم ہو جائیں۔ زندگی کے آخری سانس تک امید کا دامن تھامے رکھنا اور جدوجہد کرتے رہنا یہی اصل زندگی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
" آپ کی بات درست ہے اس دور میں واقعی ایسا اعلیٰ اور پاکیزہ کردار واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا تحفہ ہے۔ لیکن اگر اسے آپ خوشامد نہ سمجھیں تو حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ آپ کے کردار کی وجہ سے ہے۔ آپ دراصل مجھ سمیت سب ممبرز کے لئے نمونہ ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔
" ارے ارے۔ میں کیسے نمونہ ہو سکتا ہوں۔ بقول جولیا دنیا میں مجھ سے بڑا اخلاق باختہ کوئی نہیں ہے جہاں کوئی خوبصورت اور نوجوان لڑکی نظر آتی ہے میں اس کے حسن کی تعریف شروع کر دیتا ہوں اور اس طرح اسے دیکھتا ہوں جیسے وہ ملکہ حسن ہو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اسی لئے تو ابھی تک آپ بچے ہوئے ہیں کہ جولیا کو بھی معلوم ہے کہ آپ صرف باتیں کرنا ہی جانتے ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس۔ صدیقی کا فون آیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے فلیٹ سے اچانک بے ہوش کر کے اغوا کر لیا گیا ہے پھر جب اسے ہوش آیا تو اس کے سامنے تین آدمی موجود تھے جن میں سے ایک نے اپنا نام میکاکے بتایا اور میکاکے نے کہا کہ وہ عمران کا دوست ہے اس لئے وہ میرے ساتھ نرمی کر رہا ہے لیکن اسے فورسٹارز گروپ کے باقی آدمیوں کے پتے چاہئیں تو صدیقی نے اسے چوہان اور نعمانی کے پتے بتا دیئے۔ صدیقی کے مطابق اس نے وقت لینے کے لئے بتایا تھا تاکہ اس پر تشدد نہ کیا جائے۔ میکاکے اس کی بات سن کر اٹھ کر اپنے ساتھیوں سمیت چلا گیا کہ وہ اس کی بات کنفرم کر لے۔ ان کے جانے کے بعد صدیقی نے اپنے آپ کو رسیوں سے آزاد کرایا اور پھر اسی عمارت میں موجود دو آدمیوں کو ہلاک کر کے اس نے فون پر چوہان اور نعمانی کو فون کیا لیکن چونکہ آپ کے حکم پر وہ متبادل جگہوں پر شفٹ ہو چکے تھے اس لئے فون اٹنڈ نہیں کیا گیا تو صدیقی نے مجھے فون کیا۔ میں نے اسے ساری صورت حال بتا دی تو صدیقی نے مجھے کہا کہ میں آپ سے پوچھ لوں کہ کیا اس

میکاکے اور اس کے گروپ کے خلاف فورسٹارز کو کام کرنا چاہئے یا نہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"فورسٹارز کا وہ چیف ہے۔ اس حیثیت سے جو مرضی آئے کرتا پھرے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر کے لحاظ سے اسے بہرحال سیکرٹ سروس کے مشن پر بھی کام کرنا ہے اور اسے بتاؤ کہ اب اگر وہ یا فورسٹارز کا کوئی ممبر میکاکے یا اس کے ساتھیوں کے ہاتھ آ گیا تو پھر اس کی زندگی کی گارنٹی نہیں دی جائے گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کی بات درست ثابت ہوئی کہ صدیقی وہاں سے نکل آیا لیکن اسے چوہان اور نعمانی کے پتے نہیں بتانے چاہئیں تھے۔ اگر یہ لوگ وہاں ہوتے تو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو کیا ہوتا۔ صدیقی نے دو مارے ہیں پھر چار مارے جاتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی بات سن کر مجھے واقعی یہ احساس ہو رہا ہے کہ آپ میری بجائے اپنے ساتھیوں کا ہی ساتھ دینا فرض سمجھتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے انتظامیہ کے خلاف یونین اسی طرح بنتی ہیں تب ہی مطالبات منظور ہوتے ہیں اور میرا سب سے بڑا مطالبہ یہی ہوتا ہے کہ میرے چیک کی معمولی سی رقم میں گراں قدر اضافہ ہو جائے"۔

عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر ایک گھنٹے کے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"راسٹر شوٹنگ کلب"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ راسٹر سے بات کراؤ"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں راسٹر بول رہا ہوں عمران صاحب"..... چند لمحوں بعد راسٹر کی آواز سنائی دی۔

"کیا رابطہ ہوا ہے میکا کے کے ساتھ"..... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں لیکن عمران صاحب اس کے دو ساتھیوں کو فورسٹارز کے ایک آدمی نے ہلاک کر دیا ہے اور وہ اس کی قید سے نکل گیا ہے اس پر وہ بے حد برہم تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے اس آدمی پر اس لئے تشدد نہیں کیا تھا کہ بہرحال وہ عمران کا ساتھی ہے لیکن اب وہ کسی قسم کا لحاظ نہیں کرے گا۔ میں نے عمران صاحب اسے سمجھانے کی بے حد کوشش کی ہے کہ وہ یہ مشن چھوڑ کر واپس چلا جائے لیکن اس نے میری بات نہیں مانی جس پر میں نے اسے بتا دیا ہے کہ ایسی صورت میں اسے یا اس کے ساتھیوں کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے

اس نے جواب میں یہی کہا ہے کہ اسے پرواہ نہیں ہے۔ اس نے میرے اصرار پر بتایا ہے کہ اسے بھاری رقم کی انتہائی اشد ضرورت تھی اس لئے اس نے یہ کیس اپنی ذاتی حیثیت پر بک کیا ہے اور آفس سے چھٹی لے کر یہاں آیا ہے۔ میں نے اسے آفر کی کہ وہ یہ رقم مجھ سے لے لے لیکن اس نے کہا ہے کہ وہ کیس بک کرنے کے بعد پیچھے نہیں ہٹ سکتا اس پر میں نے اسے صرف گڈ بائی کہا ہے اور رابطہ ختم کر دیا ہے"..... راسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ حجت پوری ہو گئی میں بھی یہی چاہتا تھا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"تمہارا شکریہ کہ تم نے حجت پوری کرنے میں تعاون کیا۔ گڈ بائی"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرے لئے میکا کے سے زیادہ اس بات کی اہمیت ہے کہ اسے بک کس نے کیا ہے کیونکہ میرے نقطہ نظر سے تو مارگریٹ کی موت، نقلی اور جعلی ادویات بنانے والی فیکٹری پر چھاپے اس فیلڈ سے متعلقہ باقی سب افراد کی گرفتاری کے بعد میرا خیال ہے کہ فوری طور پر مشن ختم ہو گیا ہے اور اگر بعد میں اس سلسلے میں کوئی شکایت سامنے آئی تو پھر دیکھا جائے گا۔ میں نے سرسلطان کے ذریعے سیکرٹری وزارت صحت تک بھی یہ دھمکی پہنچا دی تھی کہ اگر اب جعلی

یا نقلی ادویات فروخت کی گئیں تو اس کی براہ راست ذمہ داری ان
کی ہو گی لیکن اب میکاکے کی آمد اور اس کی کارکردگی سے پتہ چلتا ہے
کہ اصلی سرغنہ کوئی اور تھا۔ مارگریٹ نہیں تھیں۔ مارگریٹ نے
اپنے آپ کو سرغنہ ظاہر کر کے اصل کو بچا لیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ ایک فیکٹری نہ ہو زیادہ فیکٹریاں ہوں اس لئے اب اصل
بات اس سرغنے کی نشاندہی اور گرفتاری ہے"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے اس کا پتہ میکاکے سے لگ جائے گا"...... بلیک زیرو
نے کہا۔

"نہیں۔ میکاکے کو تو پرائم کلب کے مالک فلپ نے بک کیا
ہے۔ اصل پارٹی کا علم لامحالہ اس فلپ کو ہی ہو گا"...... عمران نے
کہا۔

"اوہ۔ فلپ کافرستان گیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں بظاہر تو رپورٹ یہی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ انڈر گراؤنڈ
ہو گیا ہو۔ بہرحال تم سیکرٹ سروس کے ممبرز سے کہہ دو کہ وہ
میکاکے کے معاملے میں کوئی مداخلت نہ کریں۔ یہ کام فورسٹارز کا
ہے اور وہ خود ہی اس سے نمٹتے رہیں گے۔ میں اس فلپ کے بارے
میں مزید معلومات حاصل کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور کرسی
سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا
اور عمران خدا حافظ کہہ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔

نواب افتخار بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں شاندار انداز
میں سجے ہوئے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی شدید
پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ بار بار اس طرح مڑ کر میز پر رکھے
ہوئے فون کی طرف دیکھتا جیسے اسے کسی کی کال کا انتظار ہو لیکن
کال آ ہی نہیں رہی تھی اور نواب افتخار مایوس ہو کر دوبارہ ٹہلنا
شروع کر دیتا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور
نواب افتخار نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... نواب افتخار نے کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے جلدی بتاؤ۔ میں انتہائی شدت سے
تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا تھا"...... نواب افتخار نے غصیلے لہجے

میں کہا۔

"حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نواب افتخار نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کہاں تھا وہ"...... نواب افتخار نے پوچھا۔

"وہ کافرستان گیا ہوا تھا۔ وہاں اس کی ایک دوست لڑکی رہتی ہے اور وہ اکثر وہاں جاتا رہتا ہے۔ میں نے وہاں معلومات کیں تو میں کنفرم ہو گیا کہ وہ وہاں موجود ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں اس کا بندوبست کر دیا اور ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ کام ہو گیا ہے۔ اب اس کی لاش یہاں بھجوائی جا رہی ہے۔ روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا ہے"...... مرفی نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ ویری گڈ۔ تھینک یو۔ تمہارا معاوضہ تو تمہیں مل ہی چکا ہے اس کے علاوہ بھی تمہیں انعام دیا جائے گا۔ گڈ بائی"۔ نواب افتخار نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر ایسا لمبا سانس لیا جیسے اس کے کاندھوں سے لاکھوں ٹن کا وزن اتر گیا ہو۔ پھر چند لمحے خاموش بیٹھے رہنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"نواب افتخار بول رہا ہوں ماسٹر"...... نواب افتخار نے کہا۔

"اوہ چیف آپ۔ حکم فرمائیے"...... دوسری طرف سے بولنے

والے کا لہجہ یکلخت بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"ماسٹر فلپ کا خاتمہ کرا دیا گیا ہے مجھے رپورٹ مل چکی ہے لیکن میں اس میکاکے کی سرگرمیوں سے بھی باخبر رہنا چاہتا ہوں اور اب یہ کام تم نے کرنا ہے"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جناب میکاکے اپنے دو ساتھیوں کو ہلاک کرانے کے بعد کیس چھوڑ کر واپس چلا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نواب افتخار بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا کیوں ہوا۔ فلپ نے تو کہا تھا کہ وہ پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہے اور پھر میں نے اسے اس کی مرضی کا انتہائی بھاری معاوضہ دیا تھا"...... نواب افتخار نے غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ ہو سکتا ہے کہ اسے فلپ کی موت کی خبر مل گئی ہو اور چونکہ اس کی بکنگ فلپ نے کی تھی اس لئے اس نے سوچا ہو کہ اسے مزید کیا کام کرنا اس لئے وہ واپس چلا گیا ہو"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ یہ تو معاملہ میری توقع سے زیادہ خراب ہوتا جا رہا ہے۔ اب کیا کیا جائے"...... نواب افتخار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک عرض کروں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نواب افتخار بے اختیار چونک پڑے۔

"ہاں کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو"...... نواب افتخار نے کہا۔

"نواب صاحب۔ آپ یہ کاروبار فروخت کر دیں"...... ماسٹر نے کہا تو نواب افتخار بے اختیار چونک پڑا۔

"فروخت کر دوں۔ کیسے کیوں اور کس کو"...... نواب افتخار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ اس کے پیچھے حکومت کی انتہائی فعال ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ میکاکے جیسا آدمی دو آدمی مروا کر خوفزدہ ہو کر فرار ہو گیا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہاں اس کا دست راست راسٹر رہتا ہے جس کا رابطہ اس ایجنسی کے چیف سے ہے اور چیف نے اس راسٹر کے ذریعے میکاکے کو دھمکی دی اور وہ چلا گیا۔ یہ کام اب آپ کے بس کا نہیں رہا۔ دوسری بات یہ کہ آپ عزت دار آدمی ہیں اگر آپ کا نام اس بزنس کے سلسلے میں سامنے آگیا تو آپ کی ساری عزت اور ساکھ ختم ہو جائے گی"...... ماسٹر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات تو درست ہے۔ مارگریٹ کی موت کے بعد مجھے واقعی محسوس ہو رہا ہے کہ میں یہ کام خود نہیں چلا سکتا لیکن اسے خریدے گا کون۔ بہت بڑا پروجیکٹ ہے۔ اس وقت دس بڑی بڑی فیکٹریاں ہیں۔ بڑے بڑے گودام ہیں جو تیار شدہ مال سے بھرے ہوئے ہیں"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جناب سودا تو ہو سکتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو یہاں ایک بہت بڑا سنڈیکیٹ ہے اس کے چیف سے میرے تعلقات ہیں اگر وہ

سنڈیکیٹ چاہے تو اسے خرید بھی سکتا ہے اور چلا بھی سکتا ہے"۔ ماسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ کون سا سنڈیکیٹ ہے۔ کیا نام ہے اس کا کون ہے اس کا چیف"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جناب یہ انتہائی خطرناک مجرم ٹائپ کے لوگ ہیں۔ آپ معزز آدمی ہیں آپ ان کے بارے میں جتنا کم جانیں گے اتنا ہی اچھا ہو گا۔ آپ صرف بتا دیں کہ آپ ان فیکٹریوں اور ان گوداموں کے لئے کتنی رقم مانگتے ہیں۔ میں ان سے بات کر لیتا ہوں اگر وہ مان گئے تو رقم آپ کو مل جائے گی اور مال اور فیکٹریاں ان کو اس طرح آپ کو اس وردسری سے بھی نجات مل جائے گی"...... ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فیکٹریاں، مال اور بزنس تو کھربوں کا ہے لیکن چلو اب اس سے پیچھا تو چھڑوانا ہے تم دس ارب روپے میں سودا کر لو۔ تمہیں بھی انعام مل جائے گا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جناب دس ارب تو شاید حکومت کے پاس ہوں تو ہوں کسی پرائیویٹ پارٹی کے پاس تو نہیں ہو سکتے۔ کروڑوں کی بات کریں۔ چالیس، پچاس، ساٹھ کروڑ۔ بس اتنے میں سودا ہو سکتا ہے"۔ ماسٹر نے کہا۔

"لیکن اتنے کا تو مال گوداموں میں پڑا ہوا ہو گا۔ فیکٹریاں علیحدہ ہیں"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جناب یہ سنڈیکیٹ فیکٹریاں کہاں چلاتے ہیں انہوں نے مال

اٹھانا ہے اور ملک سے باہر پارٹی کو فروخت کر دینا ہے۔ فیکٹریوں کی
مشینری بھی فروخت ہو جاتی ہے اور ویسے جناب موجودہ صورت حال
میں تو یہ مال اور فیکٹریاں ایک روپے کی بھی نہیں رہیں۔ جب مال
بکے گا ہی نہیں تو اس کی کیا قیمت ہو سکتی ہے"...... ماسٹر نے کہا۔
"اوکے۔ چلو نوے کروڑ میں سودا کرا دو"...... نواب افتخار نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"میں بات کر کے آپ کو فون کرتا ہوں جناب"...... دوسری
طرف سے کہا گیا اور نواب افتخار نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
رسیور رکھ دیا۔
"اچھا بھلا کاروبار چل رہا تھا کروڑوں روپے کا منافع ہو رہا تھا
نجانے یہ فور سٹارز کہاں سے ٹپک پڑے۔ نانسنس"...... نواب
افتخار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو نواب افتخار نے رسیور اٹھا لیا۔
"یس۔ نواب افتخار بول رہا ہوں"...... نواب افتخار نے باوقار
لہجے میں کہا۔
"ماسٹر عرض کر رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ماسٹر کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"ہاں۔ کیا ہوا"...... نواب افتخار نے کہا۔
"جناب بڑی مشکل سے اسی کروڑ روپے میں سودا ہو گیا ہے۔ رقم
نقد اور فوری مل سکتی ہے اگر آپ چاہیں تو ابھی ایک گھنٹے بعد بھی

رقم مل سکتی ہے"...... ماسٹر نے کہا۔
"نقد اور فوری رقم مل سکتی ہے تو ٹھیک ہے مجھے یہ سودا منظور
ہے۔ دس لاکھ روپے تمہیں انعام دے دوں گا"...... نواب افتخار نے
رضامند ہوتے ہوئے کہا۔
"آپ کے پاس گوداموں کی تفصیلات اور فیکٹریوں کی تفصیلات
تو ہوں گی جناب"...... ماسٹر نے کہا۔
"میرے پاس نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے اپنے جنرل مینجر
مائیک کو بلانا پڑے گا۔ یہ مارگریٹ کا خصوصی اسسٹنٹ تھا اور وہ
سب کچھ جانتا ہے"...... نواب افتخار نے کہا۔
"کیا وہ دارالحکومت میں رہتا ہے"...... ماسٹر نے پوچھا۔
"ہاں۔ یہاں باقاعدہ ایک کمرشل پلازہ میں آفس قائم کیا گیا ہے
جو بظاہر تو ادویات سپلائی کرنے کا ادارہ ہے لیکن دراصل اس کے
ذریعے ہی یہ سارا کام ہوتا ہے۔ ابھی تو سپلائی کا کام بند ہے لیکن
فیکٹریوں میں تو کام مسلسل جاری ہے"...... نواب افتخار نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ آپ اس آدمی کو اپنی کوٹھی پر بلوا لیں میں رقم لے
کر پہنچ جاتا ہوں۔ آپ ایک تحریر دے دیں صرف اس ادارے کی حد
تک جو کہ بظاہر قانونی ہی ہو گی۔ باقی کام سنڈیکیٹ خود ہی کر لے
گا۔ اسے صرف تفصیلات چاہئیں"...... ماسٹر نے کہا۔
"کیا اس سنڈیکیٹ کا کوئی آدمی ساتھ نہیں آئے گا۔ اتنی بڑی رقم
تمہیں دے دیں گے"...... نواب افتخار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے خادم ماسٹر کی ساکھ ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن اتنی بڑی رقم میں اپنی کوٹھی میں تو نہیں رکھ سکتا۔ میں تمہیں اکاؤنٹ نمبر دیتا ہوں تم اسے بینک کے اس اکاؤنٹ میں جمع کرا کر رسید اپنے ہمراہ لے آؤ"...... نواب افتخار نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ کام کل ہو سکے گا جناب۔ اب تو بینک بند ہو چکے ہیں"...... ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے کل ہو جائے گا سودا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"تو پھر اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دیں"۔ ماسٹر نے کہا تو نواب افتخار نے اسے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے جناب کل دس بجے یہ کام ہو جائے گا۔ دس بجے آپ اپنے آدمی کو بلا لیں اور اپنے وکلاء سے کہہ کر کاغذات مکمل کرا لیں"...... ماسٹر نے کہا۔

"یہ سب ہو جائے گا"۔ نواب افتخار نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"خس کم جہاں پاک۔ اب کوئی اور دھندہ سوچنا پڑے گا"۔ نواب افتخار نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

صدیقی چوہان کے ساتھ ایک کوٹھی کے سٹنگ روم میں موجود تھا۔ درمیانی میز پر فون موجود تھا۔ یہ کوٹھی ان کے پہلے ہیڈ کوارٹر والی نہیں تھی بلکہ نئی کوٹھی تھی۔ پرانی کوٹھی انہوں نے چھوڑ دی تھی کیونکہ وہ کوٹھی میکاکے نے ٹریس کر لی تھی۔

"میکاکے نے ہمارا ہیڈ کوارٹر کیسے ٹریس کر لیا تھا مجھے ابھی تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی"...... اچانک چوہان نے کہا۔

"میں نے اس کے ایک آدمی کو بے ہوش کر دیا تھا پھر اسے ہوش میں لا کر میں نے اس سے یہی بات پوچھی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ میکاکے کو یہ بات لارڈ ہوٹل کے چیف سپروائزر نے بتائی تھی چونکہ ہم وہاں اکثر کھانا کھاتے ہیں اور ہمارے درمیان اکثر باتیں بھی ہوتی رہتی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کبھی فور سٹارز کا نام بھی ہم نے لے دیا ہو اور وہ چیف سپروائزر اسی کالونی میں ہی رہتا ہے۔ اس نے

ہمیں یہاں آتے اور نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ چیف سپروائزر اس میکا کے کے ایک ساتھی کا واقف تھا اور اس ساتھی نے اس سے پوچھا تھا کہ یہاں مخبری کرنے والی کسی تنظیم کا پتہ بتائے تو اس سپروائزر نے پوچھا کہ وہ کیا معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس نے فور سٹارز کا نام لے کر اس کا ہیڈ کوارٹر معلوم کرنے کی بات کی تو اس چیف سپروائزر نے خاصی بڑی رقم لے کر یہ ٹپ انہیں دے دی اور انہوں نے ہیڈ کوارٹر پر چڑھائی کر دی۔ وہاں موجود ملازم پر انہوں نے تشدد کیا اور اس سے میرے فلیٹ کا پتہ پوچھ کر انہوں نے وہاں سے مجھے اغوا کر لیا"...... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر اس چیف سپروائزر کا کیا ہوا"...... چوہان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسے اس کی سزا مل چکی ہے۔ اس کی تم فکر نہ کرو"...... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی درمیانی میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدیقی نے کہا۔

"نعمانی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں نعمانی کیا رپورٹ ہے"...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"میکا کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس گریٹ لینڈ جا چکا ہے"...... دوسری طرف سے نعمانی نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیوں۔ اوہ تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"...... صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں نے وہ کار تلاش کر لی تھی جس پر ان لوگوں نے ہمارے فلیٹس پر آ کر چھاپے مارے تھے۔ یہ کار ایک ایسی پارٹی کی تھی جو کرائے پر پرائیوٹ رہائش گاہیں اور کاریں دیتی ہے۔ ان سے ہمیں معلوم ہوا کہ میکا کے نے پہلی کوٹھی جہاں تمہیں لے جایا گیا تھا ان سے لی تھی اور کار بھی۔ پھر یہ کوٹھی چھوڑ کر انہوں نے دوسری کوٹھی لے لی۔ ہم اس کوٹھی پر گئے تو وہ بھی خالی تھی اور اس کی حالت سے لگتا تھا کہ اسے خالی کرایا گیا ہے۔ وہ کار وہاں موجود تھی۔ ہم نے ارد گرد سے معلومات حاصل کیں تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ ٹیکسی میں گئے ہیں یہ ٹیکسی ایک کتابوں کے سٹال کے مالک کے بھائی کی تھی۔ اس ٹیکسی کو تلاش کر لیا گیا۔ اس ڈرائیور نے بتایا کہ اس نے انہیں ایئرپورٹ ڈراپ کیا تھا۔ چنانچہ ہم ایئرپورٹ پہنچے تو وہاں ریکارڈ سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ہمارے پہنچنے سے ایک گھنٹہ پہلے فلائٹ کے ذریعے گریٹ لینڈ روانہ ہو گئے ہیں۔ میکا کے چونکہ اصل نام اور کاغذات سے یہاں آیا تھا اس لئے انہی کاغذات اور اصل ناموں سے چلا گیا۔ ریکارڈ کے مطابق جب وہ آیا تھا تو اس کے ساتھ دس آدمی

تھے لیکن اب واپس آ گئے ہیں۔ میں ایئرپورٹ سے ہی کال کر رہا ہوں"...... نعمانی نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم آجاؤ نئے ہیڈ کوارٹر میں اور کیا ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ فرار کیوں ہو گیا ہے"...... چوہان نے کہا جو لاؤڈر کی وجہ سے ساری بات چیت سن رہا تھا۔

"معلوم نہیں۔ لیکن اب اصل بات یہ ہے کہ اس پارٹی کو ہم نے ٹریس کرنا ہے جس نے اسے بک کیا تھا"...... صدیقی نے کہا۔

"مارگریٹ نے بک کیا ہو گا لیکن اس کے آنے سے پہلے وہ خود پکڑی گئی"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ بتا دیتی۔ میرا خیال ہے کہ ابھی اس جعلی ادویات کا پورا نیٹ ورک ٹریس نہیں ہو سکا۔ مارگریٹ شاید اس نیٹ ورک کا ایک حصہ تھی اور بس"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی شگفتہ سی آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب"...... صدیقی نے کہا۔

"یار اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی عہدہ دے ہی دیا ہے تمہیں تو کم از کم

اس عہدے کی لاج تو رکھا کرو۔ چیف آف فور سٹارز کہا کرو"۔ عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اب ٹوینکل سٹار پر تو کم از کم اس عہدے کا رعب نہیں پڑ سکتا اس لئے خواہ مخواہ اسے دوہرانے کا فائدہ"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ کیسے نہیں پڑتا رعب۔ یقین کرو میں تو کانپنے لگ جاتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب میکا کے اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا گیا ہے"...... صدیقی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اس نے جانا ہی تھا۔ میں نے اسے دھمکی جو دے دی تھی کہ اگر وہ واپس نہ گیا تو صدیقی اپنے نام کے ساتھ عہدہ بھی بتا دے گا"...... عمران نے دوسری طرف سے کہا اور صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب اب اس پارٹی کے بارے میں معلومات کرنی ہیں جس نے اسے بک کیا تھا"...... صدیقی نے عمران کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"اس پارٹی کی لاش آج پاکیشیا پہنچ رہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیقی اور چوہان دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا"...... صدیقی

نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے میرا خیال تھا کہ شاید چیف آف سیکرٹ سروس سے چیف آف فورسٹارز زیادہ سخی اور فیاض ثابت ہو گا اس لئے میں نے جلدی جلدی سارے کام نمٹا دیئے لیکن اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ جو چیف اپنا عہدہ بتانے میں کنجوسی کرتا ہے وہ مجھے کیا دے گا"۔ عمران کہا۔

"چیف نے اس کے لئے سوپر فیاض کو آپ کا فیاض بنا رکھا ہے اور وہ واقعی اسم با مسمیٰ ہے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خاک اسم با مسمیٰ ہے۔ اس کا نام تو فیاض ہے لیکن بٹوے سے رقم نکالتے ہوئے اس کی جان نکلتی ہے۔ اس کا نام تو کنجوس اعظم ہونا چاہیئے تھا پھر وہ اسم با مسمیٰ ہوتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کمال ہے۔ آپ بٹوے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ آپ دو چار لاکرز سے کم پر تو بات ہی نہ کرتے ہوں گے"...... صدیقی نے کہا تو اس بار دوسری طرف سے عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"دو چار لاکرز کی بات جس دن کر دی میں نے اس روز واقعی اس کے کفن دفن کے اخراجات ادا کرنے پڑ جائیں گے۔ بہرحال یہ کام ٹائیگر نے کیا ہے۔ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ میکاکے کی بکنگ پرائم کلب کے مالک فلپ نے کی ہے لیکن فلپ کافرستان چلا گیا تھا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے کافرستان چلا گیا۔ ابھی ابھی اس کی کال آئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ فلپ وہاں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک

ہو گیا ہے اور اس کی لاش اب پاکیشیا آ رہی ہے وہ اسے اس کی زندگی میں ٹریس نہ کر سکا تھا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ فلپ کو خصوصی طور پر راستے سے ہٹایا گیا ہے تاکہ اصل پارٹی سامنے نہ آئے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے یہی ٹائیگر سے کہا ہے کہ وہ اس اینگل پر خود چھان بین کرے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال وہ جو کوئی بھی ہو عمران صاحب اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ابھی جعلی ادویات کا پورا نیٹ ورک سامنے نہیں آیا"۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی یہ سمجھ کر مطمئن ہو گیا تھا کہ مارگریٹ کے بعد یہ ختم ہو گیا ہے لیکن میکاکے کی آمد سے معاملات سامنے آ گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر پرائم کلب جا کر مزید معلومات حاصل کرنی پڑیں گی"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ شاید وہاں سے کوئی کلیو مل جائے"...... عمران نے کہا اور صدیقی نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ پرائم کلب کہاں ہے"...... چوہان نے پوچھا۔

"معلوم کرنا پڑے گا"...... صدیقی نے کہا اور اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود

ایک بڑی ڈائری نما کتاب اٹھائی اور الماری بند کر کے واپس کرسی پر آ
کر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈائری کھولی اس میں دارالحکومت میں چھوٹے
بڑے تمام کلب، ہوٹل، دکانوں، پلازوں اور کالونیوں وغیرہ کے
بارے میں معلومات موجود تھیں۔

"یہ پرائم کلب اورنگ زیب روڈ پر ہے۔ خاصا بڑا کلب
ہے"...... صدیقی نے ڈائری دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باہر سے کار
کے ہارن کی آواز سنائی دی۔

"میں دیکھتا ہوں۔ میرا خیال ہے نعمانی ہو گا"...... چوہان نے
کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لفٹ تیزی سے نیچے اترتی چلی جا رہی تھی۔ لفٹ کے اندر ایک
لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں پر گاگل تھی اس
نے جینز اور چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ چہرے مہرے ڈھنگ
اور لباس سے وہ زیر زمین دنیا کا کوئی آدمی لگتا تھا لیکن ایسا آدمی جو خود
لڑنے بھڑنے والا نہ ہو۔ لفٹ ایک جھٹکے سے رکی تو دروازہ خود بخود
کھل گیا اور آدمی لفٹ سے باہر آ گیا۔ یہ ایک طویل راہداری تھی
جس کی چھت میں مختلف رنگوں کے بلب جل رہے تھے۔ راہداری
میں چار مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے لیکن اس آدمی کو دیکھ
کر انہوں نے کوئی حرکت کرنے کی بجائے صرف شناسائی کے انداز
میں سر ہلائے۔ لفٹ سے نکلنے والا مسکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔
راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ جس پر سرخ رنگ کا بلب
جل رہا تھا۔ لفٹ سے نکلنے والا اس دروازے کے سامنے جا کر کھڑا ہو

گیا۔ اس نے سائیڈ دیوار پر موجود ایک بٹن پریس کیا تو دروازے کے ایک چھوٹے سے ابھرے ہوئے حصے سے تیز روشنی کا ایک دھارا سا نکلا اور لفٹ سے آنے والے کے گرد ایک لمحے کے لئے قائم رہا پھر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازے کی سائیڈ میں موجود دیوار کے اندر ایک خانہ کھل گیا۔ اس خانے کے اندر ایک فون پیس موجود تھا جس کے ساتھ سپرنگ نما تار بھی منسلک تھی۔ لفٹ سے آنے والے نے فون پیس اٹھایا اور اس پر نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر حاضر ہے جناب"...... لفٹ سے نکلنے والے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"کام ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے بھاری آواز میں پوچھا گیا۔ بولنے والا کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غیر ملکی ہے۔

"یس سر"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماسٹر نے فون پیس واپس اس خانے میں رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی خانہ خود بخود بند ہو گیا اور پھر سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ میکانکی انداز میں کھل گیا تو ماسٹر اندر داخل ہو گیا۔ یہ بھی ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا۔ ماسٹر جب اس دروازے

تک پہنچا تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور ماسٹر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جو آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک طرف کافی بڑی میز کے پیچھے ایک بھاری جسم کا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خشونت اور سختی تھی۔ ماسٹر نے قریب جا کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو"...... اس غیر ملکی نے سرد لہجے میں کہا اور ماسٹر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کہاں ہیں کاغذات اور گوداموں اور فیکٹریوں کی تفصیلات"۔ اس غیر ملکی نے کہا تو ماسٹر نے جیب سے ایک بڑا اور خاصا ضخیم لفافہ نکالا اور اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں اس غیر ملکی کے سامنے رکھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ غیر ملکی نے لفافہ کھولا اور اس میں موجود کاغذات باہر نکالے اور انہیں کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اب موقع پر قبضہ کون دلائے گا"...... غیر ملکی نے کہا۔

"اس میں اس آدمی کا نام موجود ہے اور اس کے پاس اتھارٹی لیٹر بھی ہے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو جب قبضہ مل جائے گا تو تمہارے اکاؤنٹ میں تمہاری رقم پہنچ جائے گی"...... غیر ملکی نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں رکھ دیئے۔

"ایک تجویز ہے جناب"...... ماسٹر نے کہا اور غیر ملکی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی تجویز"...... غیر ملکی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ مجھے اس سارے بزنس سیٹ اپ کا انچارج بنا دیں۔ مجھے اس کا تجربہ ہے اور مقامی سطح پر میرے رابطے بھی ہیں"...... ماسٹر نے کہا۔

"یہ ہماری لائن کا کام نہیں ہے ماسٹر اور نہ ہم اس قسم کا بزنس مستقل طور پر کر سکتے ہیں ہم نے تو کسی پارٹی سے اکٹھا سودا کرنا ہے اور اپنی رقم اور منافع لے کر ایک طرف ہو جانا ہے"...... اس غیر ملکی نے کہا۔

"آپ اس سلسلے میں کسی مقامی پارٹی سے رابطہ کریں گے"۔ ماسٹر نے کہا۔

"ہاں ظاہر ہے"...... غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ماسٹر کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

"جناب اگر میں آپ کو ایسی پارٹی دے دوں تب"...... ماسٹر نے کہا۔

"تمہارے پاس اگر کوئی ایسی پارٹی ہے جو ہمیں اصل سے زیادہ منافع پر نقد رقم دے سکتی ہے تو ہمیں کیا اعتراض ہے لیکن اگر ایسی بات تھی تو تم براہ راست اسی پارٹی سے بھی سودا کر سکتے تھے"۔ غیر ملکی نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب آپ غیر ملکی ہیں جب کہ آپ کو جس نے مال فروخت کیا ہے وہ مقامی آدمی ہے اب یہ پارٹی آپ سے بات کرتے وقت مرعوب رہے گی جب کہ اس مقامی پارٹی کے ساتھ اس کا رویہ مختلف ہوتا اور وہ شاید فوری طور پر اتنی رقم نہ دیتا جبکہ فروخت کرنے والی پارٹی اس وقت حالات کے شکنجے میں پھنسی ہوئی ہے اس لئے وہ اسے فوری فروخت کرنا چاہتی تھی جبکہ آپ کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہے اور اس طرح مجھے آپ سے بھی رقم مل جائے گی اور اس پارٹی سے بھی"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"ہونہہ تم خاصے ہوشیار آدمی لگتے ہو۔ کیا تمہارا کام ٹھیک چل رہا ہے"...... غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ جس معیار کا ہے وہ تو ٹھیک چل رہا ہے لیکن میں اس معیار سے اوپر جانا چاہتا ہوں"...... غیر ملکی نے کہا۔

"تم نے مجھے بتایا تھا کہ فروخت کرنے والی پارٹی کے خلاف یہاں کوئی سرکاری گروپ کام کر رہا ہے"...... غیر ملکی نے کہا۔

"جی ہاں۔ اسی لئے تو اس نے یہ سونے کے انڈے دینے والی مرغی گوشت کے بھاؤ فروخت کر دی ہے۔ دس پندرہ ارب کا سودا صرف اسی کروڑ میں ہو گیا ہے۔ اسے اپنی عزت اور ساکھ کی فکر تھی"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"اب یہ نئی پارٹی بھی تو مقامی ہو گی اسے عزت و ساکھ کی فکر نہیں ہو گی اور پھر کیا وہ اتنی رقم دے سکے گی"...... غیر ملکی نے

پوچھا۔

"پہلی پارٹی معاشرے میں عزت دار کہلاتی ہے جب کہ دوسری کا تعلق زیر زمین سے ہے دونوں میں فرق ہے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"یہ گروپ کون ہے اس کے بارے میں تفصیل کیا ہے"۔ غیر ملکی نے کہا۔

"تفصیل کا تو علم نہیں ہے البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ فورسٹارز کہلاتا ہے انتہائی تربیت یافتہ اور تیز گروپ ہے۔ اسے سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہے۔ اس کا لیڈر کوئی علی عمران ہے جو سیکرٹ سروس کے لیئے بھی کام کرتا ہے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"اگر ہم خود اس بزنس کو چلائیں تو کیا تم اس گروپ کو کور کر لو گے"...... غیر ملکی نے کہا۔

"نہیں جناب یہ گروپ میرے بس کا نہیں ہے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"لیکن ابھی تم کہہ رہے تھے کہ بزنس کا انچارج تمہیں بنا دیا جائے"...... غیر ملکی نے کہا۔

"میں بزنس تو چلا سکتا ہوں جناب لیکن اس گروپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا"...... ماسٹر نے کہا۔

"نئی پارٹی کتنی رقم دے گی"...... غیر ملکی نے پوچھا۔

"آپ کتنا مانگیں گے"...... ماسٹر نے کہا۔

"پندرہ ارب پاکیشیائی روپے"...... غیر ملکی نے کہا۔

"نہیں جناب۔ دس بارہ ارب تو میں نے مثال کے طور پر کہا تھا۔ زیادہ سے زیادہ نوے کروڑ روپے مل جائیں گے اس سے زیادہ نہیں"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم جا سکتے ہو"...... غیر ملکی نے اس بار سرد لہجے میں کہا تو ماسٹر اٹھ کھڑا ہوا اس نے سلام کیا اور پھر واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کمرشل پلازہ کی پارکنگ سے نکل کر گیٹ کراس کرتی ہوئی سڑک پر آئی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس نے کار ایک سائیڈ پر موڑ دی اور تھوڑی دیر بعد ایک فارم ہاؤس کے انداز میں بنی ہوئی عمارت کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو لکڑی کا بنا ہوا بڑا سا گیٹ کھلا اور ایک مسلح نوجوان باہر آ گیا۔

"گیٹ کھولو ٹومی"...... ماسٹر نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس آپ۔ میں کھولتا ہوں پھاٹک"...... آنے والے نوجوان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھل گیا اور ماسٹر اندر داخل ہو گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر کار کا دروازہ بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے اندر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہ جہازی سائز کی میز کے عقب میں موجود

ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس "...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" ماسٹر بول رہا ہوں نظامت "...... ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ باس آپ فرمایئے "...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

" ریڈ سنڈیکیٹ کی تفصیلات سوپر فیاض تک پہنچا دی ہیں یا نہیں "...... ماسٹر نے پوچھا۔

" پہنچ گئی ہیں باس "...... نظامت نے کہا۔

" آج رات تمام آپریشن مکمل ہو جانا چاہیئے "...... ماسٹر نے کہا۔

" یس ماسٹر تمام آپریشن آج رات مکمل ہو جائے گا۔ صبح جب سورج نکلے گا تو نہ گوداموں میں مال ہو گا اور نہ فیکٹریوں میں مشینیں "...... نظامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" دوبارہ کام کب تک شروع ہو سکے گا "...... ماسٹر نے کہا۔

" زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد "...... نظامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمام کام بے داغ طریقے سے ہو جانا چاہیئے "...... ماسٹر نے جواب دیا۔

" یس باس آپ بے فکر رہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ماسٹر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے

اطمینان کے آثار تھے۔ تھوڑی دیر بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ماسٹر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" ماسٹر بول رہا ہوں "...... ماسٹر نے کہا۔

" ڈاستا بول رہی ہوں ماسٹر۔ کیا ہو گیا ہے اور تم نے نہ شکل دکھائی ہے اور نہ مجھے بلایا ہے۔ کیا بات ہے۔ مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے "...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ارے ارے تم سے بھلا میں کیسے ناراض رہ سکتا ہوں۔ میں ایک لمبی گیم میں پھنسا ہوا تھا۔ ابھی چند لمحے پہلے فارغ ہوا ہوں "۔ ماسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" لمبی گیم کیا مطلب "...... ڈاستا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بس یوں سمجھ لو کہ اربوں روپے کی یہ گیم ہے۔ نقد اور یہ کاروبار جب چل پڑے گا تو لاکھوں کروڑوں روزانہ کی آمدنی بھی ہے "...... ماسٹر نے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کہیں تمہیں نشہ تو نہیں ہو گیا ہے "۔ دوسری طرف سے ڈاستا نے کہا تو ماسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

" مجھے خود اپنے آپ پر یقین نہیں آ رہا۔ لیکن یہ حقیقت ہے بس داؤ لگ گیا ہمارے پیشے میں ایسے ہی داؤ لگتا ہے۔ لگ جائے تو وارے نیارے نہ لگے تو پھر موت "...... ماسٹر نے کہا۔

" تفصیل کیا ہے اس گیم کی "...... ڈاستا نے کہا۔

" فون پر نہیں بتائی جا سکتی تم آجاؤ میرے آفس میں۔ یہاں

تفصیل سے بات ہو گی"...... ماسٹر نے کہا۔
"او کے۔ میں آ رہی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ماسٹر نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں سب کو ڈاسنا کے بارے میں علم ہے اور وہ بغیر کسی مداخلت کے اس تک پہنچ جائے گی اور ایسا ہی ہوا تقریباً پون گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔

"آؤ ڈاسنا میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو یا صرف مذاق کیا تھا"...... ڈاسنا نے آگے بڑھتے ہی انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں یقین نہیں آ رہا بیٹھو میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں پھر تمہیں یقین آ جائے گا"...... ماسٹر نے ہنستے ہوئے کہا تو ڈاسنا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ اشتیاق تھا۔

"میں تمہیں مختصر طور پر بتاتا ہوں۔ یہاں ایک بہت بڑا آدمی رہتا ہے جس کی معاشرے میں بے حد عزت ہے۔ صدر مملکت تک سے اس کے تعلقات ہیں اور بے شمار رفاہی اداروں کا وہ سرپرست ہے اور چونکہ وہ بے حد فیاض آدمی ہے۔ رفاہی اداروں کو بھاری بھاری رقمیں عطیے کے طور پر دیتا ہے اس لئے اسے اس دور کا حاتم بھی کہتے ہیں۔ اس کا نام نواب افتخار احمد ہے۔ ویسے بھی نواب ہے۔ اس کی

زمینیں بھی ہیں لیکن دراصل وہ کالے دھندے کا بادشاہ ہے۔ اس نے نقلی اور جعلی ادویات کا کاروبار پورے ملک میں اس انداز میں پھیلا رکھا تھا کہ اسے روزانہ لاکھوں کروڑوں کا منافع حاصل ہوتا تھا۔ ان جعلی ادویات بنانے کی دس بڑی بڑی فیکٹریاں ملک کے مختلف حصوں میں خفیہ طور پر قائم تھیں جو دن رات نقلی ادویات تیار کرتی تھیں۔ اس کے بڑے بڑے خفیہ گودام ان جعلی ادویات سے ہر وقت بھرے رہتے تھے اور پورے ملک میں اس کے کارندے انہیں مسلسل سپلائی کرتے رہتے تھے۔ بے شمار لوگ اس کاروبار سے اٹیچ تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اصل مالک نواب افتخار ہے۔ پھر اچانک ایک سرکاری گروپ ان ادویات کے خلاف حرکت میں آگیا اور انہوں نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے دارالحکومت اور اس کے گرد و نواح میں اس کا تمام مال اور آدمی پکڑ لئے۔ بے شمار لوگ مارے گئے وہ دکاندار جو یہ مال فروخت کرتے تھے وہ لوگ جو اس کاروبار میں ملوث تھے وہ سب مارے گئے یا جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچ گئے۔ یہ آپریشن سنٹرل انٹیلی جنس کے تحت ہوا۔ بہرحال اس آپریشن سے دارالحکومت اور اس کے گرد نواح میں کاروبار ختم ہو گیا۔ اس پر اس کاروبار کے بڑے آدمیوں نے اس گروپ کا مقابلہ کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن ان کی اپنی شناخت سامنے آنے لگی تو ایک عورت مارگریٹ جو ایک بڑے سیکشن کی انچارج تھی نے باقی سب کو ختم کر کے خود مکمل کنٹرول

سنبھال لیا لیکن مارگریٹ سے یہ حماقت ہو گئی کہ اس نے ایک غیر ملکی گروپ کو مقامی مخالف گروپ کے خاتمے کے لئے طلب کر لیا لیکن پھر حالات ایسے ہو گئے کہ مارگریٹ خود ماری گئی اور گروپ واپس چلا گیا۔ کیونکہ وہ مقامی گروپ جس کا نام فورسٹارز ہے کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس پر نواب افتخار گھبرا گیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ بے نقاب ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اس آدمی کو مروا دیا جس نے فارن گروپ کو کال کیا تھا اور پھر قاتل کو ختم کرنے کے چکر میں نواب افتخار نے مجھے کال کیا۔ میرے نواب افتخار سے خاصے گہرے تعلقات ہیں میں اس کیس میں انٹر ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ یہ بہت بڑی گیم ہے اور نواب افتخار اسے سنبھال نہیں سکتا تو میں نے اسے مشورہ دیا کہ اپنا پورا کاروبار فروخت کر دے۔ وہ آمادہ ہو گیا۔ یہاں ایک غیر ملکی سنڈیکیٹ موجود ہے۔ میں نے اس سے بات کی وہ اسے خریدنے پر رضامند ہو گیا۔ میں نے اس سے رقم لے کر نواب افتخار کو دے دی اور نواب افتخار سے کاغذات لے کر اس غیر ملکی سنڈیکیٹ کو دے دیئے ۔ لیکن اس دوران میں نے ان کاغذات کی فوٹو کاپیاں تیار کرالیں اور میں نے اپنے ایک آدمی کے ذریعے تیار شدہ مال کو فوری طور پر قبضہ میں لے کر اپنے گوداموں میں شفٹ کرا دیا اور آج رات فیکٹریوں سے مشینری بھی شفٹ ہو جائے گی اور سنٹرل انٹیلی جنس کو اس غیر ملکی سنڈیکیٹ کے بارے میں مکمل تفصیلات پہنچا دیں۔ آج رات کو یہ مشن مکمل ہو جائے

گا۔ نواب افتخار کو رقم مل چکی ہے اس لئے وہ مطمئن ہو گا اور کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں ہو گا۔ غیر ملکی سنڈیکیٹ صبح سنٹرل انٹیلی جنس کے پھندے میں پھنس جائے گی۔ وہ اپنی جانیں بچانے میں لگ جائے گا اور ہم کچھ عرصے بعد مارکیٹ میں سارا مال فروخت کر دیں گے اور اس مشینری سے نئی فیکٹریاں لگا کر مال سپلائی بھی کریں گے اس طرح تیار شدہ مال بھی ہمارا اور آئندہ کا وسیع وعریض کاروبار بھی ہمارا۔ جب کہ رقم سنڈیکیٹ نے ادا کی اور مالک ہم بن گئے"...... ماسٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم نے ڈبل کیا ٹرپل گیم کھیلی ہے۔ ویری گڈ۔ لیکن وہ گروپ جو اس کاروبار کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس کا کیا ہو گا"۔ ڈاسنا نے کہا۔

"اس نے کیا کرنا ہے جب اسے مال نہیں ملے گا تو وہ آخر خاموش ہو جائے گا اور کسی اور کام میں لگ جائے گا۔ پھر ہم کام شروع کر دیں گے"...... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی ماسٹر ہو۔ آج میں نے اس بات کو تسلیم کر لیا"۔ ڈاسنا نے کہا اور ماسٹر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

عمران نے جیسے ہی ناشتے کی میز پر پڑے ہوئے اخبارات کے بنڈل سے ایک اخبار اٹھا کر کھولا وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے یہ کیا"...... عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا اور پھر اس کی نظریں تیزی سے اخبار کی خبروں پر پھیلتی چلی گئیں۔ پورا اخبار ایکریمین مجرموں کا سنڈیکیٹ جسے ریڈ سنڈیکیٹ کہا جاتا تھا کے مکمل نیٹ ورک کی گرفتاری سے بھرا ہوا تھا۔ یہ سنڈیکیٹ جرائم کے ساتھ ساتھ سمگلنگ کا کام بھی بڑے پیمانے پر کرتا تھا اور منشیات سے بھرے ہوئے گودام بھی پکڑے گئے تھے۔ سنڈیکیٹ کا سربراہ جان ریڈ بھی گرفتار ہو چکا تھا اور اس کے سارے کارندے یا مارے گئے تھے یا پکڑے گئے تھے اور اس ساری کارروائی کا سہرا سوپر فیاض کے سر تھا اور اخبارات نے سوپر فیاض کی تعریفوں میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے تھے۔

"حیرت ہے اس کا مطلب ہے کہ سوپر فیاض اب واقعی بالغ ہو چکا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کرائیں"۔ عمران نے کہا۔

"جناب وہ ڈائریکٹر صاحب کے آفس میں ہیں وہاں ہنگامی میٹنگ ہو رہی ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر تیزی سے ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔ ناشتہ کر کے وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ نے آج کے اخبارات تو پڑھے ہی ہوں گے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ہاں میرے یار کے کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔ اب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ ڈیڈی نے اسے ویسے ہی سپرنٹنڈنٹ نہیں

بنا رکھا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں نے تو یہ معلوم کرنے کے لئے فون کیا ہے عمران صاحب کہ ان کارناموں کے بدلے اسے آپ کو کتنی رقم ادا کرنی پڑی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" یقین کرو طاہر مجھے تو اس سارے سیٹ اپ کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے یہ سارا کارنامہ سوپر فیاض کا اپنا ہے اور میں اب اسے ملنے اس لئے جا رہا ہوں تاکہ اس سے معلوم کر سکوں کہ میرا ایسا کون رقیب پیدا ہو گیا ہے جو میرے عطیات بند کرانا چاہتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ سوپر فیاض کو باقاعدہ فیڈ کیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ظاہر ہے ورنہ غیر ملکیوں کا اتنا بڑا سیٹ اپ اس قدر تفصیل کے ساتھ اکٹھا پکڑا جانا۔ کم از کم سوپر فیاض کے تو بس میں نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر اس کے بارے میں تفصیل کس نے سوپر فیاض کو مہیا کی ہوں گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" یہی بات تو معلوم کرنے جا رہا ہوں کہ تفصیلات مہیا کرنے والے نے کتنی رقم وصول کی ہے۔ اگر تو اتنی رقم جتنی سوپر فیاض مجھے دیتا ہے یا اس سے زیادہ وصول کی گئی ہے تب تو ٹھیک ہے اور

اگر کم دی گئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ فنانسر پھر ہاتھ سے گیا"۔ عمران نے کہا۔

" مجھے بھی آپ بتائیں گے مجھے بھی اس بارے میں بے حد تجسس محسوس ہو رہا ہے۔ خدا حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران اٹھا اور کمرے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے سلیمان کو اندر سے دروازہ بند کرنے کا کہہ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے سنٹرل انٹیلی جنس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سنٹرل انٹیلی جنس کی پارکنگ میں کار روک کر عمران نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سوپر فیاض کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر کھڑے چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے عمران کو سلام کیا۔

" کہاں ہے تمہارا صاحب"...... عمران نے پردہ اٹھا کر آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" بڑے صاحب کے ہاں میٹنگ ہو رہی ہے وہاں ہیں"۔ چپڑاسی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" ارے آج تو اخبارات تمہارے صاحب کی تعریفوں سے بھرے ہوئے ہیں بڑا لمبا ہاتھ مارا ہے تمہارے صاحب نے۔ کیا اب اس نے نجوم سیکھ لیا ہے کہ رات کو بیٹھ کر زائچہ بنایا اور صبح کو اٹھ کر اتنا بڑا گینگ مع مال پکڑ لیا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو چپڑاسی بے اختیار ہنس پڑا۔

"صاحب اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ جب پکی پکائی کھیر مل جائے تو کون کھانے سے انکار کرے گا"...... چپڑاسی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا ویری گڈ واقعی مقدر کا سکندر ہے۔ آج تک ہم کھیر پکا کر اسے کھلاتے رہے ہیں اور اب شاید کوئی نئی پارٹی بھی شامل ہو گئی ہے۔ کس نے دی ہے اس بار پکی پکائی کھیر"...... عمران نے کہا۔

"صاحب میرا نام نہ لینا میں آپ کو بتا دیتا ہوں ورنہ صاحب تو مجھے واقعی کچا چبا جائیں گے۔ کل شام ایک آدمی صاحب سے ملنے آیا اور کچھ دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ صاحب اس کے جانے کے بعد بے حد چوکس نظر آ رہے تھے ان کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جس میں کاغذات بھرے ہوئے تھے۔ پھر صاحب ان کاغذات کی مدد سے خود کاغذ پر لکھتے رہے اور پھر بڑے صاحب کے پاس گئے اور اس کے بعد بڑے صاحب کے حکم سے یہاں سے گاڑیاں بھر بھر کر گئیں اور پھر مجرم پکڑے گئے۔ اس کے بعد یہاں اخباری نمائندوں اور فوٹو گرافروں کو بلایا گیا"...... چپڑاسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ کون آدمی تھا جس نے کاغذات لا کر دیئے۔ کیا تم اسے پہچانتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ کو بتا رہا ہوں اس کا نام صداقت ہے۔ پہلے یہ ہمارے محلے میں رہتا تھا۔ تھا تو غریب آدمی لیکن بہت چلتا پرزہ تھا۔ پھر ہمارا محلہ چھوڑ گیا اب سنا ہے کافی امیر ہو گیا ہے اور کسی بڑی کالونی میں سیٹھ

صداقت کے نام سے رہتا ہے۔ وہی لایا تھا کاغذ"۔ چپڑاسی نے کہا۔

"کیا تمہارا صاحب اسے پہلے سے جانتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"پتہ نہیں۔ ویسے وہ کل سے پہلے یہاں کبھی نہیں آیا۔ اس نے مجھے نہیں پہچانا لیکن میں نے اسے پہچان لیا ہے"۔ چپڑاسی نے کہا۔

"اچھا اب تم مجھے پانی پلا دو تاکہ میں چلوں۔ پتہ نہیں تمہارا صاحب کب میٹنگ سے فارغ ہو۔ میں نے تو سوچا تھا کہ اسے مبارکباد دے آؤں"...... عمران نے کہا۔

"ویسے کام تو واقعی مبارکباد والا ہی ہے۔ بڑے صاحب بھی بے حد خوش ہیں"...... چپڑاسی نے کہا اور ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ٹھنڈے پانی کا گلاس لا کر عمران کو دیا۔ عمران پانی پی کر واپس جانے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ پردہ ہٹا اور سوپر فیاض اندر داخل ہوا۔ چپڑاسی نے اسے سلام کیا اور گلاس سمیت باہر چلا گیا۔

"تم کب آئے عمران"...... سوپر فیاض نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو پہچان کر اس پر احسان کر رہا ہو۔

"ابھی آیا ہوں۔ میں نے سوچا کہ تمہیں مبارکباد دے آؤں۔ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے تم نے"...... عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کارنامہ کیا انجام دینا ہے یہ تو ہمارا فرض ہے"...... سوپر فیاض

نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کیپ ہینگر پر لٹکا کر وہ بڑے طمطراق سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لیکن اخبارات نے تو اسے تمہارا کارنامہ ہی لکھا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اخبارات کا کیا ہے وہ تو لکھتے ہی رہتے ہیں۔ بہرحال تمہارا شکریہ کہ تم نے خود آکر مبارکباد دی لیکن ویری سوری میں بے حد مصروف ہوں اس لئے مزید وقت نہ دے سکوں گا"...... سوپر فیاض نے اسی طرح بے نیازانہ انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں تم کام کرو میں سیٹھ صداقت کے پاس جا رہا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"سیٹھ صداقت کون سیٹھ صداقت"...... سوپر فیاض کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"وہی جس نے تمہیں پکی پکائی کھیر لا کر دی اور تم نے اسے کھا لیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پکی پکائی کھیر۔ کیا مطلب۔ یہ تم آج کیسی باتیں کر رہے ہو"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"تم کام کرو میں نے سیٹھ صداقت کی ملاقات ڈیڈی سے کرانی ہے تاکہ وہ ڈیڈی کو بتا سکے کہ ریڈ سنڈیکیٹ کے بارے میں تمام تفصیلات اس نے تمہیں مہیا کی ہیں اور تم نے اسے اپنا کارنامہ بنا

لیا"۔ عمران نے کہا اور سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب تمہاری بلیک میلنگ کامیاب نہیں رہے گی جو چاہے کرتے رہو۔ مجھے اب تمہاری ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے"۔ سوپر فیاض نے کہا اور میز کی دراز سے اس نے فائل نکالی اور اسے کھول کر اس طرح دیکھنے لگا جیسے اس نے عمران کی وہاں موجودگی کو مکمل طور پر نظرانداز کر دیا ہو۔

"کیا میں تمہارے فون سے ایک لوکل کال کر سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"کر لو"...... سوپر فیاض نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سیٹھ صداقت کی رہائش گاہ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ کن انکھیوں سے سوپر فیاض کی طرف دیکھنے لگا لیکن سوپر فیاض کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

"سوری سر۔ اس نام پر کوئی نمبر نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ایک منٹ"...... سوپر فیاض کی آواز سنائی دی تو عمران مڑا۔

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ یہ سیٹھ صداقت کون ہے اور تم کیوں بار بار اس کا حوالہ مجھے دے رہے ہو اور تمہیں کس نے کہا کہ مجھے کسی نے کاغذات دیئے ہیں اور جن کی بنا پر میں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... سوپر فیاض نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بس ویسے ہی میں نے کہا تھا کہ کسی سیٹھ صداقت نے کل تم سے ملاقات کی ہے اور اس نے تمہیں کاغذات دیئے ہیں جس سے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں جس نے بھی یہ بات کہی ہے بکواس کی ہے جھوٹ بولا ہے۔ اس ریڈ سنڈیکیٹ کا سراغ میں نے خود ذاتی طور پر لگایا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"او کے۔ لگایا ہو گا آخر تم سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہو کوئی گھسیارے تو نہیں ہو اور مجھے فخر ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ میرا دوست ہے"...... عمران نے کہا اور سوپر فیاض کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں ہونا بھی چاہئے فخر ورنہ تم جیسے کو کون منہ لگاتا ہے۔ تمہارے ڈیڈی تمہیں اچھا نہیں سمجھتے۔ بہرحال میں واقعی بے حد مصروف ہوں۔ تم ایسا کرو چھٹی کے دن گھر آ جانا پھر بیٹھ کر گپ شپ کریں گے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر دفتر سے باہر آ گیا۔

"تمہاری ڈیوٹی کس وقت آف ہوتی ہے"...... عمران نے باہر

موجود چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چار بجے جناب کیوں"...... چپڑاسی نے جواب دیا۔

"اس سیٹھ صداقت کا تفصیلی حلیہ معلوم کرنا تھا۔ میں نے سوچا کہ تمہارے گھر آ جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"وہ میں ابھی بتا دیتا ہوں جناب"...... چپڑاسی نے کہا اور پھر اس نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔ وہ دفتر سے ہٹ کر برآمدے میں کھڑے تھے۔

"کس کالونی میں رہتا ہے یہ آدمی"...... عمران نے پوچھا۔

"سنا ہے جناب کہ گلشن کالونی میں اس نے بہت بڑی کوٹھی بنوائی ہے۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کہیں آپ نے صاحب سے تو کوئی بات نہیں کر دی"...... چپڑاسی نے پوچھا۔

"ارے نہیں تم بے فکر رہو"...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چپڑاسی جسے سیٹھ صداقت کہہ رہا ہے اس نے یقیناً سوپر فیاض کو کوئی اور نام بتایا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی سوپر فیاض کو مکمل اعتماد ہے کہ یہ آدمی سامنے نہیں آ سکتا اس لئے اس نے عمران کو لفٹ نہیں دی لیکن عمران اب سوچ رہا تھا کہ یہ سیٹھ صداقت دراصل ہے کون اور اس نے کس مقصد کے تحت اتنے بڑے سنڈیکیٹ کے بارے میں اطلاعات سوپر فیاض کو مہیا کی ہیں۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی

کہ اس کے پس منظر میں لامحالہ کوئی بڑی گیم کھیلی جا رہی ہے۔ اچانک اسے ٹائیگر کا خیال آیا تو اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی اور کار کے ڈیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو عمران کالنگ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس ٹائیگر اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" تم کہاں ہو اس وقت اوور"...... عمران نے پوچھا۔

" جاف کلب میں باس اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" یہ کون سا کلب ہے تم ہر بار نیا نام لے دیتے ہو کیا دارالحکومت میں روزانہ نئے کلب کھلتے رہتے ہیں اوور"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس یہاں زیر زمین دنیا میں نہ جانے کتنے کلب موجود ہیں جو بظاہر عام سی رہائشی کوٹھیاں ہیں لیکن دراصل انہیں کلبوں کی شکل دی گئی ہے۔ جاف کلب رابرٹ روڈ پر واقع ہے اور خفیہ جوا خانہ ہے اوور"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم ایسا کرو لارڈ ہوٹل آجاؤ۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔ میں تم سے بالمشافہ بات کرنا چاہتا ہوں اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور کار

آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل لارڈ میں داخل ہو رہا تھا۔ ہوٹل کا ہال اس وقت تقریباً خالی تھا۔ عمران ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔ ویٹر کو اس نے تازہ اورنج جوس لانے کا کہہ دیا تھا اور پھر ابھی وہ جوس پی رہا تھا کہ ٹائیگر وہاں پہنچ گیا اور عمران نے اس کے لئے بھی جوس منگوا لیا۔

" ریڈ سنڈیکیٹ کے بارے میں تم نے مجھے آج تک کچھ نہیں بتایا تھا جب کہ آج اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ غیر ملکی سنڈیکیٹ تھا اور خاصا بڑا اور خطرناک تھا"...... عمران نے کہا۔

" باس ان کا دھندہ منشیات کی مقامی سطح پر سمگلنگ تھا اس پر میں نے انہیں نظرانداز کر دیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" ریڈ سنڈیکیٹ کا سربراہ ایکریمین بتایا گیا ہے اور اس کے آٹھ ساتھی بھی ایکریمین بتائے گئے ہیں ایسے لوگ تو مقامی سطح پر کام نہیں کرتے لامحالہ ان کا نیٹ ورک بین الاقوامی سطح پر پھیلا ہو گا"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" جو لوگ پکڑے گئے ہیں باس یہ عام سے جرائم پیشہ ہیں البتہ غیر ملکی ضرور ہیں۔ البتہ ریڈ سنڈیکیٹ کا سربراہ جس کا نام جان ریڈ ہے وہ پکڑا نہیں گیا"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

" لیکن اخبار میں تو لکھا گیا ہے کہ وہ بھی پکڑا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" یس باس میں نے بھی اخبار میں پڑھا ہے لیکن جب ریڈ

سنڈیکیٹ کا سربراہ بتایا گیا ہے وہ سربراہ نہیں ہے اس کا نام جان ہے اسے آپ جنرل منیجر ٹائپ کی کوئی چیز سمجھ لیں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پرائڈ کیا ملک سے باہر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہ یہیں موجود ہے البتہ اب شاید وہ یہاں سے نکل جائے کیونکہ اس کا پورا سنڈیکیٹ کور کر لیا گیا ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس ریڈ سنڈیکیٹ کے کاغذات باقاعدہ سوپر فیاض تک پہنچائے گئے ہیں اور سوپر فیاض کے چپڑاسی نے مجھے بتایا ہے کہ ایسا کسی سیٹھ صداقت نے کیا ہے جو گلشن کالونی میں رہتا ہے لیکن سوپر فیاض کو شاید نام غلط بتایا گیا ہے اس لئے وہ اس نام پر نہیں چونکا۔ کیا تم کسی سیٹھ صداقت کو جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب میں نے بھی یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میں تمہیں اس کا حلیہ بتاتا ہوں شاید تم اسے حلیے سے پہچان لو"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چپڑاسی کا بتایا ہوا حلیہ دوہرا دیا۔

"اوہ اوہ یہ تو نظامت کا حلیہ ہے ماسٹر کے نائب کا اور وہ واقعی گلشن کالونی میں ہی رہتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نظامت۔ ماسٹر کا نائب یہ ماسٹر کون ہے"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"زیر زمین دنیا کا گینگسٹر بھی ہے اور زیر زمین دنیا کی پراپرٹی بھی ڈیل کرتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا مطلب زیر زمین دنیا کی پراپرٹی ڈیل کرتا ہے سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس کے لئے واقعی یہ نئی بات تھی۔

"کوئی خفیہ جوا خانہ کلب یا ایسی کوئی پراپرٹی جس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہو۔ اس کی سودے بازی بھی ایسے ہی لوگ کرتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ نظامت کہاں مل سکے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا باقاعدہ اڈہ ہے برائٹ روڈ پر ہوٹل گرین وڈ میں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اور اس ماسٹر کا"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ سامنے تو کبھی نہیں آیا صرف اس کا نام سنا ہے ویسے مجھے کبھی اسے ٹریس کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی لیکن آپ کیا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ریڈ سنڈیکیٹ کے خلاف کاغذات کسی خاص وجہ سے سوپر فیاض تک پہنچائے گئے ہیں اس کے پیچھے کوئی لمبی گیم ہے اور میں یہ گیم جاننا چاہتا ہوں اور اب تمہاری بات سن کر تو مجھے مزید یقین ہو گیا ہے کیونکہ زیر زمین دنیا کے لوگوں کے بھی اپنے چند اصول ہوتے ہیں اور وہ ان اصولوں پر

انتہائی سختی سے عمل کرتے ہیں اس لئے یہ لوگ ایک دوسرے کے خلاف کبھی حکومت کو مخبری نہیں کرتے۔جب کہ اب تم نے بتایا ہے کہ ماسٹر کے نائب نظامت نے ریڈ سنڈیکیٹ کی باقاعدہ مخبری کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس نظامت سے اصل بات معلوم ہو جائے گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا وہ تمہیں جانتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں بہت اچھی طرح"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا سکتے ہو یا اس کے پاس جانا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کو جیسے سہولت ہو ویسے ہی ہو جائے گا یہ نظامت بہت چھوٹی مچھلی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آؤ میں وہیں جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی کھڑا ہو گیا۔عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور اسے ایش ٹرے کے نیچے رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

چوہان اپنے فلیٹ کی سیڑھیاں اتر کر ایک طرف کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک طرف سے ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"جناب ایک منٹ"...... اس آدمی نے کہا تو چوہان ٹھٹھک کر رک گیا اور حیرت سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے اس ادھیڑ عمر آدمی کو دیکھنے لگا جو شکل و صورت سے کوئی کاروباری آدمی لگ رہا تھا۔

"آپ کو میں زحمت دے رہا ہوں میرا نام ارسلان احمد ہے میں ڈرگ انسپکٹر ہوں میری کار خراب ہو گئی ہے میں یہاں سے قریب ہی رہتا ہوں۔ میں نے انتہائی ضروری سرکاری میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے۔ اگر آپ مجھے لفٹ دے دیں تو مہربانی ہو گی"...... اس آدمی نے کہا۔

"اوہ آیئے۔اس میں مہربانی والی کون سی بات ہے۔آپ نے کہاں جانا ہے"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلتھ ڈائریکٹریٹ"...... ارسلان نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آپ کو وہاں پہنچا دوں گا"...... چوہان نے کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اس نے ارسلان کو فرنٹ سیٹ پر اور خود وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"آپ بھی کسی سرکاری محکمے میں ہیں جناب"...... ارسلان احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرا امپورٹ کا بزنس ہے۔ میرا نام راحت ہے"۔ چوہان نے جواب دیا اور کار سٹارٹ کر کے اس نے بیک کر کے موڑی اور پھر آگے بڑھا دی۔

"آپ کس چیز کی امپورٹ ایکسپورٹ کرتے ہیں"...... ارسلان نے پوچھا۔

"جنرل آرڈر سپلائر ہوں کوئی خاص چیز مخصوص نہیں ہے ویسے پچھلے دنوں جعلی اور نقلی ادویات کے سلسلے میں اخبارات میں بہت کچھ شائع ہوا ہے کیا آپ کا محکمہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کرتا"۔ چوہان نے کہا تو ارسلان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے میں خود ڈرگ انسپکٹر ہوں۔ میری ڈیوٹی میں شامل ہے کہ میں اپنے ایریئے میں موجود میڈیکل سٹوروں کو چیک کرتا رہوں کہ وہاں آؤٹ آف ڈیٹ اور جعلی ادویات تو فروخت نہیں ہوتیں لیکن میں آپ کو کیا بتاؤں کہ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے اور دھڑلے سے ہو رہا ہے لیکن ہم بے بس

ہیں"...... ارسلان نے کہا۔

"کیوں آپ بے بس کیوں ہیں"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے بڑے سے بڑے افسران تک اس کالے دھندے میں ملوث ہیں سب کے پاس باقاعدہ حصہ پہنچتا ہے ہم نے شروع میں چند کیس پکڑ لئے تو نہ صرف یہ کہ مجھے افسران نے بلا کر جھاڑا بلکہ مجھے سزا کے طور پر آفس میں کلرکی پر لگا دیا۔ اور وہ کیس ختم کر دیئے گئے اب نہ ہی میرے پاس سرمایہ ہے اور نہ کوئی ایسی اہلیت کہ میں اور جگہ نوکری کر لوں یا اپنا کاروبار کر لوں اس لئے میں بھی خاموش ہو گیا صرف اتنا ہے کہ میں نہ ہی خود حرام کھاتا ہوں اور نہ اپنے بچوں کو کھلاتا ہوں میں صرف تنخواہ پر گزارا کرتا ہوں"۔ ارسلان نے کہا تو چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارسلان صاحب اگر آپ ناراض نہ ہوں تو عرض کروں کہ اپنی ڈیوٹی سے کوتاہی کے بعد آپ جو کچھ محکمے سے وصول کرتے ہیں وہ بھی حلال نہیں رہتا آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ جعلی اور نقلی ادویات کو روکیں لیکن آپ ایسا نہیں کرتے تو پھر آپ خود سوچیں کہ آپ کی تنخواہ آپ پر کیسے حلال ہو جاتی ہے"...... چوہان نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن اس دور میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ تو پورا مافیا ہے یہ تو آدمی کو مکھی کی بھی حیثیت نہیں دیتے یہ اگر چاہیں تو مجھے اور میرے بچوں کو ایک لمحے میں

گولیوں سے اڑا دیں اور کسی نے انہیں نہیں پوچھا"۔ ارسلان نے کہا۔

"لیکن اب تو یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے انٹیلی جنس نے تمام گروہ پکڑ لئے ہیں سارا جعلی اور نقلی مال بھی پکڑا گیا ہے وہ تمام لوگ جو اس دھندے میں ملوث تھے وہ بھی پکڑے گئے ہیں"۔ چوہان نے کہا۔

"جی ہاں ایسا ہی ہوا ہے لیکن چند روز بند ہو جانے کے بعد یہ دھندہ پھر شروع ہو گیا ہے چاہئے تھوڑے پیمانے پر ہی سہی لیکن ہو گیا ہے مال دوسرے صوبوں سے آرہا ہے"...... ارسلان نے کہا اور چوہان بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا وہی لوگ کر رہے ہیں جو پکڑے گئے تھے"...... چوہان نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں ان کی ضمانتیں ہو گئی ہیں کیونکہ قانون اس قدر سخت نہیں ہے اور چور ظاہر ہے چوری سے تو نہیں جا سکتا البتہ اب چھپ کر کام ہو رہا ہے پہلے دھڑلے سے ہوتا تھا چند روز گزر جانے کے بعد ایک بار پھر اسی طرح دھڑلے سے شروع ہو جائے گا"۔ ارسلان نے کہا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کام کرنے والے اصل لوگ کون ہیں میرا مطلب ہے جو لوگ اصل میں پشت پر ہوتے ہیں کیونکہ انہی کی وجہ سے ہی مکروہ دھندہ دوبارہ شروع ہو جاتا ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"سنی سنائی بات ہے کہ کوئی نواب دولہ اس سارے سیٹ اپ

کا اصل سرغنہ ہے اور اس کے تعلقات بے حد وسیع ہیں لیکن اب یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ اس نواب دولہ نے یہ کاروبار کسی سنڈیکیٹ کو فروخت کر دیا ہے۔ بس اس سے زیادہ کا علم نہیں ہے کیونکہ میں ان لوگوں کے مزاج کا آدمی نہیں ہوں اس لئے یہ لوگ مجھ سے کھل کر بات نہیں کرتے"...... ارسلان نے جواب دیا۔

"یہاں دارالحکومت میں کوئی تو ایسا آدمی ہو گا جو سب کچھ جانتا ہو گا نواب دولہ کو بھی اور اس سنڈیکیٹ کو بھی"۔ چوہان نے کہا۔

"جی اب کیا بتاؤں راحت صاحب محکمہ صحت کے ایڈیشنل سیکرٹری رضا حبیب صاحب سب کچھ جانتے ہیں بلکہ میں نے تو سنا ہے کہ یہ سارا دھندہ ان کی سرپرستی میں ہو رہا ہے آج ویسے میٹنگ بھی انہوں نے بلائی ہے"...... ارسلان نے کہا۔

"اس میٹنگ میں کیا ہو گا"...... چوہان نے کہا تو ارسلان بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا ہونا ہے باتیں ہوں گی۔ تجویزیں پیش کی جائیں گی کہ اس مذموم دھندے کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے لیکن عملی طور پر کچھ بھی نہیں ہو گا۔ کاغذی کارروائی ہو جائے گی اور حکومت کو رپورٹ پہنچ جائے گی"...... ارسلان نے جواب دیا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ہیلتھ ڈائریکٹریٹ کے قریب لے جا کر کار روکی اور ارسلان اس کا شکریہ ادا کر کے نیچے اتر گیا تو چوہان نے کار آگے بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد صدیقی کی نئی رہائش گاہ پر پہنچ چکا تھا۔ میکا کے

کی وجہ سے انہوں نے رہائش گاہیں تبدیل کر لیں تھیں۔

"آؤ چوہان آج بغیر اطلاع کیسے آنا ہوا ہے"...... صدیقی نے کہا کیونکہ چوہان کی عادت تھی کہ وہ پہلے فون کر کے اپنے آنے کی اطلاع دیتا تھا پھر پہنچتا تھا۔

"بس اچانک ہی ایک بات کا پتہ چلا تو میں تمہاری طرف آ گیا"۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس بات کا"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"وہ جعلی ادویات کا دھندہ دوبارہ شروع ہو گیا ہے"...... چوہان نے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ کیسے معلوم ہوا۔ سارا سیٹ اپ تو ختم ہو گیا تھا"۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو چوہان نے ارسلان سے ملاقات سے لے کر اس کی بتائی ہوئی ساری تفصیلات بتا دی۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ اصل سرغنے پکڑے نہیں گئے جبکہ ہم یہی سمجھے ہوئے تھے کہ پورا سیٹ اپ ختم ہو گیا ہے"۔ صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن میں یہ بات سوچ رہا ہوں صدیقی کہ چاہے اصل سرغنے ہی کیوں نہ پکڑ لیں کوئی دوسرا یہ کام شروع کر دے گا۔ ہم آخر کب تک اسے روک لیں گے"...... چوہان نے کہا۔

"برائی کو ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ لالچ ان کے اندر موجود رہتا ہے لیکن اسے کسی حد تک روکا جا سکتا ہے۔ اصل

سرغنے قابو آ جائیں تو ان کی فیکٹریاں۔ ان کے گودام اور فروخت کرنے والے بڑے بڑے سپلائر سب کو عبرتناک سزا مل جائے تو یہ برائی کافی حد تک رک جائے گی۔ پھر مسلسل اس کے بارے میں جب اخبارات میں خبریں چھپیں گی تو عوام بھی ہوشیار ہو جائیں گے اور اصل بات یہ ہے کہ جب تک سرکاری سطح پر دیانت دار اور فرض شناس لوگ نہیں آئیں گے اس کا مکمل خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔ اب دیکھو ارسلان اچھا اور فرض شناس آدمی ہے لیکن وہ بے بس ہے جب کہ وہ ایڈیشنل سیکرٹری خراب مچھلی ہے لیکن وہ کام کر رہا ہے۔ اگر ارسلان کو انچارج بنا دیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ معاملات کو کافی حد تک سدھار لے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن یہ کام تو حکومت کا ہے کہ وہ دیانت دار لوگوں کو ایسی سیٹوں پر لگائے۔ لیکن ان سرغنوں کا کیا کرنا ہے۔ وہ نواب دولہ اور سنڈیکیٹ وغیرہ"۔ چوہان نے کہا۔

"ظاہر ہے ان کا کھوج لگانا پڑے گا اور اس کے لئے ٹپ بھی موجود ہے اس ایڈیشنل سیکرٹری کی۔ ٹھہرو میں معلوم کرتا ہے شاید فوری کام بن جائے"...... صدیقی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ کے آفس اور رہائش گاہ کے نمبر

"وین"...... صدیقی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ آفس کا نمبر کون سا ہے اور رہائش گاہ کا کون سا ہے۔ صدیقی نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رہائش گاہ کا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"جی صاحب"...... ایک آواز سنائی دی لہجے سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والا کوئی ملازم ہے۔

"ایڈیشنل سیکرٹری صاحب موجود ہیں میں سپیشل فورس کا چیف بول رہا ہوں"...... صدیقی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بڑے صاحب باتھ روم میں ہیں جناب دفتر جانے کے لئے تیار ہو رہے ہیں"...... ملازم نے جواب دیا۔

"کیا نام ہے بڑے صاحب کا"...... صدیقی نے پوچھا۔

"جی طاہر صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کی یہ رہائش گاہ کہاں ہے کیا نمبر ہے اس کا"...... صدیقی نے پوچھا۔

"جی آفیسرز کالونی بی بلاک کوٹھی نمبر ایک سو اٹھاون جناب"۔ ملازم نے جواب دیا۔

"اچھا اپنے بڑے صاحب کو کہہ دو کہ سپیشل فورس کا چیف ان سے ملنے رہائش گاہ پر آ رہا ہے تب تک آفس نہ جائیں"...... صدیقی نے کہا۔

"جناب میں تو ملازم ہوں میری تو جرأت نہیں ہے انہیں کچھ کہنے

کی۔ آپ دس منٹ بعد دوبارہ فون کر لیں جناب"...... ملازم نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر بعد وہ تیار ہو کر دفتر پہنچ جائیں گے"۔ صدیقی نے کہا۔

"جناب ایک ڈیڑھ گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا"...... ملازم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اس دوران ہم خود پہنچ جائیں گے"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ چلیں"...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ بتا دے گا"...... چوہان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اسے اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹر لے آئیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"وہ خاصا بڑا افسر ہے اس طرح اس کو کوٹھی سے اغوا کرنا خاصا دشوار ہو جائے گا پھر آفیسر کالونی کے باہر باقاعدہ چیک پوسٹ موجود ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ارے ہاں بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ پھر کیا کیا جائے"۔ صدیقی نے کہا۔

"یہ لازماً رات کو کسی کلب میں جاتا ہو گا۔ وہاں سے اسے اغوا کیا جا سکتا ہے۔ فی الحال ہمیں اپنے طور پر اس نواب دولہ اور سنڈیکیٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہئیں"...... چوہان نے کہا۔

"اب سڑکوں پر آوازیں دے کر پوچھنے سے تو رہے۔ اس نواب

دولہ کا کوئی نہ کوئی کلیو ملنا چاہیے۔ ٹھہرو ایک آدمی ہے میری نظر میں شاید اسے معلوم ہو"...... صدیقی نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جیکسن بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سارجنٹ بول رہا ہوں جیکسن"...... صدیقی نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ سارجنٹ صاحب آپ اس وقت کیسے فون کیا خیریت"۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ایک پارٹی کا کام ہے خاصا بڑا کام ہے۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ سودا یہاں کا کوئی نواب دولہ اڑا لے گا۔ میں نے انہیں یقین دلا ہے کہ میں نواب دولہ کو یہ سودا نہ اڑانے دوں گا۔ لیکن اب مسئلہ ہے کہ میری پارٹی نے بس صرف نواب دولہ کا نام سنا ہوا ہے اد میں نے تو یہ نام بھی پہلی بار سنا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید تمہیں اس کے بارے میں علم ہو تو میں اس سے مل کر اسے ویسے ہی ر دے دوں تاکہ وہ سودے کے آڑے نہ آئے"...... صدیقی نے کہا۔

"آپ کا یہ سودا جعلی ادویات کے سلسلے میں تو نہیں"۔ دوسر طرف سے کہا گیا تو صدیقی کے ساتھ ساتھ چوہان بھی چونک کیونکہ لاؤڈر پر وہ بھی بات چیت سن رہا تھا۔

"اوہ نہیں ہمارا سودا تو شراب کے سلسلے میں ہے"...... نے کہا۔

"تو پھر یہ کوئی اور نواب دولہ ہو سکتا ہے کیونکہ میں جس نواب دولہ کو جانتا ہوں اس کا انڈر گراؤنڈ بزنس تو جعلی ادویات کا ہے۔ وہ اس بزنس کا کنگ ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"اس کی کیا تفصیل ہے شاید اس کی بھی ضرورت پڑ جائے"۔ صدیقی نے کہا۔

"سوری اگر ایسی کوئی بات ہو تو آپ مجھ سے رابطہ کریں میں اس سے رابطہ کروں گا۔ اس کا مین ایجنٹ میں ہوں میرا کمیشن دو فیصد آپ کو دیتا ہوگا"...... جیکسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو پھر رابطہ کروں گا گڈ بائی"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ جیکسن اس کے بارے میں جانتا ہے۔ چلو پھر اس سے معلوم کر لیا جائے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں لیکن مجھے وہ میک اپ کرنا پڑے گا جو میں سارجنٹ کے طور پر کرتا ہوں"...... صدیقی نے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صدیقی اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب صدیقی ڈریسنگ روم سے واپس آیا تو واقعی وہ ایسے میک اپ میں تھا جو کسی زیر زمین دنیا کے آدمی کا ہو سکتا تھا۔

"آؤ اب چلیں تم پارٹی ہو اور تمہارا نام جارف ہے"...... صدیقی نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار جیکسن کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی

جیکسن اس کلب کا مالک تھا اور زیر زمین دنیا کا ایک معروف آدمی تھا۔ صدیقی سارجنٹ کے روپ میں اکثر اس سے ملتا رہتا تھا تاکہ اگر کوئی غیر ملکی ایجنٹ زیر زمین دنیا سے رابطہ قائم کرے تو اسے معلوم ہو سکے۔ جیکسن کو صدیقی نے بارے میں یہ معلوم تھا کہ اس کے تعلقات غیر ملکی پارٹیوں سے ہیں اور وہ سوداکاری کا کام کرتا رہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کار جیکسن کلب کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور پھر پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ صدیقی اور چوہان نیچے اترے۔

"وہ اس وقت کلب میں آگیا ہو گا"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں میں نے اس کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا۔ کلب تو وہ شام کو آتا ہے۔ اس کی رہائش گاہ کلب کے عقب میں ہے اسی لئے تو مجھے سارجنٹ کا میک اپ کرنا پڑا ہے ورنہ کلب میں تو اس سے ہر شخص ملاقات کر سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے عقب میں پہنچ گئے۔ عقبی طرف ایک چھوٹی اور خوبصورت لیکن جدید طرز تعمیر کی حامل عمارت موجود تھی۔ جس کے مین گیٹ کے باہر دو مشین گنوں سے مسلح دربان بھی کھڑے تھے۔

"اوہ آپ سارجنٹ صاحب"...... ان میں سے ایک نے صدیقی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے صاحب سے پارٹی کو ملوانا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"آیئے"...... اسی دربان نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پھاٹک

کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بہترین انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔

"میں صاحب کو اطلاع دیتا ہوں آپ بیٹھیں"...... دربان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ دونوں یہاں دربان بھی ہیں اور ملازم بھی"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ جیکسن نے شادی نہیں کی وہ یہاں اکیلا رہتا ہے۔ کھانا وغیرہ تو کلب میں ہی کھا لیتا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک گینڈے نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر عام پتلون اور شرٹ تھی اور چہرے پر حیرت تھی۔ شکل سے وہ کافی خرانٹ اور مکار آدمی نظر آ رہا تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی صدیقی اور چوہان دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے ابھی تو تمہارا فون آیا تھا اور ابھی تم خود بھی پہنچ گئے۔ خیریت"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس قسمت کی بات ہے فوراً ہی تمہارے مطلب کی پارٹی مل گئی اس لئے فوری طور پر چلا آیا۔ ان سے ملو یہ جارف ہیں اور جعلی ادویات کے سلسلے میں لمبا سودا کرنا چاہتے ہیں"...... صدیقی نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تو جیکسن نے غور سے چوہان کی طرف دیکھا اور پھر اس نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

شاید وہ چوہان کو پارٹی سمجھتے ہوئے اس سے بے تکلف نہیں ہونا چاہتا تھا تاکہ سودے میں رعایت کا جواز پیدا نہ ہو سکے۔

" کتنا مال آپ کو چاہئے مسٹر جارف"...... جیکسن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" جتنا تم سپلائی کر سکو"...... چوہان نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

" میں تو اربوں روپے کا مال سپلائی کر سکتا ہوں"...... جیکسن نے کہا اور چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے اتنا بڑا سودا نہیں صرف بیس کروڑ روپے کا کر سکتا ہوں"...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا تو جیکسن کے چہرے پر پہلی بار مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ شاید بیس کروڑ کی رقم نے اسے احساس دلا دیا تھا کہ چوہان بہت بڑی پارٹی ہے۔

" کون سا مال چاہئے اور کہاں کے لئے"...... اس بار جیکسن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہر قسم اور ہر ٹائپ کا مال اور ڈیلیوری ہم خود لیں گے لیکن مسٹر جیکسن یہ سودا آپ سے نہیں ہو سکے گا۔ اصل باس سے ہو گا"۔ چوہان نے کہا۔

" اصل باس۔ کیا مطلب آپ کو مال سے غرض ہے آپ کو مل جائے گا"...... جیکسن نے چونک کر کہا۔

" سوری آپ نے پچھلے دنوں اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ انٹیلی

جنس نے جعلی ادویات کے سلسلے میں ایک بڑا آپریشن کیا ہے اس لئے ہماری پارٹی بے حد محتاط ہو گئی ہے۔ وہ درمیانے آدمی کو کمیشن تو دے سکتی ہے لیکن سودا براہ راست نواب دولہ سے ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کو یہ شرط منظور ہو تو ٹھیک ورنہ ہمیں اجازت دیں"...... چوہان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" پیمنٹ کا کیا سلسلہ ہو گا"...... جیکسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" پیمنٹ نقد اور کیش لیکن مال کی ڈیلیوری کے موقع پر"۔ چوہان نے جواب دیا۔

" او کے۔ آپ بیٹھیں میں بات کر کے آتا ہوں"...... جیکسن نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

" سوری مسٹر۔ نواب دولہ نے اپنا پورا بزنس ہی فروخت کر دیا ہے اس لئے سوری"...... جیکسن نے کہا۔

" فروخت کر دیا ہے کیا مطلب"...... صدیقی نے کہا۔

" میں نے ان سے بات کی ہے۔ انہوں نے بھی انٹیلی جنس کا حوالہ دیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس بزنس سے ہاتھ اٹھا لیا ہے اور مال اور فیکٹریاں سب کسی غیر ملکی پارٹی کو فروخت کر دی ہیں"۔ جیکسن نے جواب دیا۔

" کس پارٹی کو تاکہ اس سے بات ہو سکے"...... چوہان نے کہا۔

"میں نے پوچھا لیکن انہوں نے کہا کہ انہیں اس پارٹی کا علم نہیں ہے البتہ کوئی غیر ملکی سنڈیکیٹ ہے۔ کسی درمیانی آدمی کے ذریعے سودا ہوا ہے"...... جیکسن نے جواب دیا۔

"چلو اب تو بتا دو کہ یہ نواب دولہ کون ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتا بھی دوں گا تب بھی تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ وہ پاکیشیا کی اتنی بڑی شخصیت ہے کہ اس پر کسی کو یقین نہیں آسکتا۔ نواب افتخار احمد"...... جیکسن نے کہا۔

"نواب افتخار احمد وہ کون ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"معاشرتی طور پر اس کا بڑا نام ہے البتہ زیر زمین دنیا والے اسے نہیں جانتے۔ زیر زمین دنیا میں وہ نواب دولہ کے نام سے جانا جاتا ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"اس درمیانی آدمی کا پتہ لگ جائے تو پھر بھی بات ہو سکتی ہے"......چوہان نے کہا۔

"لیکن مجھے کمیشن کون دے گا"...... جیکسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کمیشن کی فکر مت کریں کچھ نہ کچھ آپ کو مل ہی جائے گا۔ دو پرسنٹ نہ سہی ایک پرسنٹ سہی۔ لیکن سودا ہونا چاہئے"......چوہان نے کہا تو جیکسن کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

"ٹھیک ہے میں معلوم کر لوں گا۔ پھر آپ سے بات ہو گی۔ ظاہر

ہے اس میں وقت تو بہرحال لگے گا" جیکسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر ملاقات ہو گی تو [illegible]"...... صدیقی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی چوہان بھی کھڑا ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس کی رہائش گاہ سے نکل کر دوبارہ پارکنگ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا خواہ مخواہ کی بھاگ دوڑ ہوئی"......چوہان نے کہا۔

"نہیں بہت کچھ ہو گیا ہے۔ اتنا راستہ مل گیا کہ ہمارے خیال کے مطابق مشن مکمل ہو گیا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ابھی اربوں روپے کا تیار شدہ مال بھی موجود ہے اور جعلی ادویات بنانے والی فیکٹری نہیں بلکہ فیکٹریاں موجود ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"ہاں یہ بات تو درست ہے لیکن اب اس سنڈیکیٹ اور اس درمیانی آدمی کا پتہ کیسے چلے گا"......چوہان نے کہا۔

"اس ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ سے لامحالہ نئی پارٹی نے رابطہ کیا ہو گا۔ رات کو اسے اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کریں گے"۔ صدیقی نے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران رانا ہاؤس کے بلیک روم میں داخل ہوا تو وہاں کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا ایک آدمی موجود تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی اور کنپٹی پر موجود ضرب کا نشان بتا رہا تھا کہ اسے کنپٹی پر زوردار چوٹ مار کر بے ہوش کیا گیا ہے۔ سوپر فیاض کے چپڑاسی نے اس کا جو حلیہ بتایا تھا اس آدمی کا حلیہ وہی تھا البتہ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی لباس موجود تھا۔ بلیک روم میں جوانا کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی موجود تھا۔

"اس نظامت کو اغوا کرنے میں کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نو باس میں اس کے آفس گیا۔ میں نے اس سے ایک بڑی پارٹی سے ملاقات کی بات کی یہ تیار ہو گیا۔ پھر میں اسے اپنی کار میں

لے کر یہاں آ گیا۔ یہاں کار سے باہر نکلتے ہی میں نے اس کی کنپٹی پر چوٹ ماری اور اسے بے ہوش کر دیا۔ اس کے بعد یہ یہاں پہنچ گیا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"جوانا اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا آگے بڑھ گیا جب کہ عمران کے اشارے پر ٹائیگر اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر ایک ہی ہاتھ سے نظامت کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد نظامت نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ ٹائیگر تم یہ سب کیا ہے"...... نظامت نے عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو پہچانتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اصل نام صداقت ہے"...... عمران نے کہا اور نظامت بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"میرا نام نظامت ہے لیکن تم کون ہو اور یہ مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے یہ کیا سلسلہ ہے"...... نظامت نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جوانا"...... عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس کے دائیں بازو کی ہڈی توڑ دو"...... عمران نے سرد لہجے میں

کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... نظامت نے جوانا کو اپنی طرف جارحانہ انداز میں بڑھتے ہوئے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ جوانا کا بازو گھوما اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ نظامت کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ جوانا کی کھڑی ہتھیلی کی ہلکی سی ضرب نے نظامت کے بازو کی ہڈی توڑ ڈالی تھی۔ نظامت مسلسل چیخ رہا تھا اور سر دائیں بائیں مار رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"اب تمہیں یاد آ گیا ہو گا اپنا اصل نام جب تم محلے میں رہتے تھے یا دوسرے بازو کی ہڈی بھی توڑنی پڑے گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں میرا نام صداقت تھا۔ میں نے نام بدل لیا تھا اب میرا نام نظامت ہے"...... نظامت نے کراہتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اب تم نظامت ہو تو نظامت ہی سہی۔ اب تم بتاؤ گے کہ تم نے انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ریڈ سنڈیکیٹ کے بارے میں جو کاغذات پہنچائے تھے وہ کس کے کہنے پر دیئے تھے"۔ عمران نے کہا تو تکلیف کے باوجود نظامت کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"مم۔ مم۔ میرا سنٹرل انٹیلی جنس سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

نظامت نے کہا۔

"اس بار آنکھ بھی نکالی جا سکتی ہے مسٹر نظامت۔ کیا خیال ہے"...... عمران نے لہجے سرد تھا۔

"مم۔ مم سچ کہہ رہا ہوں"...... نظامت نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جوانا اس کی آنکھ نکال دو"...... عمران نے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ رک جاؤ میں بتاتا ہوں میں سب کچھ بتاتا ہوں۔ خدا کے واسطے رک جاؤ"...... نظامت نے جوانا کو ایک بار پھر جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور عمران کے اشارے پر جوانا واپس ہٹ کر پہلی والی جگہ پر رک گیا۔

"سنو نظامت یہاں تمہاری بدمعاشی نہیں چلے گی سمجھے۔ اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو سب کچھ اگل دو۔ ورنہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ ادھیڑ دیا جائے گا"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو۔ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"۔ نظامت نے کہا۔

"تمہیں سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے صرف جواب دو۔ بولو کس کے کہنے پر یہ کاغذات پہنچائے تھے تم نے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر۔ باس ماسٹر کے حکم پر"...... نظامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تفصیل بتاؤ۔ اس کے پیچھے کیا گیم تھی"...... عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ دراصل باس ماسٹر نے نواب دولہ کے مال اور فیکٹریوں کا سودا ریڈ سنڈیکیٹ سے کرایا تھا۔ ماسٹر نے ریڈ سنڈیکیٹ سے اپنا کمیشن مانگا تو ریڈ سنڈیکیٹ نے پورا حصہ دینے سے انکار کر دیا جس پر ماسٹر نے سارے مال اور فیکٹریوں پر خود قبضہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ ماسٹر کے پاس ریڈ سنڈیکیٹ کے بارے میں مکمل تفصیلات موجود تھیں وہ میں نے سوپر فیاض کو پہنچا دیں اس طرح ریڈ سنڈیکیٹ ختم ہو گیا اور مال اور فیکٹریوں پر باس نے قبضہ کر لیا۔ نواب دولہ کو رقم ریڈ سنڈیکیٹ نے بھری لیکن مال پر باس ماسٹر کا قبضہ ہو گیا"...... نظامت نے کہا۔

"کس قسم کا مال تھا اور کس قسم کا فیکٹریاں تھیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جعلی اور نقلی ادویات کی"...... نظامت نے جواب دیا اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ کتنی فیکٹریاں تھیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نواب دولہ کی دس بڑی فیکٹریاں تھیں جن میں سے ایک پکڑی گئی تھی لیکن نو فیکٹریاں بچ گئی تھیں۔ اسی طرح پندرہ مال سے بھرے ہوئے گودام بھی بچ گئے تھے۔ لیکن نواب دولہ شاید خوفزدہ ہو

گیا تھا اس لئے اس نے سب کچھ فروخت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ باس ماسٹر یہ دھندہ کرتا ہے اس لئے باس ماسٹر نے نو فیکٹریوں اور مال کا سودا ریڈ سنڈیکیٹ سے کرا دیا۔ اسی نوے کروڑ روپے کی ڈیل تھی۔ پھر ریڈ سنڈیکیٹ کو پکڑوا دیا گیا اس طرح ساری فیکٹریاں اور مال باس کے قبضے میں آگئے"...... نظامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض تمہیں کب سے جانتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے وہ نہیں جانتا۔ میں نے اسے فون کیا تھا کہ میں اپنے طور پر سماج دشمن عناصر کے خلاف کام کرتا رہتا ہوں اور پھر معلومات مخبری کرنے والی پارٹیوں کو فروخت کر دیتا ہوں لیکن ریڈ سنڈیکیٹ کے خلاف میں نے جو معلومات اکٹھی کی ہیں وہ میں حکومت تک اس لئے پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ غیر ملکی ہیں اور یہاں بڑے بڑے جرائم کر رہے ہیں اس پر سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مجھے اپنے آفس بلا لیا۔ میں وہاں گیا میں نے اسے کاغذات دیئے اور ساتھ ہی کہا کہ میرا نام سامنے نہ آئے ورنہ مجرم مجھے ہلاک کر دیں گے۔ یہ تفصیلات مکمل تھیں۔ سپرنٹنڈنٹ نے لامحالہ انہیں چیک کیا ہو گا اور درست ثابت ہونے پر اس نے ایکشن لے لیا اس طرح سنڈیکیٹ ختم ہو گیا اور باس ماسٹر کو سارا مال اور فیکٹریاں مل گئیں"...... نظامت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ نواب دولہ کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ کبھی سامنے نہیں آتا۔ صرف اس کا نام سننے میں آتا ہے۔

البتہ ماسٹر لامحالہ اس سے واقف ہو گا۔ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں ہے"...... نظامت نے جواب دیا اور عمران نے محسوس کیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"یہ فیکٹریاں اور گودام ان کی کیا تفصیلات ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ماسٹر کو معلوم ہو گا۔ اس کی عادت ہے کہ وہ ایسی معلومات صرف اپنے تک محدود رکھتا ہے"...... نظامت نے کہا۔

"یہ ماسٹر کہاں ملے گا اس وقت"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ تو ملک سے باہر چلا گیا ہے تاکہ ریڈ سنڈیکیٹ کے ہمدرد اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں"...... نظامت نے کہا لیکن اس بار اس کا لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ اس نے غلط بیانی کی ہے۔

"اس کی دائیں آنکھ نکال دو جوانا۔ اس نے پھر جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ رک جاؤ میں بتاتا ہوں جناب میں بتاتا ہوں ماسٹر اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہے"...... نظامت نے ایک بار پھر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو روک دیا۔

"اس کے قریب کھڑے ہو جاؤ اب اگر یہ جھوٹ بولے تو فوراً اس کی آنکھ نکال دینا"...... عمران نے کہا۔

"کہاں ہے اس کا ہیڈ کوارٹر"...... عمران نے پوچھا تو نظامت

نے اس کا پتہ بتا دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس نے شہر سے باہر کسی زرعی فارم میں ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اسی لئے تو کوئی اس کے بارے میں نہیں جانتا"۔ نظامت نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر"...... عمران نے پوچھا تو نظامت نے فون نمبر بتا دیا۔

"اس کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اسی ہیڈ کوارٹر کے نیچے تہہ خانے میں"...... نظامت نے جواب دیا۔

"فون لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون موجود تھا۔

"اس کا منہ بند کر دو"...... عمران نے جوانا سے کہا تو جوانا نے جیب سے ایک رومال نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے اس کے جبڑے بھینچے اور نظامت کا منہ کھلتے ہی اس نے رومال اس کے منہ میں ٹھونس دیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے نظامت کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نظامت بول رہا ہوں باس سے بات کراؤ"...... عمران نے

نظامت کی آواز نکالی تو نظامت کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"ہیلو ماسٹر بول رہا ہوں کیا بات ہے کیوں فون کیا ہے یہاں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

"باس ریڈ سنڈیکیٹ کا اصل سربراہ جان ریڈ تو پکڑا نہیں گیا۔ ایسا نہ ہو کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ہم نے انٹیلی جنس کو مخبری کی ہے اور وہ ہمارے خلاف ایکشن شروع کر دے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے تم فکر مت کرو۔ وہ اب تک ملک چھوڑ چکا ہو گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ باس میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں"۔ عمران نے کہا۔

"تم اپنا کام کرو میں جو کچھ کرتا ہوں بہت سوچ سمجھ کر کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا عمران نے فون آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ نظامت نے سچ بولا ہے۔ ٹائیگر تم جوزف اور جوانا کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس ماسٹر کو اٹھا لاؤ۔ وہاں جو نظر آئے اسے اڑا دینا۔ مجھے بہرحال ماسٹر یہاں زندہ سلامت چاہئے"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"...... جوانا نے نظامت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اسے بھی ختم کر دو یہ بھی ان مکروہ ترین مجرموں میں سے ایک ہے"...... عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اسے اپنے عقب میں نظامت کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر یہ چیخیں خاموشی میں ڈوبتی چلی گئیں لیکن عمران آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر جب ٹائیگر جوزف اور جوانا کے ساتھ رانا ہاؤس سے چلا گیا تو عمران نے سٹنگ روم میں بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں صدیقی فورسٹارز کا جعلی ادویات والا مشن ابھی ادھورا ہے جب کہ فورسٹارز مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے عمران صاحب اور فورسٹارز اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ مارگریٹ اصل سرغنہ نہیں تھی بلکہ اصل سرغنہ نواب دولہ تھا جس نے یہ کاروبار آگے ایک سنڈیکیٹ کو فروخت کر دیا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران کی آنکھیں حلقوں میں سرچ لائٹوں کی طرح گردش کرنے لگیں۔

"واقعی چیف بننے کے بعد چودہ نہیں بلکہ چودہ ہزار طبق روشن ہو جاتے ہیں۔ چیف آف سیکرٹ سروس سے بات کی جائے تو وہ بھی یہی کہتا ہے کہ مجھے پہلے سے معلوم ہے اور اب میں نے سوچا کہ چلو چیف آف فورسٹارز پر اپنی کارکردگی کا رعب جھاڑا جائے تا کہ بیچارے ٹو نٹکل سٹار کا کچھ بھلا ہو جائے تو یہاں بھی چیف کا جواب وہی ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب چیف کے باخبر ہونے کے بہت سے ذرائع پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے وہ واقعی باخبر رہتا ہے میں تو واقعی مطمئن تھا لیکن چوہان کو کلیو مل گیا اس نے مجھے بتایا اور پھر میں نے اور چوہان نے اس پر کام شروع کر دیا۔ اس طرح مجھے علم ہو گیا اب یہ اور بات ہے کہ چیف ساری معلومات اپنے کھاتے میں ڈال لیتا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"چوہان کو کیا کلیو ملا ہے"...... عمران نے پوچھا تو صدیقی نے چوہان کی ارسلان سے ملاقات سے لے کر جیکسن سے ہونے والی ملاقات کی پوری تفصیل بتا دی۔

"نواب افتخار احمد۔ اوہ تو وہ ہے نواب دولہ۔ ویری بیڈ۔ وہ تو معاشرے میں انتہائی معزز آدمی سمجھا جاتا ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ سر عبدالرحمن سے ان کے خاندانی تعلقات تھے بلکہ ایک دوسرے کی شادی غمی میں

ان کا آنا جانا تھا۔

"ہاں لیکن اب اس نے بزنس فروخت کر دیا ہے۔ اب ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ رات کو آفیسرز کالونی سے اس ایڈیشنل سیکرٹری کو اٹھائیں گے اور پھر اس سے معلوم کریں گے کہ کاروبار اب کس نے خریدا ہے کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ نئی پارٹی نے اس سے ضرور رابطہ کیا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"جس سنڈیکیٹ کو یہ بزنس فروخت کیا گیا ہے وہ ریڈ سنڈیکیٹ ہے اور ریڈ سنڈیکیٹ کو اس بزنس کی وجہ سے سوپر فیاض کے ذریعے ختم کرا دیا گیا ہے۔ اب یہ بزنس ماسٹر نامی آدمی کے پاس ہے۔ تم ایسا کرو رانا ہاؤس آجاؤ۔ بہرحال یہ کیس فورسٹارز کا ہے ٹائیگر جوزف اور جوانا اس ماسٹر کو لے آنے کے لئے گئے ہوئے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کو کیسے اس بات کا علم ہوا عمران صاحب کہ ابھی مشن ادھورا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"مجھے سوپر فیاض کی کارکردگی نے چونکا دیا تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سوپر فیاض کتنے پانی میں ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس کے بیک گراؤنڈ میں کسی کی لمبی گیم ہے۔ میں سوپر فیاض کے پاس گیا تو اس نے مجھے گھاس ہی نہ ڈالی۔ البتہ اس کے چپڑاسی سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ سوپر فیاض کو باقاعدہ کاغذات پہنچائے گئے اور کاغذات پہنچانے والے آدمی کی بدقسمتی کہ وہ پہلے غریب آدمی

تھا اور اسی چپڑاسی کے محلے میں رہتا تھا اس وقت اس کا نام صداقت
تھا لیکن پھر جرائم کی دنیا میں آکر اس نے صداقت کا جھنڈا ایک
طرف رکھا اور اپنا نام نظامت رکھ لیا۔ ٹائیگر اسے حلیہ سے پہچان گیا
اس طرح اس نظامت کو رانا ہاؤس لے آیا گیا اور اس سے ان
سارے حالات کا پتہ چلا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب میں آرہا ہوں لیکن آپ نے کیس تو
بہرحال سوپر فیاض کے ہی حوالے کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں چونکہ سوپر فیاض نے مجھے گھاس نہیں ڈالی تو اب میں
نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کے آگے چارہ ڈالنا بند کر دوں
گا"...... عمران نے کہا اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"او کے میں آرہا ہوں عمران صاحب"...... صدیقی نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

نواب افتخار اپنے مخصوص کمرے میں آرام کرسی پر نیم دراز سامنے
موجود ٹی وی پر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا
اور اس کا نوجوان اور اکلوتا بیٹا جو چند روز ہوئے آکسفورڈ یونیورسٹی
سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس آیا تھا اندر داخل ہوا۔

"کیا دیکھا جا رہا ہے ڈیڈی"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"آؤ بیٹھو عامر۔ ڈان جان کی فلم دیکھ رہا ہوں۔ یہ میرا پسندیدہ
اداکار ہے"...... نواب افتخار نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی آپ پرانے زمانے کے اداکاروں کی فلمیں دیکھتے رہتے ہیں
زمانہ تو بہت آگے پہنچ گیا ہے"...... نوجوان عامر نے ہنستے ہوئے کہا
اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

"بیٹے ہم وضع دار لوگ ہیں اور وضع دار لوگ اپنے زمانے کی

وضع داری نہیں چھوڑ سکتے"...... نواب افتخار نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور نواب افتخار کی بھاری بھرکم بیگم اندر داخل ہوئیں۔

" باپ بیٹے میں کیا راز و نیاز ہو رہے ہیں"...... بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں عامر سے کہہ رہا ہوں کہ تم جلدی سے شادی کر لو تا کہ میں بھی دوسری شادی کے بارے میں کوئی پلاننگ کر سکوں"۔ نواب افتخار نے کہا اور عامر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" یہ میرا ہی دم تھا کہ تم سے نبھاتی چلی آ رہی ہوں۔ بے شک تین شادیاں اور کر لو۔ پھر دیکھنا اپنا حشر"...... بیگم نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ بھی صوفے پر بیٹھ گئی۔

" ویسے ڈیڈی واقعی آپ وضع دار لوگ ہیں۔ ورنہ عام لوگ تو اس انداز میں نہیں سوچتے کہ پہلے بیٹے کی شادی ہو جائے پھر اپنی کی جائے"...... عامر نے کہا اور نواب افتخار بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں نے عامر سے بات کر لی ہے۔ نواب عاشق کی اکلوتی بیٹی کا رشتہ اس کے لئے مناسب رہے گا۔ وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی سے پڑھی ہوئی ہے۔ پھر اکلوتی بیٹی ہے۔ باپ کی مکمل جائیداد کی اکلوتی وارث۔ خوبصورت خاندانی اور وضع دار بھی ہے"...... بیگم افتخار نے کہا۔

" ہاں وہ لڑکی واقعی بے حد پیاری ہے اور نواب عاشق بھی وضع دار آدمی ہیں۔ یہ رشتہ واقعی مناسب رہے گا"...... نواب افتخار نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی پہلے میں اس سے ملوں گا پھر فیصلہ ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی وضع داری کے چکر میں مجھ سے پوچھے بغیر ہی ساری بات چیت کر لیں"...... عامر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ہمیں کیا اعتراض ہے۔ اگلے ہفتے ان کی حویلی میں چلیں گے۔ لیکن تم اب کہاں جا رہے ہو"...... نواب افتخار نے کہا۔

" ویسے ہی چند پرانے دوستوں سے ملنا ہے۔ کچھ دیر گپ شپ رہے گی"...... عامر نے کہا اور نواب افتخار نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عامر بائی بائی کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

" ہاں اب بتاؤ جوان بیٹے کے سامنے تمہیں اپنی شادی کی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آئی"...... عامر کے جاتے ہی بیگم افتخار نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔ تمہارے ہوتے ہوئے بھلا مجھ میں جرأت ہے کہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکوں"...... نواب افتخار نے کہا اور بیگم کے چہرے پر بے اختیار مسرت کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

" ارے ہاں آپ سے ایک بات کرنی تھی۔ کیا آپ کا نام نواب دولہ بھی ہے"...... بیگم افتخار نے کہا اور نواب افتخار بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

" کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کس نے یہ بات کی ہے"...... نواب

افتخار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نواب عاشق کا ایک رشتہ دار ہے۔ اس کا بیٹا بھی نواب عاشق کی بیٹی شہر بانو کا امیدوار ہے لیکن میں نے نواب عاشق کی بیگم سے پہلے ہی بات کر لی تھی اسے بھی عامر بے حد پسند ہے۔ اس رشتہ دار نے جب شہر بانو کے رشتے کی بات کی تو نواب عاشق کی بیگم نے کہا کہ نواب افتخار کے بیٹے کا رشتہ آیا ہوا ہے۔ پہلے اس بارے میں کوئی فیصلہ ہو گا پھر کسی اور سے بات ہو گی تو اس نے کہا کہ نواب افتخار تو جرائم پیشہ آدمی ہے نواب دولہ کے نام سے وہ مجرموں میں بے حد مشہور ہے۔ اس کے بیٹے سے رشتہ کریں گی اس پر نواب عاشق کی بیگم نے تو اسے جھاڑ دیا لیکن اس نے مجھ سے بات کی میں نے یہی کہا کہ میں نے آج تک یہ نام کبھی کسی سے نہیں سنا۔ پھر ہم جدی پشتی رئیس ہیں ہمیں کیا ضرورت ہے جرائم کرنے کی اس پر بیگم عاشق تو مطمئن ہو گئیں لیکن میرے دل میں خلش بیٹھ گئی اس لئے پوچھا ہے کہ یہ کیا سلسلہ ہے۔ ایسی بات آخر ہوئی ہی کیوں"۔ بیگم نے کہا۔

"اس رشتہ دار نے صرف رشتہ لینے کی خاطر یہ بکواس کی ہے۔ میرا جرائم سے کیا تعلق۔ ویسے ہو سکتا ہے کوئی مجرم ہو جس نے اپنا نام نواب دولہ رکھا ہوا ہو اور اس رشتہ دار نے یہ نام مجھ پر چپکا دیا"۔ نواب افتخار نے جواب دیا۔

"ہاں ایسا ہی ہو گا لوگ رشتوں کی خاطر نہ جانے کیا کیا بکواس

کرتے رہتے ہیں"...... بیگم نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ویری بیڈ یہ کون آدمی ہو سکتا ہے جسے یہ علم ہے کہ میں ہی نواب دولہ ہوں۔ ایسے آدمی کو تو کسی صورت میں بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے لیکن اب اس کے بارے میں معلوم کیسے کیا جائے"۔ نواب افتخار نے بیگم کے باہر جانے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ریموٹ کنٹرول کی مدد سے اس نے ٹی وی آف کیا اور ساتھ پڑے ہوئے فون پیس کو اٹھا کر اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جواد بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نواب افتخار بول رہا ہوں جواد"...... نواب افتخار نے سرد لہجے میں کہا۔

"نواب صاحب آپ حکم فرمایئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ انداز میں کہا گیا۔

"نواب عاشق کو جانتے ہو"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جی ہاں بہت اچھی طرح لیکن"...... جواد نے کچھ کہنا چاہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یہی ناں کہ اس کا تعلق انڈر گراؤنڈ لائن سے نہیں ہے"...... نواب افتخار نے کہا۔

"جی ہاں"...... جواد نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے اصل بات کچھ اور ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کا رشتہ نواب عاشق کی لڑکی شہر بانو کے لئے بھجوایا تھا ابھی باقاعدہ

رشتہ طے تو نہیں ہوا البتہ خواتین کے درمیان بات چیت جاری ہے۔ ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ نواب عاشق کے کسی اور رشتے دار نے بھی اپنے بیٹے کا رشتہ بھجوایا ہے۔ نواب عاشق کی بیگم نے انہیں جب میرے متعلق بتایا تو اس آدمی نے کہا کہ میرا تعلق انڈر گراؤنڈ لائن سے ہے اور وہاں میرا نام نواب دولہ ہے۔ گو اس کی بات پر کسی نے یقین نہیں کیا ہے لیکن میں اس آدمی کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہے اور اسے کس طرح یہ بات معلوم ہو گئی کہ میں ہی نواب دولہ ہوں۔ لیکن ظاہر ہے میں براہ راست نہ ہی نواب عاشق سے معلوم کر سکتا ہوں اور نہ ہی ان کی بیگم سے۔ تم ان کے کسی ذمہ دار ملازم کو رقم دے کر اس آدمی کے بارے میں معلوم کرو اور پھر مجھے اطلاع دو"...... نواب عاشق نے کہا۔

"اس میں کسی سے پوچھنے والی کوئی بات نہیں ہے جناب مجھے معلوم ہے کیونکہ نواب عاشق کا ذاتی منیجر میرا مخبر ہے اور آپ کو تو معلوم ہے کہ ایسے نوابوں سے میں سالانہ بونس وصول کرتا رہتا ہوں اس لئے مجھے ان کے بارے میں معلومات رکھنی پڑتی ہیں۔ شہر بانو کا رشتہ نواب عاشق کے ماموں نواب رضا نے اپنے بیٹے کے لئے بھجوایا ہے۔ نواب رضا شراب اور طوائفوں کے سلسلے میں اپنا سب کچھ ختم کر چکا ہے ان کا بیٹا جس کا نام نواب شبیر ہے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا بھی غلط لوگوں میں ہے۔ نواب رضا کی خواہش ہے کہ نواب شبیر کا رشتہ شہر بانو سے کرا کر نواب عاشق کی تمام دولت اور جاگیر پر

ہاتھ صاف کیا جائے اور نواب رضا کو یقیناً اس لئے آپ کے بارے میں علم ہو گا کہ نواب رضا کا تعلق ماسٹر سے بہت قریبی ہے۔ اس ماسٹر نے ہی دراصل اس کی ساری جاگیر اور دولت اس سے لوٹ لی ہے اور ماسٹر آپ کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے"...... جواد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ کہاں رہتا ہے یہ نواب رضا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"رضا آباد میں اس کی ایک قدیم حویلی ہے۔ وہاں اپنے بیٹے کے ساتھ رہتا ہے۔ آپ حکم فرمائیں"...... جواد نے کہا۔

"صبح کا سورج یہ دونوں باپ بیٹے نہ دیکھ سکیں۔ تمہیں معاوضہ چار گنا ملے گا۔ لیکن کام بے داغ طریقے سے ہونا چاہئے"...... نواب افتخار نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی جناب"...... دوسری طرف سے جواد نے کہا اور نواب افتخار نے رسیور رکھ دیا۔

"ہوں نانسنس اپنی موت کو خود دعوت دے دی میرا نام لے کر نانسنس"...... نواب افتخار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس نے ٹی وی آن کیا اور دوبارہ فلم دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر جیسے ہی فلم ختم ہوئی ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور نواب افتخار نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... نواب افتخار نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نواب افتخار احمد صاحب سے بات کرائیں"...... دوسری طرف سے ایک پریشان سی آواز سنائی دی۔

"میں نواب افتخار ہی بول رہا ہوں آپ کون صاحب ہیں"۔ نواب افتخار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نواب افتخار صاحب میں سٹی ہسپتال سے ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں۔ آپ کے بیٹے عامر کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور وہ اس وقت ہسپتال میں ہے اسے شدید زخم آئے ہیں لیکن اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ ان کی جیب سے آپ کا کارڈ ملا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ عامر سپیشل وارڈ کے کمرہ نمبر آٹھ میں ہے۔ آپ پلیز جلدی پہنچیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نواب افتخار کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ یکلخت خلا میں پہنچ گئے ہوں۔ ان کا ذہن ماؤف سا ہو گیا۔ انہیں یوں محسوس ہونے لگا جیسے ان کا سانس ان کے گلے میں ہی اٹک گیا ہو۔ عامر ان کا اکلوتا لڑکا تھا اور وہ دونوں میاں بیوی اس سے ٹوٹ کر پیار کرتے تھے۔ اسی لمحے دروازے کھلنے کی آواز سنائی دی تو ساکت و جامد بیٹھے ہوئے نواب افتخار کو جیسے ہوش آ گیا ہو انہوں نے تیزی سے رسیور کریڈل پر پٹخا دروازے سے ایک ملازم اندر آیا تھا۔

"بیگم کہاں ہے"...... نواب افتخار نے چیختے ہوئے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اپنے کمرے میں"...... ملازم نے سہمے ہوئے انداز میں جواب

دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی کیونکہ اس نے نواب افتخار کو کبھی اس انداز میں چیختے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور نواب افتخار محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً دوڑتے ہوئے کمرے سے نکلے اور پھر اسی طرح دوڑتے ہوئے بیگم کے مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"بیگم جلدی پورچ میں پہنچو۔ عامر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ وہ ہسپتال میں ہے جلدی آؤ"...... نواب صاحب نے دروازہ ہاتھ سے کھول کر چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئے لیکن جب دوسرے ہی لمحے انہیں عقب میں بیگم کی چیخیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے مڑے اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے ان کی بیگم فرش پر گری بین کر رہی تھیں۔

"اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ وہ بچ گیا ہے اس لئے وقت مت ضائع کرو آؤ جلدی کرو"...... نواب افتخار نے جلدی سے کہا اور پھر بیگم کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھینچتا ہوا دروازے سے نکال کر پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تمام ملازم حیرت اور خوف بھرے انداز میں سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں"...... بیگم نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں ابھی ڈاکٹر کا فون آیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ زخمی ضرور ہے لیکن اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ آؤ جلدی کرو"۔ نواب افتخار نے کہا اور بازو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے کیونکہ ملازموں کے سامنے

وہ رکھ رکھاؤ رکھنے کے عادی تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار خاصی
تیز رفتاری سے سٹی ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ دونوں
میاں بیوی عقبی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے جب کہ ڈرائیور خاصی تیز
رفتاری سے گاڑی دوڑا رہا تھا۔ بیگم افتخار رونے کے ساتھ ساتھ
دعائیں بھی مانگے چلی جا رہی تھیں جب کہ نواب افتخار ہونٹ بھینچے
خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اب انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔
ہسپتال پہنچتے ہی وہ دونوں تیزی سے سپیشل وارڈ کی طرف بڑھتے چلے
گئے اور پھر جب وہ کمرہ نمبر آٹھ میں داخل ہوئے تو بیڈ پر عامر جو اب
ہوش میں تھا ان کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس کا سر اور چہرہ
پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا لیکن چہرے کا سامنے کا حصہ کھلا ہوا تھا جسم پر
سرخ کمبل تھا اور کئی ڈاکٹر اور نرسیں اس کے بیڈ کے گرد موجود
تھیں۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا"...... بیگم افتخار نے اس بار کسی قدر حوصلے
میں رہتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے عامر کو مسکراتا دیکھ لیا تھا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے"...... نواب افتخار نے اطمینان کا ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر اعظم ہے میں نے آپ کو فون کیا تھا میری طرف
سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم کیا ہے۔
ایکسیڈنٹ تو بے حد شدید تھا۔ جسم پر کئی جگہوں پر فریکچر بھی ہو گیا
ہے۔ ان کی جان بھی جا سکتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا ہے۔

آپ انہیں ڈسٹرب نہ کریں۔ آپ آفس میں چل کر بیٹھیں میں آ رہا
ہوں"...... ڈاکٹر اعظم نے نواب افتخار اور بیگم افتخار کو کہا اور ان
دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کمرے سے نکل کر آفس کی
طرف بڑھ گئے۔ اب وہ دونوں پوری طرح مطمئن تھے کیونکہ ان کے
پاس دولت کی کوئی کمی نہیں تھی اور وہ اپنے بیٹے کا علاج آسانی سے
کرا سکتے تھے۔ ان کے لئے یہی کافی تھا کہ ان کے بیٹے کی زندگی بچ گئی
ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر اعظم آ گیا۔

"یہ لیجئے نواب صاحب یہ دوائیں فوری طور پر منگوانی ہیں۔ یہ
ہمارے سٹور میں نہیں ہیں"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"میں رقم دے دیتا ہوں آپ اپنے چپڑاسی کو بھیج کر منگوا
لیں"...... نواب افتخار نے کہا۔

"سوری جناب آج چپڑاسی چھٹی پر ہے اور سب لوگ ایمرجنسی
مریضوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہیں۔ میں نے بھی ایک مریض
کے پاس جانا ہے۔ آپ کو خود تکلیف کرنی پڑے گی۔ ہسپتال کے
سامنے ہی میڈیکل سٹور ہیں۔ دوائیں لے آئیں اور کمرے نمبر آٹھ میں
موجود ڈاکٹروں کو دے دیں"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور تیزی سے
واپس مڑ گئے۔

"جلدی جائیں۔ جلدی پلیز۔ اس وقت اپنے آپ کو نواب نہ
سمجھیں عامر کا باپ سمجھیں"...... بیگم افتخار نے کہا اور نواب افتخار سر
ہلاتے ہوئے اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے دفتر سے باہر آئے تو

باہر ان کا ڈرائیور موجود تھا۔ نواب صاحب نے اسے نسخہ دیا اور
نوٹ بھی تو ڈرائیور جلدی سے ہسپتال کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ
گیا اور نواب صاحب واپس دفتر میں آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ڈرائیور
دوائیں لے کر آ گیا تو نواب صاحب نے اس سے دواؤں کا لفافہ لیا اور
کمرہ نمبر آٹھ کی طرف بڑھ گئے۔ ایک بڑے سے کمرے میں عامر کے
گرد ابھی تک ڈاکٹر موجود تھے لیکن ان میں ڈاکٹر اعظم نہیں تھے۔
ڈاکٹروں نے ان کے ہاتھ سے دواؤں کا لفافہ لے لیا۔

"اب کیا حال ہے عامر کا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"او کے ہے کوئی خطرے والی بات نہیں ہے جناب"...... ڈاکٹر
نے جواب دیا۔

"میں اور اس کی والدہ کب اس سے بات چیت کر سکیں گے"۔
نواب افتخار نے پوچھا۔

"جی یہ ضروری انجکشن لگ جائیں پھر آدھے گھنٹے بعد آپ ان سے
بات چیت کر سکیں گے"...... ڈاکٹر نے کہا اور نواب افتخار سر ہلاتے
ہوئے واپس مڑے۔ عامر کی آنکھیں بند تھیں لیکن اس کا چہرہ پر
سکون تھا اس لئے نواب صاحب پوری طرح مطمئن ہو کر واپس
آفس میں آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر اعظم پھر آ گئے انہوں نے معذرت
کی کہ ایمرجنسی کی وجہ سے وہ ان کو چائے بھی نہیں پوچھ سکے لیکن
نواب افتخار نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

"نواب افتخار آپ انتہائی مخیر آدمی ہیں ہمارے ہسپتال میں بھی

آپ کے عطیات باقاعدہ پہنچتے رہتے ہیں اور شاید اس نیکی کے بدلے
آپ کے اکلوتے بیٹے کی جان بچ گئی ہے ورنہ جس قدر شدید
ایکسیڈنٹ ہوا ہے اس سے کسی کا بچ جانا تقریباً ناممکنات میں سے
تھا"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جناب"...... نواب افتخار نے کہا اور
پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا
اور ایک ڈاکٹر تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"ڈاکٹر اعظم کمرہ نمبر آٹھ کے مریض کی حالت اچانک بگڑ گئی ہے
جلدی آئیں"...... اس نے کہا۔

"اوہ اچھا"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دوڑتے
ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے۔

"کمرہ نمبر آٹھ۔ اوہ کمرہ نمبر آٹھ میں تو عامر ہے"...... بیگم افتخار
نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ تو سپیشل وارڈ ہے یہ تو عام وارڈ کا کمرہ ہو گا۔ عامر تو پر سکون
ہے میں ابھی اسے دیکھ کر آیا ہوں"...... نواب افتخار نے کہا تو بیگم
افتخار نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں
سنائی دیں۔

"آپ عامر کے والدین ہیں جلدی آئیں ڈاکٹر اعظم آپ کو بلا رہے
ہیں آپ کے بیٹے کی حالت بے حد خراب ہے"...... ایک جونیئر ڈاکٹر
نے کہا۔

"ارے یہ کیا اوہ خدایا"...... نواب افتخار نے ایک جھٹکے سے
اٹھتے ہوئے کہا۔ بیگم افتخار بھی اٹھ کھڑی ہوئیں اور پھر وہ دونوں
تیزی سے آٹھ نمبر کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔ دونوں کی حالت خراب
ہو رہی تھی۔ پھر جیسے ہی وہ کمرہ نمبر آٹھ کے سامنے پہنچے کمرے کا
دروازہ کھلا اور ڈاکٹر اعظم باہر آگئے۔

"آئی ایم سوری نواب صاحب عامر وفات پا گیا ہے"...... ڈاکٹر
نے کہا اور نواب افتخار کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ بیگم افتخار
بھی بے اختیار چیخنے لگ گئی اور پھر ڈاکٹروں اور نرسوں نے انہیں
سنبھالنا شروع کر دیا۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ ابھی تو میرا بیٹا ٹھیک تھا۔ پھر
یہ کیسے ہو گیا اوہ خدایا یہ کیسے ہو گیا"...... نواب افتخار نے کہا۔

"یہ ان مردود لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے نواب افتخار جو نقلی
ادویات تیار کرتے اور فروخت کرتے ہیں۔ یہ دیکھئے یہ انجکشن آپ
لائے تھے۔ یہ نقلی انجکشن ہے۔ اس میں دوا کی بجائے رنگدار پانی تھا۔
اسی انجکشن کی وجہ سے عامر کی موت واقع ہوئی ہے۔ نجانے یہ لوگ
کون ہیں جو چند روپوں کی خاطر انسانی جانوں کو موت کے منہ میں
دھکیل دیتے ہیں"...... ڈاکٹر اعظم نے ہاتھ میں پکڑا ہوا انجکشن
نواب افتخار کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو نواب افتخار کے پورے
جسم کو جیسے ایک زوردار جھٹکا لگا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ نقلی دوا"...... نواب افتخار نے رک
رک کر کہا۔

"جی ہاں آج کل ہمارے ملک میں انسان دولت کے لالچ میں
جانوروں سے بھی بدتر ہو گئے ہیں۔ اب کیا ملا ہو گا اس انجکشن تیار
کرنے والوں کو، چند روپے۔ لیکن دیکھیں آپ کا اکلوتا بیٹا فوت ہو
گیا"...... ڈاکٹر نے کہا تو نواب افتخار یکلخت چیخنے لگے۔ وہ دونوں ہاتھ
سے اپنا منہ پیٹ رہے تھے اور اپنے بال نوچ رہے تھے۔

"لے لو مجھ سے ساری دولت لے لو۔ بینکوں میں پڑی ہوئی
دولت لے لو۔ مجھ سے سب کچھ لے لو۔ میرا عامر مجھے لوٹا دو۔ مجھ سے
یہ سب کچھ لے لو۔ سب کچھ لے لو"...... نواب افتخار نے پاگلوں کے
سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"نواب صاحب مرے ہوئے زندہ نہیں ہوتے۔ ان نقلی اور
جعلی ادویات کی وجہ سے اب تک سینکڑوں ہزاروں انسان ہلاک ہو
چکے ہیں لیکن ان قاتلوں کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے انہیں تو بس
دولت اکٹھی کرنے سے غرض ہے۔ ان کی تو تجوریاں بھرنی
چاہئیں"...... ڈاکٹر اعظم کے لہجے میں بے پناہ نفرت تھی۔

"میں۔ میں قاتل ہوں۔ اپنے بیٹے کا۔ میں قاتل ہوں۔ میں نواب
افتخار میں قاتل ہوں۔ یہ جعلی اور نقلی ادویات میں تیار کراتا تھا میں
انہیں فروخت کرتا تھا۔ میں سب کا قاتل ہوں۔ میں دنیا کا گندہ
ترین قاتل ہوں۔ میں قاتل ہوں۔ میں نواب افتخار قاتل ہوں۔
یکلخت نواب افتخار نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے

ساتھ ہی انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔
اور پھر اس سے پہلے کے انہیں کوئی روکتا انہوں نے اپنی کنپٹی پر
ریوالور رکھ کر ٹریگر دبا دیا ایک دھماکہ ہوا اور نواب افتخار دھڑام
سے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ ڈاکٹر اعظم اور
باقی لوگ حیرت سے بت بنے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ بیگم افتخار
کو چونکہ نرسیں علیحدہ لے گئی تھیں اور ان کی حالت کے پیش نظر
انہوں نے انہیں بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا تھا اس لئے انہیں معلوم
ہی نہ تھا کہ ان جعلی ادویات کی وجہ سے اور دولت کی لالچ کی وجہ
سے اس کا نہ صرف بیٹا ہلاک ہو گیا ہے بلکہ اس کا شوہر بھی۔ آج
قدرت نے اس دنیا میں انصاف کر دیا تھا۔ دولت کی لالچ میں لاکھوں
انسانوں کی جانوں سے کھیلنے والا نواب افتخار عرف نواب دولہ آج
اپنے بیٹے کو اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھا بیٹھا تھا۔

رانا ہاؤس کے بلیک روم میں عمران صدیقی اور ٹائیگر تینوں
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جب کہ باس راڈز میں جکڑا ہوا کرسی پر
بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔ ٹائیگر جوزف اور جوانا کی مدد سے
ابھی اسے اس کے ہیڈ کوارٹر سے اٹھا کر لایا تھا۔ جب کہ سائیڈ کرسی
پر ابھی تک نظامت کی لاش موجود تھی۔ عمران نے اسے وہیں رکھنے کا
کہا تھا اس لئے وہ ویسے ہی کرسی پر موجود تھا۔ البتہ اس کی گردن
ٹوٹ چکی تھی۔ عمران کے پیچھے جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے۔

"کتنے آدمی تھے وہاں ہیڈ کوارٹر میں ....." عمران نے ٹائیگر سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"باس چار مسلح آدمی تھے چاروں کو ختم کر دیا ہے۔ اس نے ایک
خفیہ راستے سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اسے تلاش کر
کے پکڑ لیا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ جوزف"۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے ماسٹر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ماسٹر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"تمہارا نام ماسٹر ہے ادھر دیکھو تمہارے آدمی نظامت کی لاش تمہاری ساتھ والی کرسی پر موجود ہے اچھی طرح دیکھ لو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ماسٹر نے گردن موڑی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے کہ راڈز میں حکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم۔ اور یہ تم نے نظامت کو کیوں ہلاک کیا ہے"۔ ماسٹر نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے نواب افتخار سے جعلی ادویات کا تمام مال اور فیکٹریوں کا سودا ریڈ سنڈیکیٹ سے کرایا۔ ریڈ سنڈیکیٹ سے رقم نواب افتخار کو دلائی۔ اس کے بعد تم نے نظامت کے ذریعے سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض تک ریڈ سنڈیکیٹ کی تفصیلات پہنچا دیں۔ اس طرح ریڈ سنڈیکیٹ پکڑا گیا اور تم نے مال اور فیکٹریوں پر قبضہ کر لیا بغیر کوئی رقم خرچ کئے۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں یہ سب غلط ہے۔ نہ ہی میں نواب افتخار کو جانتا ہوں اور نہ ریڈ سنڈیکیٹ کو یہ سب غلط ہے۔ لیکن تم کون ہو کیا تمہارا تعلق حکومت سے ہے"۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔

"تمہارا آدمی نظامت ہمیں سب کچھ بتا چکا ہے۔ ہماری بات چھوڑو ہم خدائی فوجدار ہیں۔ تم اپنی بات کرو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نظامت نے اگر ایسا کہا ہے تو یہ غلط ہے جھوٹ ہے"۔۔۔ ماسٹر نے جواب دیا اس بار اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا۔ شاید وہ اس لئے سنبھل گیا تھا کہ نظامت تو ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اب وہ اس کے خلاف تو گواہی دے ہی نہیں سکتا۔

"سنو ماسٹر اب بھی تمہارے پاس آخری چانس موجود ہے۔ اگر تم ان فیکٹریوں اور گوداموں کی تفصیلات ہمیں مہیا کر دو تو ہم تمہیں آزاد کر سکتے ہیں ورنہ جو تمہارا حشر ہو گا ایسا حشر شاید ہی کسی انسان کا ہوا ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جب میرا ان چیزوں سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے تو میں کیا بتاؤں"۔۔۔ ماسٹر نے جواب دیا۔

"جوزف"۔۔۔ عمران نے اس بار جوزف کو مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس آدمی کی زبان کھلوانی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ماسٹر آپ مجھے حکم دیں پھر دیکھیں یہ کیسے بولتا ہے"۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"نہیں چونکہ تم مجھے ماسٹر کہتے ہو۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر تمہیں نہیں کہا کہ کہیں تم مجھ سے ہی نہ سچ اگلوانا شروع کر دو"۔ عمران نے کہا اور صدیقی اور ٹائیگر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔ جوزف اس دوران ماسٹر کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ ماسٹر کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اس کے دونوں نتھنوں میں ڈال کر اپنے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکے دینے شروع کر دیئے تو ماسٹر کے حلق سے انتہائی کربناک چیخیں نکلنے لگ گئیں۔

"بولو ورنہ انگلیاں تمہارے دماغ میں پہنچ جائیں گی بولو"۔ جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ ہٹ جاؤ۔ فار گاڈ سیک ہٹ جاؤ۔ یہ کیسا عذاب ہے ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ"...... ماسٹر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اس طرح بگڑ گیا تھا جیسے وہ زندگی کے خوفناک عذاب سے گزر رہا ہو اور جوزف نے انگلیاں ایک جھٹکے سے اس کے نتھنوں سے باہر کھینچیں تو اس کی انگلیاں ماسٹر کے خون سے بھری ہوئی تھیں اور ماسٹر کی ناک سے بھی خون کی دھاریں سی نکلنے لگیں۔

"بولو ورنہ"...... جوزف نے انگلیاں ماسٹر کے لباس سے صاف کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"مم مم بتاتا ہوں بتاتا ہوں فار گاڈ سیک مجھے پانی دو۔ مم مم۔ میں مر جاؤں گا"...... ماسٹر نے انتہائی کربناک لہجے میں کہا۔

"پانی بھی مل جائے گا پہلے بولو ورنہ"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر انگلیاں اس کے خون بہاتے ہوئے نتھنوں کے قریب لے گیا۔

"وہ۔ وہ واقعی میں نے سودا کرایا تھا میں نے ریڈ سنڈیکیٹ کو پکڑوا دیا ہے۔ اب یہ مال اور فیکٹریاں میرے پاس ہیں لیکن نظامت کو ان کا علم تھا مجھے نہیں۔ میرے سارے کام نظامت سرانجام دیتا تھا"...... ماسٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہٹ جاؤ جوزف اب یہ خود ہی سب کچھ بتا دے گا۔ تم نے واقعی وچ ڈاکٹر شاشان کا طریقہ انتہائی مہارت سے استعمال کیا ہے"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ کیا کیا ہے اس نے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا"۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"افریقہ کے قدیم قبائل میں جب وچ ڈاکٹر کسی سے سچ اگلواتے تھے تو وہ بانس کی مخصوص انداز کی لکڑیاں اس کے نتھنوں میں ڈال کر ایک مخصوص رگ کر ان سے دباتے تھے۔ اس طرح انتہائی خوفناک حد تک ذہنی تکلیف پہنچتی ہے۔ اسے شاشانی طریقہ کہتے ہیں۔ میں نے اس طریقے کی بنیاد پر جدید طریقہ ایجاد کیا ہے کہ دونوں نتھنے خنجر سے کاٹ دیتا ہوں جس سے وہی رگ پیشانی پر ابھر آتی ہے اور پھر اس پر ضربیں لگاتا ہوں۔ جوزف نے بانسوں کا کام اپنی انگلیوں سے لیا ہے"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"دیکھو ماسٹر اب بھی تمہارے پاس وقت ہے تم ان گوداموں اور فیکٹریوں کا پتہ بتا دو۔ ورنہ تمہارا حشر انتہائی عبرت ناک ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ مجھے علم نہیں ہے واقعی علم نہیں ہے۔ نظامت کو علم تھا وہ میرا نائب تھا۔ اس کے پاس سب کچھ تھا۔ وہ تو علیحدہ رہتا تھا۔ میرا تو صرف حکم چلتا تھا۔ اب تو مجھے خود معلوم نہیں ہے"...... ماسٹر نے کہا۔

"نظامت کا نائب کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو نظامت کو حکم دیتا تھا اور نظامت سب کچھ کرتا تھا یہ اس قدر ہوشیار اور تیز آدمی تھا کہ سب کچھ کر لیتا تھا اور مجھے کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی مزید کچھ پوچھنے کی۔ ویسے بھی میں چونکہ خفیہ رہنا پسند کرتا تھا اس لئے میرا تعلق صرف نظامت سے تھا۔ میں اسے انتہائی معقول معاوضہ ہر ماہ ادا کرتا تھا اور وہ میرے سب کام کرتا تھا"...... ماسٹر نے کہا۔

"صدیقی تم ٹائیگر اور جوانا کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس نظامت کے آفس کی تلاشی لو اس نے لامحالہ وہاں فائلیں رکھی ہوئی ہوں گی اور جوزف تم اس ماسٹر کو گولی مار دو اور پھر اس کی اور نظامت دونوں کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دو۔ میں نواب افتخار کا پتہ کرتا ہوں اسے لازماً اس بارے میں سب کچھ علم ہو گا"۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس سے

نکل کر اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں نواب افتخار کی محل نما کوٹھی موجود تھی۔ وہ پہلے بھی کئی بار اپنے والدین کے ساتھ وہاں آ چکا تھا اس لئے اسے اس کی رہائش گاہ کا علم تھا پہلے اس کا خیال تھا کہ وہ یہ ثبوت حاصل کر کے پھر سر عبدالرحمن کے ذریعے نواب افتخار پر ہاتھ ڈالے گا لیکن اب موجودہ حالات میں ظاہر ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ سر عبدالرحمن بغیر کسی ثبوت کے کسی عام آدمی کے خلاف بھی ایکشن نہ لے سکتے تھے کجا وہ نواب افتخار کے خلاف ایکشن لیتے اس لئے اس نے خود براہ راست نواب افتخار پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ماسٹر واقعی تفصیلات سے لاعلم ہے اور نظامت ہلاک ہو چکا ہے اور نظامت کی نفسیات وہ کسی حد تک سمجھ گیا تھا کہ وہ انتہائی شاطر آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے آگے کسی گروپ کے ذریعے یہ کام کرایا ہو اور اس کے بارے میں اس کے پاس کوئی تحریری ثبوت بھی موجود نہ ہو۔ اس لئے اب صرف نواب افتخار ہی رہ جاتا تھا جو ان گوداموں اور فیکٹریوں کا مالک تھا لیکن جیسے ہی اس کی کار کالونی میں داخل ہو کر آگے بڑھی وہ بے اختیار ٹھٹھک گیا کیونکہ نواب افتخار کی محل نما کوٹھی کے باہر کاروں کا بازار سا لگا ہوا تھا اور بے شمار لوگ اکٹھے تھے۔

"کیا ہو گیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک طرف کار روکی اور نیچے اتر کر وہ کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا ہوا ہے یہاں"...... عمران نے ایک طرف کھڑے آدمی سے رک کر پوچھا۔

"نواب افتخار نے خود کشی کر لی ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"خود کشی کر لی ہے کیوں۔ کب۔ کیسے"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا بتائیں جناب نواب افتخار اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر آدمی اپنے آپ پر بھی اعتماد کھو بیٹھتا ہے"...... اس آدمی نے کہا وہ شاید اسی کالونی کا رہائشی تھا کیونکہ اس کے جسم پر خاصا قیمتی لباس تھا اور وہ اپنے انداز سے بھی خاصا امیر آدمی لگ رہا تھا۔

"کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے جناب"...... عمران نے کہا۔

"میں نواب افتخار کا پڑوسی ہوں۔ میں نے ابھی حال ہی میں یہاں کوٹھی خریدی ہے اس لئے میں ذاتی طور پر تو نواب صاحب سے واقف نہیں ہوں لیکن میں نے ان کا نام اور تعریفیں بہت سن رکھی ہیں لیکن ابھی جو اطلاعات مجھے ملی ہیں انہوں نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ نواب صاحب کا اکلوتا بیٹا عامر اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے غیر ملک سے آیا۔ اس کا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ ہسپتال پہنچ گیا۔ اسے شدید چوٹیں آئیں لیکن وہ بہرحال زندہ رہا۔ پھر ڈاکٹر نے کچھ دوائیں منگوائیں جو نواب صاحب لے کر آئے۔ ان میں ایک انجکشن نقلی تھا اس میں دوا کی بجائے رنگدار پانی بھرا ہوا تھا۔ اس انجکشن کے لگتے ہی

عامر کی حالت بگڑ گئی۔ ڈاکٹروں نے اسے سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر نے جب نواب افتخار کو بتایا کہ ایسا نقلی دوا کی وجہ سے ہوا ہے تو نواب افتخار نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا کہ وہ خود اس کے ذمے دار ہیں وہ یہی کاروبار کرتے رہے ہیں اور پھر انہوں نے جیب سے ریوالور نکال کر خود کشی کر لی۔ سارے شہر میں اب یہ بات پھیل چکی ہے کہ نواب افتخار جعلی ادویات کا دھندہ کرتا تھا اور خود اس کا اکلوتا بیٹا اس کے دھندے کی بھینٹ چڑھ گیا"...... اس آدمی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور واپس مڑ گیا۔ ظاہر ہے اب وہ نواب افتخار کا کیا کر سکتا تھا۔ اس نے اب یہی سوچا تھا کہ جب اس کی موت کی رسومات ختم ہو جائیں گی تو پھر وہ اس کے آفس کی تلاشی لے گا شاید وہاں سے کچھ دستیاب ہو سکے۔ اس نے کار واپس موڑی اور اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ویسے وہ قدرت کے نظام مکافات عمل پر حیران ہو رہا تھا کہ نواب افتخار کے اعمال کا کس انداز میں اسے نتیجہ ملا ہے۔

"واقعی قدرت کی پکڑ بڑی سخت ہے لیکن لوگ دولت کے لالچ میں اندھے ہو جاتے ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کی کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس مانک بول رہا ہوں" ...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جابر بول رہا ہوں باس" ...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے کیوں کال کی ہے" ...... مانک نے اسی طرح سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"باس ٹائیگر نظامت کو اپنے ساتھ لے گیا ہے اور اب نظامت غائب ہو چکا ہے اور نظامت کے باس ماسٹر کو اس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے اغوا کیا گیا ہے اور ماسٹر بھی تب سے غائب ہے"۔ جابر نے کہا تو مانک بے اختیار اچھل پڑا۔

"غائب ہے ۔ سے تمہارا کیا مطلب ہے" ... مانک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے بعد وہ سامنے نہیں آئے" ...... جابر نے جواب دیا۔

"تو کہاں چلے گئے۔ کیا مطلب ہوا۔ مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آ رہی" ... مانک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ علی عمران سے ہے۔ نظامت کے کلب اور اس کے آفس کی بھی ٹائیگر نے دو آدمیوں سمیت تلاشی لی ہے۔ اس تلاشی کے دوران اس کے ساتھ ایک دیو ہیکل حبشی بھی تھا۔ اس حبشی کا تعلق ایک عمارت رانا ہاؤس سے ہے یہ حبشی بھی اس عمران کا ساتھی بتایا جاتا ہے۔ پھر ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر پر بھی حملہ آوروں میں ٹائیگر اور دو حبشی شامل تھے۔ ایک آدمی جسے انہوں نے اپنی طرف سے ہلاک کر دیا تھا زندہ بچ گیا ہے وہ بھی میرا واقف تھا اس لئے جب مجھے اس کے بارے میں معلوم ہوا تو میں اس سے ملنے چلا گیا۔ وہ ٹائیگر کو جانتا ہے۔ اسی نے مجھے تفصیل بتائی ہے۔ اس سے یہ بات طے ہو گئی کہ نظامت اور ماسٹر دونوں علی عمران کے ہاتھ لگ گئے اور ان کے غائب ہونے کا مطلب یہی ہوا کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں غائب کر دی گئی ہیں" ..... جابر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں انہیں ہلاک کیا گیا ہے" ..... مانک نے کہا۔

"تو آپ ابھی تک اصل بات نہیں سمجھ سکے باس۔ یہ سارا کھیل جعلی ادویات کا ہے۔ علی عمران کی دوستی سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بے حد گہری ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس نے اس بزنس کے خلاف بھرپور ایکشن کیا لیکن وہ شاید مکمل طور پر اس کاروبار پر ہاتھ نہ ڈال سکے اور اس کا تھوڑا سا مال پکڑ کر انہوں نے سمجھ لیا کہ انہوں نے سارا کھیل ختم کر دیا ہے۔ اس بزنس کا اصل سرغنہ نواب دولہ تھا اور اب اخبارات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ نواب دولہ اصل میں نواب افتخار کا نام تھا جو بظاہر تو بہت معزز آدمی بنا ہوا تھا لیکن اصل میں اس کا دھندہ جعلی اور نقلی ادویات کا تھا۔ جب اس کا اپنا اکلوتا بیٹا نقلی انجکشن لگنے سے ہلاک ہوا تو نواب افتخار نے خودکشی کر لی۔ اس نواب افتخار نے بہرحال انٹیلی جنس کے سخت آپریشن سے خوفزدہ ہو کر سارا بزنس ماسٹر کے ذریعے ریڈ سنڈیکیٹ کو فروخت کر دیا لیکن ریڈ سنڈیکیٹ کے خلاف مخبری ہو گئی اور سنٹرل انٹیلی جنس نے پورے ریڈ سنڈیکیٹ کو پکڑ لیا۔ اس طرح اس کا تیار شدہ مال اور فیکٹریوں کی مشینری ماسٹر کے ہاتھ لگ گئی۔ نظامت نے یہ سارا مال ہمارے گوداموں میں رکھوایا ہوا ہے۔ اب نظامت اور ماسٹر کی ہلاکت کے بعد اس مال اور مشینری کا کوئی مالک نہیں رہا"...... جابر نے کہا تو مانک بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے۔ ویری گڈ جابر۔ تم نے مجھے زندگی کی

سب سے بڑی خوشخبری دی ہے۔ ویری گڈ۔ یہ مال تو کروڑوں کا ہے اور اس کے اب ہم مالک ہیں ویری گڈ"...... مانک نے کہا۔

"یس باس لیکن یہ عمران اور ٹائیگر اس کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اگر ان کے کانوں میں بھنک بھی پڑ گئی تو آپ اور میں دونوں سارے گروپ سمیت ہلاک کر دیئے جائیں گے"...... جابر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہمارا کسی سے کیا تعلق اور ہمیں معلوم ہے کہ نظامت لکھنے پڑھنے کا قائل ہی نہیں تھا۔ وہ ان پڑھ تھا اس لئے سب کچھ زبانی ہوتا تھا۔ اس کی موت کے بعد اب کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ مال کہاں ہے"...... مانک نے کہا۔

"یس باس لیکن آپ اس مال کا کیا کریں گے۔ اس مارکیٹ میں تو اسے نکالا نہیں جا سکتا اور نہ ہی ہمارے اس لائن کے آدمیوں کے ساتھ رابطے ہیں اور نہ ہی ہمارا یہ دھندہ ہے"...... جابر نے کہا۔

"ہم اسے غیر ملکیوں کے ہاتھوں فروخت کر سکتے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ پارٹیاں تلاش کرو اور سنو جو معاوضہ ملے گا وہ تم اور میں ففٹی ففٹی کر لیں گے"...... مانک نے کہا۔

"او کے باس۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مانک نے رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ۔ واہ جب آدمی کی قسمت جاگتی ہے تو اسی طرح جاگتی ہے۔ کروڑوں کا مال گھر بیٹھے مفت مل گیا واہ"...... مانک نے

مسرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے شراب کی بوتل نکالی اور اس کی ڈھکن کھول کر اسے منہ سے لگا لیا۔ اس کے تصور میں کروڑوں روپے گھوم رہے تھے۔ کیونکہ یہ اتنی بڑی دولت تھی جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا دھندہ صرف مختلف پارٹیوں کا مال اپنے خفیہ گوداموں میں سٹور کرنا اور کرایہ وصول کرنا تھا لیکن اب کرایہ کی بجائے اصل مال اسے مل رہا تھا اس لئے وہ خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مانک بول رہا ہوں"...... مانک نے سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔ یہ اس کا خاص انداز تھا اس لہجے اور آواز میں دوسری طرف بولنے والے پر اس کا خاصا رعب پڑ جاتا تھا۔

"جابر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے جابر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ تم کیسے کال کی ہے"...... مانک نے چونک کر پوچھا۔

"باس میں نے پارٹی تلاش بھی کر لی ہے اور اس سے سودا بھی کر لیا ہے۔ اسی کروڑ میں سودا ہوا ہے۔ رقم بھی کیش ملے گی"...... جابر نے کہا تو مانک کے ہاتھ سے بے اختیار رسیور چھوٹ گیا۔

"اسی۔ اسی کروڑ۔ اوہ۔ اوہ۔ نقد کیش۔ اوہ۔ اوہ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی"...... اس نے جلدی سے رسیور اٹھا کر رک رک کر کہا۔

"یس باس آپ ایسا کریں فوراً ہوٹل گلبہار میں اپنے سپیشل روم میں پہنچ جائیں۔ تاکہ سودا مکمل ہو سکے۔ گوداموں کے کاغذات اور اجازت نامے ساتھ لیتے آئیں۔ میں پارٹی سمیت وہاں پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جابر نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں ابھی اور اسی وقت"...... مانک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے خفیہ سیف سے ایک ضخیم لفافہ اٹھایا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ اس لفافے میں ان گوداموں کی تفصیل درج تھی جن میں نظامت کا مال سٹور کیا گیا تھا اور ساتھ ہی مخصوص کوڈ میں اجازت نامے بھی تھے تاکہ ان اجازت ناموں کو لے جانے والا وہاں سے مال نکلوا سکے۔ مانک یہ سارے کام پہلے ہی کر کے رکھ لیتا تھا تاکہ عین وقت پر اسے یہ ساری کارروائی نہ کرنی پڑے۔ وہ کرایہ لے کر لفافہ دے دیتا تھا اور اس طرح پارٹی اپنا مال فوراً ہی حاصل کر لیتی تھی۔ گودام براہ راست اس کے انڈر تھے جب کہ جابر کا کام ان گوداموں میں مال رکھنے کے لئے پارٹیاں بک کرنا تھا اور وہ اسے بھاری کمیشن دیا کرتا تھا لیکن جابر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ گودام کہاں کہاں ہیں اور ان کے کیا کوڈ ہیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ہوٹل گلبہار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ ویسے تو ایک عام سا ہوٹل تھا لیکن اس کے نیچے خفیہ تہہ خانے تھے جنہیں سپیشل روم کہا جاتا تھا۔ یہ کرایے پر ملتے تھے اور یہاں ایسے انتظامات تھے کہ زیر زمین دنیا کی

پارٹیاں ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر یہاں بات چیت کر سکتی
تھیں۔یہی وجہ تھی کہ ان سپیشل رومز میں کروڑوں اربوں کے
سودے ہوتے رہتے تھے اور آج تک کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا تھا۔
ہوٹل گلبہار کا ایک سپیشل روم مانک نے اپنے لئے مستقل طور پر
ریزرو کرا رکھا تھا اور وہ ہمیشہ اس سپیشل روم میں ہی سودے کرتا
تھا۔یہی وجہ تھی کہ جابر نے اسے اپنا سپیشل روم کہا تھا۔ہوٹل
گلبہار پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز
تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے عقبی طرف کو چل پڑا۔جدھر سے سپیشل
رومز کو خفیہ راستے جاتے تھے۔جب وہ سپیشل روم میں داخل ہوا تو
وہاں جابر کے ساتھ ایک مقامی آدمی موجود تھا۔وہ دونوں اٹھ کھڑے
ہوئے۔

"یہ میرے باس ہیں مانک اور باس یہ پارٹی ہیں مسٹر
جونی"...... جابر نے مانک کا اس آدمی سے تعارف کراتے ہوئے کہا
اور مانک نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں جونی سے مصافحہ کیا اور پھر وہ
بیٹھ گئے۔

"آپ رقم لے آئے ہیں"...... مانک نے جونی سے مخاطب ہو کر
کہا۔

"جی ہاں لیکن جب تک ہمیں تفصیلات نہ ملیں گی ہم رقم نہیں
دیں گے"...... جونی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیلات میرے پاس موجود ہیں آپ رقم شو کریں"۔ مانک

نے کہا۔

"ہم جب تک مال چیک نہ کر لیں اس وقت تک مکمل رقم نہیں
دی جا سکتی"...... جونی نے کہا۔

"نہیں۔پھر یہ سودا نہیں ہو سکتا"...... مانک نے کہا۔

"باس کیا حرج ہے آپ مال دکھا دیں آخر یہ بہت بڑا سودا ہے"۔
جابر نے کہا۔

"نہیں میں اصول کے خلاف ڈیل نہیں کر سکتا پہلے رقم پھر
مال"۔مانک نے کہا۔

"آپ واقعی کاغذات لے آئے ہیں چلو کاغذات ہی دکھا دیں تاکہ
ہمیں کچھ تو یقین آ جائے"...... جونی نے مسکراتے ہوئے کہا تو
مانک نے جیب سے لفافہ نکالا اور پھر اسے میز پر رکھ دیا۔

"یہ دیکھئے اس میں ہیں تمام کاغذات"...... مانک نے کہا۔

"تو پھر رقم لے لیجئے"...... جونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہی لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو
اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔

"کیا۔کیا مطلب"...... مانک نے چونک کر کہا لیکن دوسرے
لمحے جب اس نے جابر کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل دیکھا تو اس کے
چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ سب کیا ہے جابر۔یہ۔یہ"...... مانک نے کہا۔

"باس آپ اس قابل نہیں ہیں کہ اتنی بڑی ڈیل سنبھال سکیں

اس لئے جونی اور میں نے پارٹنر شپ کر لی ہے جونی کے تعلقات ایسے لوگوں سے ہیں جو مال مارکیٹ میں پھیلا سکتے ہیں اور نئی فیکٹریاں لگا سکتے ہیں اس لئے اب یہ کام میں اور جونی مل کر کریں گے۔آپ چھٹی کریں"...... جابر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور مانک کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی وہ جھٹکا کھا کر کرسی سمیت نیچے گرا اور پھر اس کے دماغ پر موت کے اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔

ٹائیگر اپنے کمرے میں موجود تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا وہ اس وقت باہر نکلنے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

"آپ مانک کو جانتے ہیں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آپ کون بول رہے ہیں"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"میں مانک کا بیٹا رستم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مانک نام کے تو یہاں دارالحکومت میں بہت سے آدمی موجود ہیں آپ کس مانک کی بات کر رہے ہیں اور کیوں مجھ سے یہ بات پوچھ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"میں مانک سٹور کارپوریشن کے مالک مانک کی بات کر رہا ہوں"۔ رستم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں سوری میں کسی سٹور کارپوریشن کے مانک کو نہیں جانتا لیکن مسئلہ کیا ہے اور آپ مجھے کیسے جانتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرے والد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور میرے والد کی عادت ہے کہ وہ اہم ٹیلی فون ٹیپ کر لیتے تھے۔ ان کے قتل کے بعد جب میں نے ان کا آفس سنبھالا تو وہاں ٹیپ شدہ کالیں میں نے سنیں۔ ایک کال مجھے پراسرار نظر آئی۔ اس میں آپ کا نام اور کسی علی عمران کا نام بھی آیا تھا۔ میں نے اپنے طور پر معلومات حاصل کیں تو مجھے آپ کے بارے میں علم ہو گیا۔ آپ کا فون نمبر بھی آپ کے ایک دوست نے بتایا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ عمران کا نام اس کے ساتھ کسی کال میں لئے جانے کا مطلب تھا کہ معاملہ واقعی گڑ بڑ ہے۔

"کس نے وہ کال کی تھی اور کس سلسلے میں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ کال اس وقت ٹیپ کی گئی ہے جب دوسری طرف سے نام لیا جا چکا تھا اور میں یہ آواز پہچانتا نہیں ہوں۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ اس سلسلے میں میری مدد کر سکیں کیونکہ میں اپنے باپ کے قاتل کا سراغ لگانا چاہتا ہوں"...... رستم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اس وقت کہاں سے بول رہے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"عدنان کمرشل پلازہ باسن روڈ میں مانک سٹور کارپوریشن کے آفس سے۔ یہ آفس دوسری منزل پر ہے اور پہلے میرے والد مانک اس کے منیجنگ ڈائریکٹر تھے جب کہ اب میں ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ کال کس سلسلے میں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جعلی ادویات کے سلسلے میں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ یہ تو واقعی اہم بات ہے میں آپ کے پاس آ رہا ہوں اور میں آپ کی پوری مدد کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے باسن روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ باسن روڈ پر چھ منزلہ عمارت عدنان پلازہ اسے دور سے ہی نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس نے پلازہ کی پارکنگ میں کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ یہ مکمل طور پر کمرشل پلازہ تھا اور یہاں بڑی بڑی کاروباری کمپنیوں کے دفاتر تھے اس لئے یہاں کاروباری افراد کا ہر وقت رش رہتا تھا۔ اوپر جانے کے لئے چھ لفٹیں تھیں لیکن اس کے باوجود لفٹ میں سوار ہونے کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ چونکہ مانک کا دفتر دوسری منزل پر تھا اس لئے ٹائیگر نے لفٹ کی بجائے سیڑھیوں کا رخ کیا اور تھوڑی

دیر بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ مانک سٹور کارپوریشن کا آفس
بڑے بڑے چار ہالوں پر مشتمل تھا اور وہاں موجود عملے اور کام سے
اندازہ ہوتا تھا کہ یہ بہت وسیع و عریض کاروباری کمپنی ہے۔ مینجنگ
ڈائریکٹر کا آفس سب سے آخر میں تھا اور دروازے پر ایک باوردی
دربان موجود تھا لیکن دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا تو یہ
ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے آدھے حصے کو اندھے شیشے کا پارٹیشن
لگا کر علیحدہ کیا گیا تھا۔ ایک طرف شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر
لیڈی سیکرٹری موجود تھی ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"مینجنگ ڈائریکٹر کو اطلاع دو کہ ٹائیگر آیا ہے"...... ٹائیگر نے
لیڈی سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... لیڈی سیکرٹری نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے
ٹائیگر کی آمد کی اطلاع دی پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور اس نے دروازہ
کھول دیا۔ ٹائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے اندر داخل ہوا۔ آفس ٹیبل
کے پیچھے ایک نوجوان لڑکا موجود تھا اس نے اٹھ کر ٹائیگر کا استقبال
کیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... رستم نے کہا۔

"آپ پہلے مجھے وہ ٹیپ سنوائیں پینے پلوانے کو رہنے دیں"۔
ٹائیگر نے کہا اور رستم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر عقبی دیوار
میں بنی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی
اور اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکال

کر اس نے الماری بند کی اور پھر ٹیپ ریکارڈر کو میز پر رکھ کر اس نے
فون کا رسیور اٹھا کر لیڈی سیکرٹری کو ڈسٹرب نہ کرنے کا کہا اور پھر
ٹیپ ریکارڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"تو کہاں چلے گئے۔ کیا مطلب ہوا۔ مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آ
رہی"...... ایک سرد اور سپاٹ آواز سنائی دی۔ البتہ بولنے والے کا
لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر الجھا ہوا ہے۔

"یہ میرے والد ہیں مانک"...... رستم نے کہا اور ٹائیگر نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹائیگر کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے
انتہائی خطرناک ایجنٹ علی عمران سے ہے"...... ایک دوسری آواز
سنائی دی اور پھر اس نے تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ نظامت کو
اس کے دفتر سے ٹائیگر اور ایک دیو ہیکل حبشی لے گئے ہیں۔ اس
حبشی کا تعلق رانا ہاؤس سے ہے اور یہ حبشی عمران کا ساتھی ہے۔ پھر
ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہوا اور وہاں بھی ٹائیگر اور دو دیو ہیکل
حبشیوں نے ماسٹر کو اغوا کر لیا۔ اس طرح نظامت اور ماسٹر دونوں
علی عمران کے ہاتھ لگ گئے اور ان کے غائب ہو جانے کا مطلب یہ
ہوا کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پھر جب مانک نے ان کی ہلاکت پر
حیرت کا اظہار کیا تو دوسری طرف سے بات کرنے والے نے جعلی
ادویات کا حوالہ دیا اور عمران کے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے تعلق کا
حوالہ دیا۔ لیکن ابھی بات جاری تھی کہ اچانک ٹیپ ریکارڈر رک گیا

تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"کیا مطلب یہ رک کیوں گیا ہے"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"ٹیپ ختم ہو گیا تھا اور والد صاحب کو شاید اس کا علم نہیں ہو سکا بس یہیں تک بات چیت موجود ہے"...... رستم نے کہا۔

"آپ نے میرے بارے میں کس سے بات کی تھی"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرے والد کے تعلقات ہوٹل والاز کے منیجر رابرٹ سے بڑے گہرے تھے۔ وہ ہمارے گھر بھی آتے جاتے رہتے تھے اور میرے والد نے مجھے بتایا تھا کہ رابرٹ کا تعلق زیر زمین دنیا کے بڑوں سے مسلسل رہتا ہے اور معاف کیجئے آپ کا نام سن کر مجھے احساس ہوا کہ یہ نام زیر زمین دنیا کے افراد کا بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے رابرٹ سے بات کی اس نے مجھ سے پوچھا کہ مسئلہ کیا ہے تو میں نے صرف اتنا بتا دیا کہ والد صاحب کا ایک پیغام پہنچانا ہے جس پر انہوں نے مجھے آپ کے متعلق بتایا اور پھر اس ہوٹل کے بارے میں جہاں آپ کی رہائش ہے میں نے وہاں فون کیا اور ہوٹل انتظامیہ سے آپ کا نمبر لے کر آپ کو فون کیا"...... رستم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی یہ کمپنی کس قسم کا کاروبار کرتی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہمارے مختلف شہروں میں بڑے بڑے گودام ہیں جہاں ہم بڑی بڑی پارٹیوں کا مال سٹور کرتے ہیں اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کا معاوضہ لیتے ہیں۔ بعض اوقات ہم خود بھی اپنا مال سٹور کر لیتے ہیں۔ بہرحال سٹاکنگ کمپنی ہے۔ میں تو یونیورسٹی میں پڑھ رہا تھا۔ مجھے تو اس کاروبار کا اتنا علم نہیں تھا لیکن والد صاحب کی اچانک وفات کی وجہ سے مجھے پڑھائی چھوڑ کر کاروبار سنبھالنا پڑا۔ میرا منیجر بہت پرانا آدمی ہے۔ ان کا نام انیس ہے۔ انہوں نے اس کاروبار کو سنبھالنے میں میری کافی مدد کی ہے اور اب میں کافی حد تک کام کو سمجھ گیا ہوں"...... رستم نے کہا۔

"آپ نے بتایا کہ آپ کے والد صاحب کو قتل کر دیا گیا تھا وہ واقعہ کیسے ہوا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ان کی لاش ہوٹل گلبہار کے ایک سپیشل روم سے ملی۔ انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔ اب منیجر انیس نے بتایا ہے کہ ہوٹل گل بہار والوں نے سپیشل روم بنائے ہوئے ہیں جہاں کاروباری بات چیت کو خفیہ رکھنے کے جدید انتظامات ہیں اس لئے کاروباری پارٹیاں یہ رومز بک کر لیتی ہیں جب کہ ہماری کمپنی کی طرف سے ایک سپیشل روم مستقل طور پر بک ہے اور اس سپیشل روم سے میرے والد کی لاش ملی ہے"...... رستم نے کہا۔

"پولیس نے لازماً انکوائری کی ہو گی اس کی کیا رپورٹ ہے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہوٹل کے ملازمین سے بیان لئے گئے ہیں لیکن سب نے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس کے بعد معاملہ ٹھپ ہو گیا۔ آگے ہی نہیں بڑھا۔ مجھے رابرٹ صاحب نے بتایا ہے کہ اگر آپ اس سلسلے میں کوشش کریں تو آپ قاتلوں کو پکڑوا سکتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں جو رقم آپ کہیں آپ کو دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں اپنے والد صاحب کے قاتلوں کو بہرحال ٹریس کرانا چاہتا ہوں"...... رستم نے کہا۔

"آپ کے والد غیر قانونی کاروبار بھی کرتے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی نہیں آج تک کبھی ان کی شکایت کسی طرف سے بھی نہیں سنی گئی۔ ویسے ان کا یہ کاروبار ہی اس قدر وسیع ہے کہ روپے پیسے کی کبھی کمی نہیں رہی پھر غیر قانونی کاروبار کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔ رستم نے کہا۔

"آپ اپنے منیجر صاحب کو بلائیں"...... ٹائیگر نے کہا تو رستم نے رسیور اٹھایا اور لیڈی سیکرٹری کو منیجر انیس کو بلانے کے ساتھ ساتھ مشروبات بھجوانے کا بھی آرڈر کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک ملازم تھا جس نے ٹرے میں مشروبات کی تین بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ بوتلیں ملٹی کلر ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی تھیں۔

"یہ ہمارے ادارے کے منیجر انیس احمد صاحب ہیں اور انیس صاحب ان کا نام ٹائیگر ہے۔ میں نے والد صاحب کے قاتلوں کو

ٹریس کرنے کے لئے ان کی خدمات حاصل کی ہیں"...... رستم نے آنے والے اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ کیا یہ نام کسی سرکاری ایجنسی کا ہے"...... انیس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ویسے وہ چہرے مہرے سے خالصتاً کاروباری آدمی نظر آ رہا تھا۔

"جی نہیں یہ میرا نک نیم ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور انیس احمد سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا اور ملازم نے ایک ایک بوتل تینوں کے سامنے رکھ دی۔

"مشروب لیجئے"...... رستم نے کہا۔

"انیس صاحب یہ بتایئے کہ مانک صاحب غیر قانونی کاروبار کب سے کر رہے تھے"...... ٹائیگر نے بوتل ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔ انیس بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"غیر قانونی کاروبار یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ میرا ان کا ساتھ بیس سالوں کا ہے میں نے تو آج تک نہیں دیکھا کہ انہوں نے کبھی کوئی غیر قانونی کاروبار کیا ہو"...... انیس نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ انہیں جو ٹیلی فون کالز آتی تھی وہ انہیں باقاعدہ ٹیپ کیا کرتے تھے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن ہر کال نہیں بلکہ جسے وہ ٹیپ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ پھر بعد میں اسے سنتے اور اس میں سے کاروباری پوائنٹ نوٹ

کرتے اور پھر مجھ سے تفصیل سے ڈسکس کرتے تھے۔ اس طرف کمپنی کو واقعی بے حد فائدہ ہوتا تھا کیونکہ بعض وہ اہم باتوں اور سرسری انداز میں ہونے والی باتوں پر توجہ نہیں دیتے اور غیر اہم باتوں پر زیادہ توجہ دے دیتے تھے"۔۔۔۔۔۔ انیس احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کو احساس ہو گیا کہ انیس احمد سچ بول رہا ہے۔

"ہوٹل گلبہار کا سپیشل روم آپ کی کمپنی کے نام مستقل بک رہتا تھا اس کی چابی کس کے پاس تھی"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس پر نمبروں والا لگا ہوتا ہے جناب اور نمبر صرف بک کرنے والے کو معلوم ہوتے ہیں ان نمبروں کا علم صرف مانک صاحب کو تھا اور کسی کو اس کا علم نہیں تھا کیونکہ اسے استعمال بھی وہ خود ہی کرتے تھے"۔۔۔۔۔۔ انیس نے جواب دیا۔

"آپ کی کمپنی کے جتنے بھی سٹور ہیں اور جہاں جہاں بھی ہیں۔ کیا آپ کے پاس ان کی لسٹ موجود ہے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں"۔۔۔۔۔۔ انیس نے چونک کر کہا۔

"ان کی تفصیل آپ کے پاس رہتی ہے یا مانک صاحب کے پاس بھی تھی"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی نہیں میرے پاس رہتی ہے اور میں ہی انہیں بک کرتا ہوں وہ صرف کاروبار کی نگرانی کرتے تھے براہ راست مداخلت نہ کرتے تھے۔ البتہ میں انہیں باقاعدگی سے رپورٹ کرتا رہتا تھا اور انہیں معاملات سے آگاہ بھی رکھتا تھا"۔۔۔۔۔۔ انیس نے جواب دیا۔

"مانک صاحب کا علیحدہ بینک اکاؤنٹ تو ہو گا۔ میرا مطلب ہے کہ کاروبار سے ہٹ کر"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا وہ واقعی کسی سراغ رساں کی طرح انکوائری کر رہا تھا۔

"جی نہیں انہیں جتنی رقم چاہئے ہوتی تھی وہ مجھے حکم دے دیتے تھے۔ ویسے آپ انہیں کنجوس بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ رقم خرچ کرنے کے معاملے میں بے حد محتاط رہتے تھے"۔۔۔۔۔۔ انیس نے گول مول سے لفظوں میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"رستم صاحب آپ نے انہیں صاحب کو ٹیپ سنوایا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہاں لیکن یہ بھی دوسری طرف سے بولنے والے کو نہیں پہچانتے۔ ورنہ تو اتنا بڑا مسئلہ پیدا ہی نہ ہوتا۔ میں براہ راست پولیس کو اس کا نام دے دیتا"۔۔۔۔۔۔ رستم نے جواب دیا۔

"میں واقعی یہ آواز نہیں پہچانتا"۔۔۔۔۔۔ انیس نے جواب دیا۔

"کیا آپ نے پولیس کو یہ ٹیپ سنوایا ہے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی نہیں پولیس نے اس سے کیا حاصل کر لینا تھا۔ خواہ مخواہ الٹا مجھے ہی پریشانی ہوتی"۔۔۔۔۔۔ رستم نے جواب دیا۔

"او کے۔ آپ یہ ٹیپ مجھے دے دیں مجھے یقین ہے کہ میں جلد از جلد آپ کے والد کے قاتلوں کو آپ کے سامنے لا کھڑا کروں گا ثبوت سمیت"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور رستم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹیپ

ریکارڈر سے ٹیپ سے نکال کر اس نے ٹائیگر کے حوالے کر دی۔

"آپ کی فیس"...... رستم نے کہا۔

"فی الحال کچھ نہیں بعد میں دیکھا جائے گا۔ خدا حافظ"۔ ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے راڈش کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ راڈش کلب کا مالک راڈش مخبری کرنے کا دھندہ کافی وسیع پیمانے پر کرتا تھا اور ٹائیگر کو یقین تھا کہ وہ مانک کے بارے میں بھی جانتا ہو گا اور اس دوسرے آدمی کے بارے میں بھی جس نے مانک سے بات کرتے ہوئے اس کا بھی اور عمران کا بھی بڑی تفصیل سے حوالہ دیا تھا۔ راڈش کلب میں کار روک کر وہ اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راڈش دفتر میں اکیلا تھا وہ ٹائیگر کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"آؤ۔ آؤ آج بغیر اطلاع کے خیریت"...... راڈش نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ آج بغیر اطلاع کے چھاپہ ماروں میں نے سنا ہے تمہارے پاس پریوں کا جمگھٹا رہتا ہے جب کہ میرے سامنے تم ہمیشہ پارسائی کا ہی اظہار کرتے رہتے ہو"...... ٹائیگر نے مصافحہ کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو راڈش بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میری بیوی کی ایک ہزار ایک آنکھیں ہیں اگر اس دفتر کے

سائے سے بھی کوئی عورت گزر جائے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے اور پھر میری جو شامت آتی ہے وہ بس میں ہی جانتا ہوں"...... راڈش نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بتاؤ کہ مانک سٹور کارپوریشن کے مالک مانک کو جانتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو راڈش بے اختیار چونک پڑا۔

"دیکھو ٹائیگر تم سے میری دوستی ضرور ہے لیکن تمہیں معلوم ہے کہ بزنس کے سلسلے میں کسی سے رعایت بھی نہیں کیا کرتا اس لئے اگر کچھ پوچھنا ہے تو پھر پہلے رقم طے کر دو مجھے دو پھر بات کرو"۔ راڈش نے کہا۔

"رقم کی بات مجھ سے مت کیا کرو۔ ورنہ کسی دن کھوپڑی میں دو تین گولیاں اتار دوں گا کیونکہ مجھے رقم کے پیچھے بھاگنے والوں سے نفرت ہے رقم تمہیں خود بخود مل جاتی ہے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم رقم دینے میں ہمیشہ فیاضی سے کام لیتے ہو لیکن مجھے کم از کم آسرا تو ہو کہ رقم ملے گی"...... راڈش نے جواب دیا اور ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔

"مانک تو قتل ہو چکا ہے تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا ہے"۔ راڈش نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اسے جانتے ہو۔ کس نے قتل کیا ہے اسے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کا مجھے علم نہیں ہے اور نہ میں نے ایسا کام کیا ہے۔ کیونکہ اس سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی البتہ اتنا معلوم ہے کہ اسے ہوٹل گلبہار کے سپیشل روم میں ہلاک کیا گیا ہے"...... راڈش نے جواب دیا۔

"کیا وہ غیر قانونی دھندے میں ملوث تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں وہ غیر قانونی مال سٹور کرتا تھا۔ اس کے پاس بڑے بڑے سٹورز ہیں خفیہ سٹورز"...... راڈش نے جواب دیا۔ تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"لیکن اس کا مینیجر انیس تو کہتا ہے کہ مانک کوئی غیر قانونی کام نہیں کرتا اور اس کے سارے سٹورز کی تفصیلات اس کے پاس رہتی ہیں اور وہی انہیں بک کرتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ بھی درست کہتا ہے میں تمہیں بتاتا ہوں۔ مانک بے حد ہوشیار اور محتاط کاروباری آدمی تھا۔ کاروباری سٹورز کو تو مینیجر ڈیل کرتا تھا لیکن اس نے اپنے طور پر خفیہ سٹورز بنائے ہوئے تھے۔ انہیں وہ خود اس انداز میں ڈیل کرتا تھا کہ کسی دوسرے کو اس کا علم نہ ہوتا تھا اور اس کام کے لئے اس نے ایک خاص پارٹی رکھی ہوئی تھی جابر۔ وہی گاہک بک کرتا تھا"...... راڈش نے کہا۔

"جابر۔ وہ کون ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"تم اسے نہیں جانتے۔ اس کا کام صرف ناجائز مال کو سٹاک کرنے والی پارٹیوں سے ڈیلنگ ہے۔ اس نے ویسے تو سٹیٹ ڈیلنگ

کا آفس بنایا ہوا ہے۔ فیئر اسٹیٹ ڈیلر۔ لیکن درپردہ اس کا یہی کام ہے۔ مانک کی طرح اور کئی پارٹیاں بھی اس کی گاہک ہیں"۔ راڈش نے جواب دیا۔

"میں تمہیں ایک ٹیپ سناتا ہوں تم اسے سن کر مجھے بتاؤ کہ یہ کس کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے۔ ایک ٹیپ ریکارڈر منگواؤ"...... ٹائیگر نے جیب سے ٹیپ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا تو راڈش نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا لیکن جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ ٹائیگر نے اس میں ٹیپ ایڈجسٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔

"یہ تو مانک ہے"...... پہلے آدمی کی آواز پر راڈش نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور یہ جابر ہے"...... دوسری آواز سنتے ہی راڈش نے حتمی لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا ٹیپ نکال کر واپس جیب میں ڈال لی۔

"یہ جابر مجھے کیسے جانتا ہے جبکہ میں اسے نہیں جانتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم بھی اسے جانتے ہو لیکن ایک اور نام سے یہ کراس گیم کلب کا مالک بھی ہے اور وہاں اس کا نام مارٹن ہے"...... راڈش نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"مارٹن ڈیگ۔ اسی کی بات کر رہے ہو"...... ٹائیگر نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہی"...... راڈش نے جواب دیا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ وہ اسٹیٹ ڈیل کا ادارہ چلاتا ہے جب کہ وہ ہر وقت گیم کلب میں ہی ملتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہاں اس کے خاص آدمی کام کرتے ہیں سودا یہ خود کرتا ہے اور اس کام کے لئے اس نے اپنا نام جابر رکھا ہوا ہے جب کہ گیم کلب کے لئے وہ مارٹن ڈیگ ہے"...... راڈش نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے اس لئے اسے میرے اور میرے باس کے بارے میں معلوم تھا۔ اوکے ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور جیب سے چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک کھینچا اس پر رقم لکھ کر دستخط کئے اور چیک راڈش کی طرف بڑھا کر وہ تیزی سے مڑا اور اس کے آفس سے باہر آگیا۔ اب اس کا رخ ہوٹل گلبہار کی طرف تھا وہاں اس کا ایک خاص آدمی موجود تھا اور وہ تھا بھی سپیشل رومز کا سپروائزر۔ اس کا نام مارٹی تھا اور پھر یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ مارٹی اسے ڈیوٹی پر مل گیا تھا۔

"مارٹی میری بات سنو ادھر آؤ"...... ٹائیگر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اسے ایک طرف لے گیا۔

"مارٹی تم مارٹن ڈیگ کو تو جانتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر اس نے مارٹی کی جیب میں ڈال دیا۔

"جی ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں جناب"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"جس روز مانک اپنے سپیشل روم میں قتل ہوا کیا مارٹن ڈیگ یہاں آیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا تو مارٹی بے اختیار چونک پڑا۔

"میرا نام تو سامنے نہیں آئے گا"...... مارٹی نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"تم مجھے اچھی طرح جاننے کے باوجود ایسی بات کر رہے ہو"۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"سوری جناب دراصل قتل کا مسئلہ بھی ہے اور قاتل انتہائی خطرناک بھی ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مانک کے سپیشل روم نمبر آٹھ کے تالے کا نمبر مارٹن ڈیگ کو معلوم تھا۔ وہ اپنے ساتھ یہاں کے ایک مشہور گینگسٹر مرفی کو بھی لے آیا تھا۔ وہ دونوں عقبی طرف سے آئے اور خاموشی سے اندر جا کر بیٹھ گئے لیکن میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھ لیا۔ پھر مانک اندر گیا۔ اس کے بعد وہ دونوں خاموشی سے نکل کر چلے گئے۔ اس کے بعد مانک کی لاش دستیاب ہوئی"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ ہوٹل کے پاس پبلک فون بوتھ میں سکے ڈال کر اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں سلیمان باس کے بارے میں کچھ معلوم ہے کہ کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہے کہ صدیقی صاحب کا فون آیا تھا اور وہ تیار ہو کر چلے گئے"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور اس بار اس نے صدیقی کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے لیکن وہاں سے پیغام ملا کہ پیغام ریکارڈ کرا دیجئے۔ ٹائیگر نے فون آف کیا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ظاہر ہے ہر بار اسے سکے ڈالنے پڑتے تھے لیکن وہ ہمیشہ اپنے کوٹ کی ایک خاص جیب میں مخصوص سکوں کی کافی تعداد رکھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس تقریباً ہر فون کمپنی کے کارڈ بھی ہر وقت موجود رہتے تھے لیکن چونکہ سکوں والے بوتھ زیادہ تعداد میں تھے اس لئے اکثر اسے سکے ہی استعمال کرنے پڑتے تھے۔

"یس"...... ایک آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں کیا صدیقی صاحب یہاں موجود ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو صدیقی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں صدیقی صاحب عمران صاحب سے بات

کرنی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا ایک منٹ"...... صدیقی نے کہا۔

"ہیلو علی عمران بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"باس جعلی ادویات کے سلسلے میں ایک خاص بات کا پتہ چلا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"فون پر مت بتاؤ۔ یہاں فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر آ جاؤ"۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ کار میں بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔

فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کے میٹنگ روم میں عمران فور سٹارز کے ممبرز کے ساتھ موجود تھا۔ صدیقی نے اسے فون کیا تھا کہ جعلی ادویات کے سلسلے میں وہ اہم بات کرنا چاہتا ہے تو عمران فلیٹ سے یہاں آگیا تھا اور صدیقی نے اسے بتایا تھا کہ اسے رپورٹیں ملی ہیں کہ مارکیٹ میں جعلی ادویات دوبارہ سپلائی کی جا رہی ہیں لیکن اس بار کام محتاط طریقے سے ہو رہا ہے۔ صدیقی نے جب ایک دکاندار کو پکڑ کر جب اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ اسے یہ دوائیں ایک آدمی لا کر دیتا ہے۔ وہ کار پر آتا ہے آرڈر بک کرتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ پھر اسے فون پر کہا جاتا ہے کہ مال فلاں جگہ سے اٹھا لیا جائے۔ پھر وہ رقم ادا کر کے مال اٹھا لیتا ہے لیکن بکنگ ہر بار نیا آدمی نئی کار پر کرتا ہے اور مال بھی ہر بار نئے انداز سے ملتا ہے صرف ایک لفظ کوڈ کے طور پر استعمال ہو رہا ہے اور وہ لفظ ہے ٹرائی اینگل۔ اس لفظ کے

ذریعے سارا کاروبار ہو رہا ہے۔ صدیقی نے اس دکاندار سے بات کی کہ اب جب وہ کار پر آئے تو اس کا نمبر نوٹ کر کے وہ اسے اطلاع دے لیکن دوسرے روز صدیقی کو معلوم ہوا کہ اس آدمی کو رات اس کے گھر میں گھس کر گولی مار دی گئی ہے۔

"عمران صاحب جعلی اور نقلی ادویات کا یہ دھندہ حتمی طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہم لوگ آخر کب تک اس کے پیچھے بھاگتے رہیں گے"...... چوہان نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ یہ کام حکومت اور اس کے اداروں کا ہے۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم موجودہ کاروباری پارٹیوں کا خاتمہ کر دیں ان کی فیکٹریاں تباہ کر دیں تو دوبارہ کاروبار شروع ہونے میں کافی وقفہ آ جائے گا اور پھر صدر صاحب کو کہہ کر ایسے سخت ترین قوانین بنائے جا سکتے ہیں جن سے اس مکروہ کاروبار کا قلع قمع ہو سکے اور ایسے اقدامات بھی کئے جا سکتے ہیں کہ عوام خود اس مکروہ کاروبار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ ایسی تنظیمیں شہر میں قائم کرائی جا سکتی ہیں جو لوگوں کو شعور دلائیں۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے ذریعے لوگوں کو اس سلسلے میں شعور دلایا جا سکتا ہے۔ بہت سے اقدامات کئے جا سکتے ہیں لیکن ہمارا وہ مقصد پورا نہیں ہو رہا۔ جعلی اور نقلی ادویات کے درمیان کوئی بڑا وقفہ نہیں آ رہا اور یہی ہماری ناکامی ہے۔ اب جہاں تک میں نے تجزیہ کیا ہے۔ اس مذموم اور مکروہ کاروبار کے پیچھے اصل آدمی نواب افتخار تھا۔ اس نے کاروبار ریڈ

سنڈیکیٹ کو فروخت کر دیا لیکن درمیان میں ماسٹر کی نیت خراب ہو گئی اور اس نے ریڈ سنڈیکیٹ کو پکڑوا کر خود مال اور فیکٹریوں کی مشینری پر قبضہ کر لیا۔ اس کا اصل آدمی نظامت تھا۔ نظامت مارا گیا اور ماسٹر بھی اور پھر اس مال اور مشینری کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گیا۔ اس کے علاوہ جعلی اور نقلی ادویات کا دھندہ کسی نہ کسی سطح پر تھوڑا یا زیادہ مسلسل چل رہا ہے۔ حتیٰ کہ نواب افتخار اس کا شکار ہو گیا اور اب صدیقی بتا رہا ہے کہ ٹرائی اینگل کے کوڈ نام سے یہ کام زیادہ بڑے پیمانے پر جاری ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب آپ کا فون ہے"...... اسی لمحے ملازم نے دروازے سے داخل ہو کر صدیقی سے کہا اور صدیقی اٹھ کر باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس نے فون پیس اٹھایا ہوا تھا۔

"ٹائیگر کا فون ہے وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... صدیقی نے فون پیس عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس جعلی ادویات کے سلسلے میں ایک خاص بات کا پتہ چلا ہے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"فون پر مت بتاؤ۔ یہاں فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر آجاؤ"۔ عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔

"آپ نے فون پر اسے بات کرنے سے منع کر دیا ہے۔ کیا آپ کا

خیال ہے کہ یہ ہمارا فون ٹیپ ہو رہا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں ٹرائی اینگل کے لفظ نے مجھے محتاط کر دیا ہے۔ یہ لفظ بتا رہا ہے کہ کوئی باقاعدہ منظم تنظیم یا سنڈیکیٹ ہے اور ہو سکتا ہے کہ جہاں سے ٹائیگر بات کر رہا ہو اس کی بات سن لی جائے"...... عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں ملازم کو کہہ آؤں کہ وہ ٹائیگر کو ساتھ لے آئے"۔ صدیقی نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب ٹائیگر کو کس خاص بات کا پتہ چلا ہو گا"۔ خاور نے کہا۔ وہ اب ہسپتال سے فارغ ہو کر واپس آچکا تھا۔

"صدیقی کی طرح جعلی ادویات بیچنے والے کسی آدمی کا پتہ چلا ہو گا اسے بھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خاور کے ساتھ بیٹھے دوسرے بھی ہنس پڑے۔

"کس بات پر ہنسا جا رہا ہے"...... صدیقی نے واپس آکر بیٹھتے ہوئے کہا اور خاور نے اسے اپنا سوال اور عمران کا جواب بتا دیا تو صدیقی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ظاہر ہے عمران صاحب اب مزید کیا کہا جا سکتا ہے"۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اصل کام یہ نہیں ہے کہ چھوٹی چھوٹی نالیوں میں جو پانی بہہ رہا ہے اسے اس طرح روکا جائے کہ نالیاں بند ہو جائیں۔ اگر چھوٹی نالی بند ہو گئی تو پانی کسی اور نالی میں بہنا شروع ہو جائے گا۔ بہتا ہوا

پانی بہرحال اپنا راستہ بنالیتا ہے۔ اصل کام اس دریا یا ندی نالے کو
خشک کرنا ہے جہاں سے یہ پانی نالیوں میں آرہا ہے"۔ عمران نے
بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو صدیقی سمیت باقی سب نے اثبات میں
سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا اور اس
نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سب کو سلام کیا اور ایک خالی کرسی پر
بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ کس خاص بات کا تمہیں پتہ چلا ہے"...... عمران
نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ماسٹر کا تیار کردہ مال کس کی
تحویل میں ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی
ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ ویری گڈ۔ کون ہے وہ جو مال لے اڑا تھا اور جس کی وجہ
سے فورسٹارز سمیت ہم سب رک گئے تھے۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران
نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے مانک کے بیٹے رستم کے فون
سے لے کر ہوٹل گل بہار کے مارٹی تک ہونے والی ساری کارروائی
اور بات چیت دوہرا دی۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ماسٹر کے آدمی نظامت نے مانک کے
خفیہ گوداموں میں مال رکھا۔ پھر نظامت اور ماسٹر دونوں مارے گئے
تو اس مارٹن ڈگیگ نے یا جابر نے مانک کو اس کی اطلاع دی پھر اس
جابر نے گینگسٹر سے مل کر مانک کو ہلاک کر دیا اور مال پر قبضہ کر

لیا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اس مارٹن ڈگیگ کو میں جانتا ہوں یہ انتہائی شاطر
آدمی ہے اور اس گینگسٹر مرفی کو بھی میں جانتا ہوں۔ اس نے ویسے
تو ایک عام سا ہوٹل گرین فال بنا رکھا ہے لیکن درپردہ یہ منشیات کا
دھندہ کرتا ہے۔ اس نے شراب کی سپلائی کی ایک خفیہ تنظیم بنا
رکھی ہے جس کا نام ٹرائی اینگل ہے۔ یہ مرفی گریٹ لینڈ کا باشندہ
ہے اور وہاں کی کسی سرکاری ایجنسی میں بھی رہا ہے اس لئے بڑے
منظم طریقے سے کام کرنے کا عادی ہے اس لئے کبھی پکڑا نہیں گیا
اور عام طور پر لوگ اس کے بارے میں جانتے ہی نہیں"...... ٹائیگر
نے جواب دیا۔

"ٹرائی اینگل اوہ پھر تو واقعی ٹرائی اینگل مکمل ہو گیا۔ ویری
گڈ"...... عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی اور
باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"کیا مطلب باس"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹرائی اینگل کا مطلب مثلث ہوتا ہے یعنی تین زاویے۔ ایک
زاویہ جعلی ادویات کا کاروبار۔ دوسرا زاویہ اسے پکڑنے والے
فورسٹارز لیکن تیسرا زاویہ نہیں مل رہا تھا اور اب تمہاری اطلاع سے
معلوم ہو گیا ہے کہ یہ تیسرا زاویہ جابر اور مرفی ہیں۔ اس طرح یہ
ٹرائی اینگل مکمل ہو گیا۔ کہاں ہے اس مرفی کا ہیڈ کوارٹر"۔ عمران
نے کہا۔

"آپ ٹرائی اینگل کے لفظ کو خصوصی اہمیت دے رہے ہیں باس۔ کیا اس لفظ میں کوئی خاص بات ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو صدیقی نے اسے ساری بات بتا دی کہ کس طرح اس نے ایک دکاندار کو پکڑا اور اس نے بتایا کہ ٹرائی اینگل کے نام سے یہ دھندہ ہو رہا ہے اور پھر اس دکاندار کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔

"اوہ پھر تو یہ بات مکمل طور پر طے ہو گئی کہ ماسٹر کا مال اب مرفی ٹرائی اینگل کے ذریعے بازار میں فروخت کر رہا ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اب یہ بات طے ہو گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ مال جابر نے اس مرفی کو فروخت کر دیا ہے جبکہ فیکٹریوں کو وہ خود سنبھال رہا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر فوری طور پر تو اس مال کو روکنا چاہئے اس کے بعد فیکٹریوں کا نمبر آئے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں ہمیں بیک وقت دونوں اطراف میں کام کرنا ہو گا ورنہ ایک کی اطلاع دوسرے تک پہنچ جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"جابر اور مرفی کے سلسلے میں معلومات تو ٹائیگر سے مل جائیں گی"...... صدیقی نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں میں یہیں بیٹھے بیٹھے آپ کو معلوم کر کے بتا سکتا ہوں کہ یہ دونوں اس وقت کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں اور ٹائیگر اس جابر کو کور کر کے یہاں لے آتے ہیں جب کہ فور سٹارز اس مرفی کو کور کریں اور ان دونوں کو یہاں لا کر ان سے تفصیلات حاصل کر کے پھر اکٹھی کارروائی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"باس جابر کے لئے آپ کو ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر آپ حکم دیں تو مرفی کو بھی میں ساتھ ہی اٹھا سکتا ہوں۔ آپ صدیقی صاحب کو میرے ساتھ بھیج دیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے تم پھر صدیقی اور خاور کو ساتھ لے جاؤ اور ان دونوں کو یہاں لے آؤ۔ کتنی دیر لگ جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"زیادہ نہیں باس صرف دو گھنٹے لگ جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹائیگر صدیقی اور خاور کے ساتھ اٹھ کر باہر چلا گیا جبکہ چوہان اور نعمانی دونوں وہیں رہ گئے۔

"چوہان اور نعمانی تم دونوں کو میں نے خصوصی طور پر یہاں روکا ہے۔ تم دونوں نے ایک ضروری کام کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا عمران صاحب"...... ان دونوں نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے سوپر فیاض کو اغوا کر کے یہاں لانا ہے"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں ہی بے اختیار چونک پڑے۔

"سوپر فیاض کو اغوا کیا مطلب"...... دونوں نے انتہائی حیرت ے لہجے میں کہا۔

"یہ بعد میں بتاؤں گا۔ ماسک میک اپ کر لو۔ اس وقت فیاض سروسز کلب میں ہو گا۔ وہ وہاں لازماً دو گھنٹوں کے لئے جاتا ہے"۔ عمران نے کہا اور دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"گیس سے بے ہوش کرنا چوٹ نہ مارنا ایسا نہ ہو کہ اس بیچارے کی کھوپڑی میں جتنا دماغ ہے وہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ اس کے سامنے اصل حلیے میں آئیں گے"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں مجھے بھی میک اپ کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور دونوں تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان دونوں کے جانے کے بعد عمران نے ملازم کو بلایا اور اسے کافی لانے کا کہہ دیا اور ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ملازم واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کافی کی پیالی موجود تھی۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اطمینان سے کافی پینے میں مصروف ہو گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد چوہان اور نعمانی کی واپسی ہو گئی۔ سوپر فیاض ان کے کندھوں پر لدا ہوا تھا۔

"اسے تہہ خانے میں لے جا کر راڈز میں جکڑ دو"...... عمران نے کہا اور وہ دونوں واپس مڑ گئے اور پھر آدھے گھنٹے بعد صدیقی خاور اور ٹائیگر بھی جابر اور مرفی کو لے کر آ گئے۔ عمران نے ان دونوں کو بھی

وہیں تہہ خانے میں راڈز والی کرسیوں میں جکڑنے کا حکم دیا اور ٹائیگر اور خاور جنہوں نے ان دونوں کو اٹھایا ہوا تھا واپس مڑ گئے جبکہ صدیقی وہیں عمران کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"کوئی پرابلم تو نہیں ہوا"...... عمران نے صدیقی سے کہا۔

"نہیں ٹائیگر کی وجہ سے کوئی پرابلم نہیں ہوا ورنہ شاید یہ لوگ اتنی آسانی سے ہاتھ نہ آتے۔ ٹائیگر ان کے سارے خفیہ راستوں سے واقف ہے اس لئے ہم اچانک نہ صرف ان کے سروں پر پہنچ گئے بلکہ انہیں بغیر کسی کو معلوم ہوئے وہاں سے نکال بھی لائے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"اسی لئے تو ٹائیگر کو میں نے زیر زمین دنیا میں ایڈجسٹ کرایا ہوا ہے۔ اس سے بعض اوقات واقعی بے حد فائدہ ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوہان، نعمانی، خاور اور ٹائیگر بھی واپس آ گئے۔

"باس آپ نے سوپر فیاض کو کیوں اغوا کرایا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو صدیقی بے اختیار اچھل پڑا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ چوہان اور خاور نے تو میک اپ کر لیا ہے۔ تم سب بھی میک اپ کر لو۔ میں نہیں چاہتا کہ سوپر فیاض کو معلوم ہو سکے کہ تمہارا تعلق فور سٹارز سے ہے"...... عمران نے کہا۔

"اور آپ اسی طرح اصل شکل میں اس کے سامنے جائیں گے"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں میں بھی ماسک میک اپ کروں گا"...... عمران نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی کھڑے ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب تہہ خانے میں پہنچ چکے تھے۔اس بڑے سے تہہ خانے کو انہوں نے ٹارچنگ روم بنایا ہوا تھا۔یہاں راڈز والی کرسیاں بھی موجود تھیں اور ان کرسیوں میں سے تین پر جابر، مرلی اور سوپر فیاض بے ہوشی کے عالم میں جکڑے ہوئے تھے۔تھوڑی دیر بعد عمران بھی وہاں پہنچ گیا۔اس نے وہاں پہنچ کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ماسک اپنے سر اور چہرے پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے تھپکا کر اس نے ایڈجسٹ کر دیا۔اب اس کی شکل اور بالوں کا رنگ اور ڈیزائن مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا۔

"اب چوہان پہلے سوپر فیاض کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چوہان سے کہا تو چوہان سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے کی دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔اس نے الماری کھولی اور اس میں ایک شیشی اٹھائی اور الماری بند کر کے وہ واپس مڑا اور سوپر فیاض کے قریب جا کر اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ سوپر فیاض کی ناک سے لگا دیا۔چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر دیا۔

"کیا ان دونوں کو بھی اسی سے ہوش آئے گا"...... عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر ٹائیگر کو دے دو"...... عمران نے چوہان سے کہا اور

چوہان نے شیشی ٹائیگر کو دے دی اور خود وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔باقی ساتھی بھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔چند لمحوں بعد سوپر فیاض نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھند چھائی رہی پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں پر جم گئیں۔

"یہ۔یہ کیا ہے۔کون ہو تم۔یہ تم نے کیا کیا ہے۔مجھے کیوں باندھا گیا ہے۔تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں کون ہوں"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ تم سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہو اور تمہارا نام فیاض ہے"...... عمران نے بدلے ہوئے لیکن انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا ہے کون ہو تم"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تم نے پہلے جعلی ادویات کے بارے میں آپریشن کیا اور پھر تم نے ریڈ سنڈیکیٹ کو پکڑ لیا۔کیا تمہارا خیال تھا کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا تاکہ تم اخبارات میں اپنی تعریفیں پڑھتے رہو اور اپنے اعلیٰ حکام سے شاباش وصول کرتے رہو"...... عمران نے پہلے سے بھی

زیادہ بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ یہ۔ تو میرا فرض تھا۔ میری ڈیوٹی تھی۔ تم کون ہو"۔ سوپر فیاض نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب جب تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔ جب تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ ادھیڑ دیا جائے گا۔ پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ فرض کیا ہوتا ہے اور ڈیوٹی کیا ہوتی ہے۔ پہلے ہم ان دونوں سے نمٹ لیں۔ انہوں نے اس مال پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا جو ریڈ سنڈیکیٹ کا مال تھا"...... عمران نے کہا۔

"تو تمہارا تعلق ریڈ سنڈیکیٹ سے ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"رابرٹ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اس نے جیب سے رومال نکالا اور پھر اس نے سوپر فیاض کا منہ زبردستی کھول کر اس میں رومال ٹھونس دیا۔

"اب تم صرف دیکھ سکو گے لیکن بول نہ سکو گے۔ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ جو لوگ دوسروں کے مال پر ہاتھ صاف کرتے ہیں ان کا کیا حشر ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"رابرٹ ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے ایک بار پھر ٹائیگر سے کہا جس کے پاس ہوش میں لانے والی انٹی گیس کی بوتل تھی۔ ٹائیگر نے جیب سے بوتل نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے

بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اسے ایک آدمی کی ناک سے لگا دیا اور چند لمحوں بعد ہٹا کر اس نے اسے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے کی ناک سے لگا دیا اور پھر ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کیا اور شیشی جیب میں ڈال کر واپس آ کر بیٹھ گیا۔

"ان میں سے جابر کون ہے اور مرفی کون ہے"...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی سے کہا تو صدیقی نے دونوں کی نشاندہی کر دی اور چند لمحوں بعد جابر اور مرفی دونوں یکے بعد دیگرے ہوش میں آ گئے۔ سوپر فیاض راڈز میں جکڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن منہ میں رومال ہونے کی وجہ سے وہ بول نہ سکتا تھا البتہ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تمہارا نام جابر بھی ہے اور مارٹن ڈیگ بھی"...... عمران نے جابر کے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو"...... جابر کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف تھا۔

"اور تمہارا نام مرفی ہے اور تم ٹرائی اینگل نامی سنڈیکیٹ کے چیف ہو"...... عمران نے جابر کی بات کا جواب دینے کی بجائے مرفی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے بھی جواب میں وہی کچھ کہا جو اس سے پہلے جابر نے کہا تھا۔

"تم دونوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ تم ہوٹل گل بہار کے سپیشل روم میں مانک کو ہلاک کر کے مال اور مشینری پر قبضہ کر لو گے اور

تمہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"یہ غلط ہے۔ میں نے کسی کو قتل نہیں کیا"...... جابر نے کہا۔

"تم احمقوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ سپیشل روم میں خفیہ کیمرے نصب ہوتے ہیں اور تم دونوں نے جب مانک کو ہلاک کیا تو اس کی فلم بن گئی اور یہ فلم اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔ کہو تو دکھاؤ تمہیں"...... عمران نے کہا تو جابر اور مرفی دونوں کے چہرے یکلخت تاریک پڑ گئے۔

"سنو یہ مال دراصل ریڈ سنڈیکیٹ کی ملکیت ہے۔ ریڈ سنڈیکیٹ نے نواب افتخار کو باقاعدہ رقم دے کر اسے خریدا ہے۔ ماسٹر نے درمیان میں سودا کرایا تھا پھر ماسٹر کی نیت خراب ہو گئی۔ اس نے ریڈ سنڈیکیٹ کے خلاف اپنے آدمی نظامت کے ذریعے سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو ریڈ سنڈیکیٹ کے بارے میں تفصیلات مہیا کر دیں۔ یہ تمہارے ساتھ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ موجود ہے اسے بھی ریڈ سنڈیکیٹ کے خلاف کام کرنے کی وجہ سے یہاں لایا گیا ہے اور اب اس کا حشر بھی انتہائی عبرتناک ہو گا۔ ماسٹر اور نظامت دونوں ٹائیگر اور عمران کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے اور جابر کو اس کا علم ہو گیا۔ جابر نے مانک کو بتایا کیونکہ نظامت نے مال مانک کے خفیہ سٹورز میں سٹور کرایا ہوا تھا۔ مانک کی نیت بھی خراب ہو گئی۔ اس نے اس پر قبضہ کرنا چاہا اور اس کے بعد تم دونوں نے مانک کو ختم کر دیا اور جعلی اور نقلی ادویات کے تیار شدہ

مال پر بھی قبضہ کر لیا اور مشینری پر بھی اور اب مرفی کی ٹرائی اینگل تنظیم شہر میں جعلی اور نقلی ادویات سپلائی کر رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں یہ غلط ہے"...... اس بار مرفی نے کہا۔

"تم دونوں نے اب ہمیں بتانا ہے کہ مال کہاں سٹور ہے اور فیکٹریاں کہاں کہاں کام کر رہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جب یہ سب ہے ہی غلط تو ہم کیا بتائیں"...... جابر نے کہا۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے"...... عمران نے اٹھ کر ایک ہاتھ سے اپنی کرسی اٹھائی اور پھر اس نے کرسی جابر کے سامنے رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔

"جب ہمیں معلوم ہی نہیں تو میں کیا بتاؤں"...... جابر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور دوسرے لمحے تہہ خانہ جابر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اس کا دایاں نتھنا خنجر کی نوک سے کاٹ دیا تھا۔ جابر کے حلق سے نکلنے والی چیخ ابھی تہہ خانے میں گونج رہی تھی کہ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور جابر کا دوسرا نتھنا بھی کٹ گیا اور جابر کے حلق سے ایک بار پھر انتہائی کربناک چیخ نکلی۔

"اب تم بتاؤ گے جابر۔ سب کچھ بتاؤ گے"...... عمران نے اس کے لباس سے خنجر صاف کرتے ہوئے اسے واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"میں۔میں کچھ نہیں جانتا تم مجھ پر ظلم کر رہے ہو"...... جابر نے سر ادھر ادھر مارتے ہوئے کہا لیکن عمران نے خنجر واپس جیب میں رکھ کر ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس نے جابر کی پیشانی کے درمیان ابھر آنے والی رگ پر مار دیا۔جابر کی حالت یکلخت بے حد تباہ ہو گئی۔اس نے حلق پھاڑ کر چیخ ماری اور عمران نے دوسری ضرب لگا دی۔پھر جیسے تہہ خانہ جابر کی چیخوں سے گونج اٹھا۔اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔

"بولو ورنہ اس بار......" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مڑی ہوئی انگلی والا ہاتھ اوپر اٹھایا۔

"رک جاؤ۔رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔رک جاؤ۔میں نے اور مرفی دونوں نے واقعی مانک کو ہلاک کر دیا اور اس کے خفیہ سٹوروں پر قبضہ کر لیا ہے جس میں جعلی ادویات کا تیار شدہ مال بھی موجود ہے اور مشینری بھی اور مرفی کے آدمی اب کاروبار کر رہے ہیں۔ہم نے منافع آدھا آدھا طے کر رکھا ہے"...... جابر نے ایسے بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر کام کرتا ہے۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے"...... اچانک مرفی نے کہا۔

"اسے جھوٹ بولنے دو۔تم سچ بول دینا۔ہاں جابر تفصیل بتاؤ کہاں ہیں یہ سٹور پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو جابر نے پتے بتانے شروع کر دیئے۔

"اس بارے میں مکمل تفصیلات کس کے پاس ہیں"۔ عمران

نے پوچھا۔

"مرفی کے پاس"...... جابر نے کہا تو عمران نے اس کا سر چھوڑ دیا اور پھر کرسی اٹھا کر وہ مرفی کے سامنے بیٹھ گیا۔

"ہاں اب تمہاری سچ بولنے کی باری ہے مرفی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور گولی جابر کے دل پر پڑی اور اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ چند لمحے تڑپ کر کرسی پر ہی ساکت ہو گیا۔اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"اس نے جھوٹ بولا تھا اس لئے میں نے اسے سزا دے دی ہے۔ اب تم سچ بولو ورنہ"...... عمران نے مرفی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کی نال اس کی پیشانی سے لگا کر اسے دبا دیا۔

"میں صرف دس تک گنوں گا اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رک رک کر گنتی شروع کر دی۔

"تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو"...... مرفی نے مضبوط سے لہجے میں کہا لیکن عمران نے گنتی جاری رکھی کیونکہ وہ مرفی کے جسم میں پیدا ہونے والی لاشعوری حرکات مارک کر رہا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ جابر نے جھوٹ بولا ہے تم مانتے کیوں نہیں میری بات"...... یکلخت مرفی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا لیکن اس نے گنتی جاری رکھی۔اب وہ

سات تک پہنچ گیا تھا۔

"اب باقی صرف تین ہندسے رہ گئے ہیں پھر تمہارا یہ جسم گڑھ میں تیر رہا ہو گا اور تمہاری روح پرواز کر جائے گی مرفی۔ پھر نہ جعلی ادویات سے بھرے ہوئے سٹور تمہارے کام آسکیں گے اور نہ ٹرائی اینگل تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکے گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس گنتی دوبارہ شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ رک جاؤ"...... جیسے ہی عمران نو تک پہنچا تو مرفی بے اختیار چیخ پڑا۔

"بولو کہاں ہیں تفصیلات بولو ورنہ میں دس کہہ کر ٹریگر دبا دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میری رہائش گاہ پر میرے خاص کمرے کے سیف میں ہیں"...... مرفی نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے تمہاری رہائش گاہ"...... عمران نے پوچھا تو مرفی نے ایک کالونی کا نام اور کوٹھی کا نمبر بتا دیا۔

"فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو مرفی نے فون نمبر بتا دیا۔

"رہائش گاہ پر کون موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا بھائی میرے ساتھ رہتا ہے اس کا نام تھامسن ہے"۔ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم فون پر اپنے بھائی کو کہو کہ وہ کاغذات سیف سے نکال کر

میرے آدمی کو دے دے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے خود جانا پڑے گا۔ وہ سیف صرف میری آواز سے ہی کھل سکتا ہے ورنہ نہیں"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے بھائی کے علاوہ اور کون رہتا ہے وہاں"...... عمران نے پوچھا۔

"تین ملازم ہیں"...... مرفی نے جواب دیا۔

"رابرٹ"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"دو ساتھیوں کو ساتھ لے جاؤ اور وہ کاغذات لے آؤ۔ وہاں موجود آدمیوں کو ہاف آف کر دینا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے چوہان اور نعمانی کو اشارہ کر کے ٹائیگر کے ساتھ جانے کا کہہ دیا اور وہ دونوں اٹھ کر ٹائیگر کے ساتھ تہہ خانے سے باہر چلے گئے۔

"کتنے آدمی ہیں تمہاری تنظیم میں"...... عمران نے پوچھا۔

"بڑی تنظیم ہے۔ میرا اصل کام تو شراب کی سمگلنگ تھا یہ کام تو میں نے ہنگامی طور پر شروع کیا تھا جابر کے کہنے پر"...... مرفی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹائیگر، چوہان اور نعمانی سمیت اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک موٹا سا لفافہ اور ایک فائل موجود تھی۔

"کیا مطلب۔ یہ تم نے سیف کیسے کھول لیا وہ تو کھل ہی نہیں

سکتا"...... مرفی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کھل نہیں سکتا تو توڑا تو جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور فائل کھول کر اسے دیکھنے لگا پھر اس نے فائل بند کر کے ایک طرف رکھی اور لفافے میں سے کاغذات نکال کر دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات دوبارہ لفافے میں ڈالے اور فائل اور لفافہ دوبارہ میز پر رکھ دیئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ مرفی کی طرف کر دیا۔

"تم جعلی ادویات فروخت کرتے ہو جس سے سینکڑوں ہزاروں بے گناہ آدمی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ تم بے رحم اور مکروہ کیڑے ہو اس لئے تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں"...... عمران نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مرفی جس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا لیکن اس کے حلق سے سوائے ہلکی سی چیخ کے اور کچھ نہ نکل سکا اور دل میں اتر جانے والی گولیوں نے اسے چند لمحوں میں ہی ساکت کر دیا۔

"اب اس سپرنٹنڈنٹ کے منہ سے رومال نکالو تاکہ اب اس سے بھی نمٹ لیا جائے"...... عمران نے ریوالور واپس جیب میں ڈالتے ہوئے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر سوپر فیاض کے منہ سے رومال نکال لیا۔ سوپر فیاض کا چہرہ خوف کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔

"تم نے دیکھ لیا جابر اور مرفی کا حشر۔ اب تم بتاؤ تم نے ریڈ

سنڈیکیٹ کو تباہ کیا ہے۔ تمہارے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ میں نے تو اپنی ڈیوٹی سرانجام دی ہے۔ سس۔ سرکاری ڈیوٹی"...... فیاض نے رک رک کر کہا۔

"اب بھی تمہارے پاس ایک آخری چانس ہے سپرنٹنڈنٹ فیاض اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو پھر مجھ سے سودا کر لو۔ ریڈ سنڈیکیٹ کو جو تمہاری کارروائی سے نقصان پہنچا ہے اس کا تاوان دے دو"...... عمران نے کہا۔

"تاوان۔ کیا تاوان"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"صرف پچاس کروڑ روپے اور یہ زیادہ نہیں ہیں۔ تم نے اس سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے ریڈ سنڈیکیٹ کو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کیوں دوں رقم میں نے تو سرکاری فرض سرانجام دیا ہے اور پھر میرے پاس رقم کہاں سے آئی"...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس سرکاری فرض کی خاطر مرنے کے لئے بھی تیار ہو جاؤ"...... عمران کا لہجہ اور سرد ہو گیا اور اس نے جیب سے ریوالور ایک بار پھر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے اور سوپر فیاض کا چہرہ مزید زرد پڑ گیا۔

"سنو مسٹر جو بھی تمہارا نام ہے۔ میں نے تم پر اور تمہارے ریڈ

سنڈیکیٹ پر کوئی غلط کارروائی نہیں کی۔ تم لوگ معاشرے کے مجرم ہو اور مجرموں کی سرکوبی میرا فرض ہے میری ڈیوٹی میں شامل ہے تم بے شک گولی مار دو۔ لیکن اگر تم یہ بات سوچو کہ میں تمہیں رقم دوں گا تو اس بات کو ذہن سے نکال دو۔ یہ میرا آخری اور حتمی فیصلہ ہے"...... سوپر فیاض نے یکلخت انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔

"چلو وعدہ کرو کہ اگر تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے تو تم آئندہ ریڈ سنڈیکیٹ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"اگر مجھے ثبوت مل گئے تو میں ضرور کارروائی کروں گا یہ میرا فرض ہے"...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ریوالور کا رخ سوپر فیاض کی طرف کر دیا۔ سوپر فیاض نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔

"پہلے تو تم بہت مضبوط ارادے کا اظہار کر رہے تھے اب آنکھیں کیوں بند کر لیں"...... عمران نے کہا اور سوپر فیاض نے آنکھیں کھولیں تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

"تمہارے خلاف بعد میں فیصلہ ہو گا فی الحال ہم یہ کارروائی مکمل کر لیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما تو سوپر فیاض کی کنپٹی پر ضرب لگی اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ دوسری ضرب کے بعد اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"ٹائیگر اسے اٹھا کر واپس لے جاؤ اور آفیسرز کلب میں کسی کونے میں ڈال دو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور پھر میز پر سے لفافہ اور فائل اٹھا لی۔

"سوپر فیاض کو یہاں لے آنے کا مقصد کیا تھا عمران صاحب"۔ صدیقی نے کہا۔

"میں صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں سوپر فیاض نے رقم دے کر نظامت سے ریڈ سنڈیکیٹ کے کاغذات تو نہیں خریدے۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ سوپر فیاض میں لاکھ خرابیاں بھی ہیں لیکن یہ اصول کے معاملے میں اپنی جان بھی دے سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی اور باقی ساتھی بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"اگر وہ ایسا کر لیتا تو پھر"...... تہہ خانے سے باہر آتے ہی صدیقی نے کہا۔

"تو پھر سوپر فیاض سے میری دوستی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی"...... عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صدیقی اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران نے کار سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی پارکنگ میں روکی اور
پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سوپر فیاض کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
چپڑاسی نے اسے دیکھتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔
"تمہارا صاحب موجود ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یس سر ابھی بڑے صاحب کے آفس سے آئے ہیں"...... چپڑاسی
نے جواب دیا اور عمران پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا تو سوپر فیاض
دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔
"کیا ہوا۔ کیا اب دن کو خواب دیکھنے کی کوشش کر رہے ہو"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے سر
اٹھایا اور آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں سرخی چھائی ہوئی تھی
اور چہرے پر موجود تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ واقعی اس وقت بے حد
پریشان ہے۔
"یہ بتاؤ آخر باپ بیٹے کو مجھ سے کیا دشمنی ہے۔ مجھے آج بتاؤ۔ میں

نے تم دونوں کا آخر کیا بگاڑا ہے کہ تم دونوں ہی مجھے جان سے مارنے
کے درپے ہو رہے ہو"...... سوپر فیاض نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا
تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ
کہیں اس روز فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں فیاض نے عمران کو پہچان
تو نہیں لیا تھا لیکن پھر اس نے یہ خیال جھٹک دیا کیونکہ اسے معلوم
تھا کہ فیاض کسی صورت بھی اس کا میک اپ اور لہجے کو چیک
نہیں کر سکتا۔
"کیا ہوا ہے۔ کیوں اپنی جان کا مرثیہ پڑھ رہے ہو۔ کیا کہہ دیا
ہے ڈیڈی نے"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔
"کل میں مرتے مرتے بچا ہوں۔ نجانے ان بے رحم قاتلوں کو مجھ
پر کیسے رحم آگیا۔ میں نے تمہارے ڈیڈی کو رپورٹ دی کہ وہ مجھ
سے ہمدردی کریں گے انہوں نے الٹا نہ صرف مجھے نکما کہا۔ بزدل اور
نہ جانے کیا کیا کہہ دیا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر
میں ان قاتلوں کو گرفتار کروں ورنہ ان کی بجائے وہ مجھے گولی مار
دیں گے۔ اب تم بتاؤ کیا یہ شرافت ہے کہ ایک آدمی تو جان بچ گئی
ہو اسے اس طرح جھاڑ دیا جائے اور ایک ہفتے کا وقت دے دیا جائے
جیسے وہ سفاک اور بے رحم قاتل خود ہی میرے پاس آکر گرفتاری
دے دیں گے"...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔
"کیا مطلب۔ کیا ہوا کل۔ کیا واقعی تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا کہیں
پھنس گئے تھے"۔ عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"میری تو خود سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ سب کیا ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے۔ میں کل آفیسر کلب گیا۔ میں ایک راہداری سے گزر رہا تھا کہ اچانک میری ناک سے کسی گیس کی بو ٹکرائی اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میں کسی تہہ خانے میں راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ میرے ساتھ دو اور آدمی بھی موجود تھے۔ جن میں سے ایک کا نام رابرٹ اور دوسرے کا نام رانسن تھا۔ وہاں چھ اور افراد بھی موجود تھے۔ ان کا ایک لیڈر تھا۔ بے حد سفاک اور بے رحم۔ اس نے بتایا کہ وہ ریڈ سنڈیکیٹ کا باقی ماندہ گروپ ہے اور چونکہ میں نے ریڈ سنڈیکیٹ کو گرفتار کیا ہے اس لئے وہ مجھے اس کی سزا دینے یہاں آئے ہیں۔ پھر انہوں نے میرے منہ میں رومال ٹھونس دیا۔ اس کے بعد وہ ان دو آدمیوں کی طرف متوجہ ہو گئے ان دونوں نے دراصل ریڈ سنڈیکیٹ کے مال اور مشینری پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر اس بارے میں تفصیلات حاصل کر کے انہوں نے ان دونوں کو انتہائی بیدردی سے قتل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے میرے منہ سے رومال نکالا اور پھر ان کے لیڈر نے مجھ سے کہا کہ چونکہ میں نے ریڈ سنڈیکیٹ کو بہت نقصان پہنچایا ہے اس لئے میں اگر اسے پچاس کروڑ روپے ادا کر دوں تو وہ مجھے زندہ چھوڑ سکتا ہے لیکن میں نے صاف انکار کر دیا کیونکہ میں نے سرکاری ڈیوٹی سرانجام دی تھی"۔ سوپر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ارے وے دیتے تھے پچاس کروڑ تمہارے لئے یہ بھی کوئی رقم

ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم پچاس کروڑ کہہ رہے ہو۔ میں اسے اس معاملہ میں ایک روپیہ بھی دینے کو تیار نہیں۔ میں نے کوئی غلط کارروائی نہیں کی اور نہ ہی کوئی جرم کیا ہے جس کا میں تاوان بھروں۔ میں نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دی ہے اور بس"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تو پھر تم نے ان سے وعدہ کر لیا ہو گا کہ اگر تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے تو تم آئندہ ان کے خلاف کام نہیں کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس لیڈر نے یہ شرط رکھی تھی لیکن میں نے صاف انکار کر دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ڈیوٹی بھی دوں اور مجرموں کے خلاف کارروائی نہ کروں۔ ایک ہی صورت تھی کہ میں استعفیٰ دے کر گھر بیٹھ جاتا لیکن میں ایسا کیوں کرتا اس لئے میں نے صاف انکار کر دیا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تو پھر تم زندہ کیسے نظر آرہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ ان کے اس نامراد لیڈر نے تو ریوالور کا رخ میری طرف کر دیا تھا اور اس کے چہرے پر ابھر آنے والی سفاکی سے میں سمجھ گیا تھا کہ وہ گولی چلا دے گا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور اللہ کو یاد کرنے لگا لیکن پھر نجانے کیا ہوا۔ اس نے ارادہ بدل دیا اور پھر مجھے ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا گیا۔ اس

کے بعد مجھے ہوش آیا تو میں آفیسرز کلب کے باغ کے ایک کونے میں پڑا ہوا تھا زندہ سلامت"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تم نے پچاس کروڑ والی بات ڈیڈی کو بتائی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں میں نے انہیں سب کچھ بتا دیا۔ انہوں نے بجائے میرے ساتھ ہمدردی کرنے کے یا میری زندگی بچ جانے پر مجھے مبارکباد دینے کے الٹا مجھ پر چڑھائی کر دی کہ میں نے اپنے آپ کو اس کرسی سے آزاد کیوں نہیں کیا اور ان قاتلوں اور مجرموں کو گرفتار کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں بزدل اور نکما ہوں۔ اب تم بتاؤ میں اس کرسی میں موجود لوہے کے راڈز کو کس طرح توڑتا کیا دانتوں سے اور اب نادر شاہی حکم ہے کہ ایک ہفتے کے اندر میں ان قاتلوں کو گرفتار کروں۔ ورنہ وہ مجھے اپنے ہاتھ سے گولی مار دیں گے۔ اب تم بتاؤ میں کیا کروں"...... سوپر فیاض نے بے بسی سے کہا۔

"اپنی زندگی بچ جانے کا جشن مناؤ اور مجھے کسی اچھے سے ہوٹل میں کھانا کھلاؤ۔ آخر میں تمہارا دوست ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تم۔ اور دوست۔ تم بجائے مجھے مبارکباد دینے کے الٹا مجھے کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں کھانا کھلاؤں یہی ہے تمہاری دوستی۔ اٹھو اور نکل جاؤ میرے آفس سے۔ آئی سے گیٹ آؤٹ"...... سوپر فیاض نے حلق پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے دھیرج۔ مجھے معلوم ہے جب تمہیں بے پناہ غصہ

آتا ہے تو تم انگریزی بولنا شروع کر دیتے ہو اور جتنی انگریزی تمہیں آتی ہے وہ بھی مجھے معلوم ہے لیکن اگر میں ایک ہفتہ تو ایک طرف ایک گھنٹے کے اندر تمہارا مسئلہ حل کر دوں تو پھر"۔ عمران نے کہا۔

"مسئلہ کیسا مسئلہ"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"انہی بے رحم قاتلوں والا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ لوگ کون تھے"۔ سوپر فیاض کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل کر کانوں تک پہنچ گئیں۔

"کیا۔ کیا مطلب کون تھے وہ"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"کیوں بتاؤں میں تو بس گٹ آؤٹ ہو رہا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھو بیٹھو۔ تم تو میرے اس ساری دنیا میں واحد دوست ہو۔ انتہائی عزیز ترین دوست۔ وہ تو بس مجھے تمہارے ڈیڈی کی وجہ سے جھلاہٹ سی ہو رہی تھی۔ آئی ایم سوری۔ بیٹھو کیا پیو گے۔ میں تمہارے لئے مشروب منگواتا ہوں"...... سوپر فیاض نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا اور جلدی سے گھنٹی بجا دی۔ دوسرے لمحے چپڑاسی اندر آ گیا۔

"مشروب کی دو بوتلیں ہمارے لئے لے آؤ اور ایک تم خود پی

لینا"...... سوپر فیاض نے چپڑاسی سے کہا تو چپڑاسی سلام کر کے مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ چپڑاسی کو کس خوشی میں مشروب پلایا جا رہا ہے۔ تم مجھ پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میری حیثیت تمہارے چپڑاسی جتنی ہے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے خود ہی تو کہتے ہو کہ وہ بھی انسان ہے اب خود ہی یہ بات بھی کر رہے ہو۔ تمہارا کچھ پتا بھی چلتا ہے"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا انسانی ہمدردی کے سوپ یہ بات کی ہے تم نے بچہ ٹھیک ہے۔ انسان تو بہر حال میں اور چپڑاسی ہیں ہی۔ تمہارا البتہ پتا نہیں کہ تم کیا ہو اور کس جنگل سے پکڑ کر لائے گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے میں جانور ہوں۔ کیوں"...... فیاض نے نتھنے پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ارے میں نے کب کہا ہے۔ ویسے بھی انسان کو حیوان ناطق کہا جاتا ہے اور جانور اس کو کہتے ہیں جس میں جان ہو اور جان تمہارے اندر ہے ہی نہیں۔ ڈیڈی نے درست کہا ہے کہ تم نے بزدلی کا ثبوت دیا ہے تمہیں چاہئے تھا کہ انہیں پکڑ لیتے"...... عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے اس وقت تم جو چاہو کہہ لو۔ لیکن مجھے بتاؤ کہ وہ

کون لوگ تھے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"لیکن"...... عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

"پھر وہی لیکن۔ میں کہتا ہوں بتاؤ کون تھے وہ ورنہ"...... سوپر فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ورنہ کیا"...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا

"ورنہ۔ ورنہ۔ ورنہ۔ کچھ نہیں۔ پھر کچھ نہیں ورنہ کچھ نہیں"۔ سوپر فیاض نے آخر انتہائی بے بسی سے کہا تو عمران اس کی اس حالت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا اچھا بس اب اپنے ہوش میں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے۔ مجھے دراصل سلمیٰ بھابھی اور تمہارے بچوں کا خیال آجاتا ہے تو سنو۔ ان کا تعلق فور سٹارز سے تھا"۔ عمران نے کہا اور سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ فور سٹارز۔ وہ تو سرکاری تنظیم ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کے ماتحت۔ وہ۔ وہ مجھے کیوں اس طرح پکڑنے اور ہلاک کرنے کی کوشش کرتی"...... سوپر فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری ان سے بات ہوئی ہے۔ میں نے یہی بات ان سے پوچھی تھی انہوں نے بتایا ہے کہ انہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ سوپر فیاض نے ایک غنڈے اور مجرم ماسٹر کے آدمی نظامت کو بھاری رقم دے کر اس سے ریڈ سنڈیکیٹ کے خلاف کاغذات خریدے تھے۔ اس طرح ان

کے خیال کے مطابق تم نے اس ماسٹر اور اس آدمی کی سرپرستی کی تھی اور یہ ان کے خیال کے مطابق جرم ہے۔ چنانچہ انہوں نے تمہیں اغوا کرایا اور پھر انہوں نے تم سے سودا کرنے کی کوشش کی لیکن جب باوجود یقینی موت کو سامنے دیکھ کر تم اصول پر ڈٹے رہے تو ان کا شک دور ہو گیا اور انہوں نے تمہیں بے ہوش کر کے واپس آفیسرز کلب پہنچا دیا۔ میں ان کی طرف سے معذرت کرنے آیا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات تھی لیکن انہوں نے میرے متعلق ایسی بات سوچی ہی کیوں۔ وہ مجھے کیا سمجھتے ہیں کہ میں مجرموں سے سودے بازی کروں گا"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ان کے لیڈر کا کہنا ہے کہ اسے اطلاع ملی تھی اور اس نے مجھ سے بھی فون پر بات کی تھی۔ میں نے اسے بتایا کہ میں سوپر فیاض کے پاس گیا تھا لیکن سوپر فیاض نے اس بارے میں مجھے گھاس تک نہ ڈالی اس پر اس کا شک پختہ ہو گیا۔ اگر اس دن تم مجھے بتا دیتے تو میں اس کی تسلی کرا دیتا اور تمہیں یہ عذاب بھگتنا نہ پڑتا۔ ویسے وہ تمہاری بڑی تعریفیں کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ سوپر فیاض بے حد بہادر، دلیر اور اصول پسند آدمی ہے۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے بھی جھوٹ نہیں بولا تھا"...... عمران نے کہا اور سوپر فیاض کا چہرہ بے اختیار مسرت سے جگمگا اٹھا۔

"اس کا شکریہ۔ لیکن اب تمہارے ڈیڈی کو میں کیا بتاؤں انہوں

نے تو میری بات پر یقین ہی نہیں کرنا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"میں اسے کہہ دوں گا کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کو جو رپورٹ دے تو اس میں اس بات کا تفصیل سے ذکر کر دے۔ پھر چیف ڈیڈی کو اس بارے میں خود ہی بریف کر دیں گے کیونکہ چیف کسی کی تعریف کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اگر ایسا ہو جائے تو واقعی مزہ آ جائے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف تمہارے ڈیڈی سے میری تعریف کر دے تو سمجھو لطف آ جائے گا"...... سوپر فیاض نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"لطف تو تمہیں آئے گا مجھے کیا ملے گا۔ صرف جھاڑ اور گٹ آؤٹ کی دھمکیاں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے پھر بلیک میلنگ شروع کر دی کیوں"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے کیا کہا ہے۔ اگر تم اسے بلیک میلنگ کہتے ہو تو ٹھیک ہے میں فور سٹارز کے چیف کو کہہ دوں گا کہ وہ اپنی رپورٹ میں تمہارا سرے سے ذکر ہی نہ کرے۔ بس اب تو خوش ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران مجھے معلوم ہے کہ تم کام نہیں کرتے اس لئے تمہارے پاس رقم نہیں ہوتی اور تم پر قرضہ بڑھ جاتا ہے لیکن تم اس طرح مجھے بلیک میل نہ کیا کرو جب بھی تمہیں ضرورت ہو ہزار

پندرہ سو ویسے ہی مجھ سے مانگ لیا کرو"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"اوہ نہیں اتنی بڑی رقم تم سے مانگ کر میں نے تمہیں شرمندہ تو نہیں کرنا۔ اتنی بڑی رقم تو تم نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی ہو گی۔ ویسے ایک بات بتاؤ۔ تمہارے سامنے فورسٹارز نے جعلی ادویات کے مال اور مشینری کے کاغذات جابر اور مرفی سے وصول کئے تھے اور یہ مال کروڑوں روپے کا ہے لیکن تم نے اس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ کیا تمہیں ان کاغذات کی ضرورت نہیں ہے کہ تم یہ مال سٹوروں سے برآمد کرو اور ٹرائی اینگل تنظیم کو گرفتار کرو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں واقعی۔ اگر وہ فورسٹارز تھے تو پھر تو یہ کام واقعی ہو سکتا ہے۔ پہلے بھی جعلی ادویات کا سارا سلسلہ فورسٹارز نے ہی مجھے دیا تھا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ہاں اور پھر تعریفیں تمہاری چھپ گئیں اخبارات میں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے بتاؤ کہ کون ہے فورسٹارز کا چیف۔ میں اس سے خود بات کر لوں گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تم سے اس کی بات ہو چکی ہے ابھی تم خود کہہ رہے تھے کہ وہ انتہائی ظالم اور سفاک اور نامراد آدمی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ فورسٹارز گروپ ہے میں سمجھا کہ واقعی ریڈ سنڈیکیٹ کے لوگ ہیں"..... فیاض نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اصل بات یہ ہے سوپر فیاض کہ مال تو پکڑا جائے گا۔ سب کچھ ہو جائے گا لیکن یہ دھندہ مستقل طور پر کیسے ختم ہو گا اس بارے میں تمہارے ذہن میں کوئی تجویز ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اگر تمہارے ڈیڈی چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب وہ کیا کر سکتے ہیں"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ مجھے کہیں میں انٹیلی جنس میں جعلی ادویات کو ٹریس کرنے کا علیحدہ سیل بنا دوں گا۔ آخر جعلی کرنسی اور بہت سے دوسرے سیل کام کر رہے ہیں۔ ان کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ اس معاملے میں کام کرتے ہیں اور جیسے ہی انہیں کوئی اطلاع ملتی ہے تو پھر اس جرم کے خلاف پوری قوت سے انٹیلی جنس حرکت میں آ جاتی ہے"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ یہ تم نے واقعی بہترین تجویز دی ہے اب ڈیڈی سے بات کرنی پڑے گی"۔ عمران نے کہا اسے واقعی یہ تجویز پسند آ گئی تھی۔ کیونکہ وہ مسلسل یہ سوچتا رہا تھا کہ آخر اس کا مستقل سدباب کیسے کیا جائے کیونکہ فورسٹارز تو مستقل طور پر یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔ اس گروپ کے خاتمے کے بعد یہ کام پھر کوئی اور گروپ شروع کر سکتا تھا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بحیثیت ایکسٹو سر عبدالرحمن سے بات کر کے انہیں یہ سیل بنانے پر رضامند کر لے گا۔

"لیکن میری اس اچھی تجویز کا مجھے کیا فائدہ ہوگا"...... سوپر فیاض نے عمران کے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب اسے کہتے ہیں ہماری بلی اور ہمیں کو میاؤں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ لو وہ کاغذات بڑی مشکل سے فورسٹارز کو راضی کیا ہے ورنہ وہ اس بار اکڑ گئے تھے کہ وہ خود اس آپریشن کو مکمل کریں گے لیکن میں نے انہیں اپنی مفلسی کے لمبے چوڑے قصے سنا کر آخر رام کر لیا ہے"...... عمران نے جیب سے لفافہ نکال کر سوپر فیاض کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک مسئلہ ہے۔ ان کاغذات کی بنا پر اگر میں نے چھاپے مارے تو پھر مجھے تمہارے ڈیڈی کو بتانا پڑے گا کہ وہ لوگ فورسٹارز کے تھے لیکن انہوں نے میری بات تسلیم نہیں کرنی اور اگر تسلیم کر لی تو انہوں نے یہی کہنا ہے کہ پھر فورسٹارز نے مجھے یہ کاغذات دیئے ہیں اس طرح میرا سارا کریڈٹ ختم ہو جائے گا"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر کھانے کی دعوت دے دو تو تمہارا یہ مسئلہ بھی ابھی یہیں بیٹھے بیٹھے حل ہو سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعدہ رہا۔ جس ہوٹل میں چاہو اور جب چاہو"...... سوپر فیاض نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تو سنو۔ چونکہ تم ہوش میں رہے تھے اس لئے تم نے اس مرفی

کو پہچان لیا تھا اور اس کے آفس کے بارے میں تمہیں معلومات مل گئی تھیں۔ تم نے وہاں چھاپہ مارا تو وہاں کے ایک خفیہ سیف سے تمہیں یہ کاغذات مل گئے اور تم نے ساری کارروائی کر ڈالی۔ باقی رہی فورسٹارز کے سلسلے میں بات چیت وہ میں چیف سے کہہ دوں گا وہ ڈیڈی سے بات کر لیں گے کہ تم اپنی جان دینے پر آمادہ ہو گئے لیکن تم نے اصولوں پر سودے بازی نہیں کی اس طرح سارے معاملات تمہارے حق میں رہیں گے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ابھی کارروائی شروع کرتا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ارے وہ میری دعوت"...... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"مرو نہیں۔ پہلے یہ کام مکمل ہو جائے پھر دعوت بھی کھا لینا"۔ سوپر فیاض نے کہا اور سٹینڈ سے ٹوپی کھینچ کر اس نے سر پر رکھی اور تیزی سے چلتا ہوا آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے اتنی بھی کیا بے مروتی۔ ارے سنو تو سہی"...... عمران نے کہا لیکن سوپر فیاض نے اس کی ایک نہ سنی اور تیزی سے دفتر سے باہر چلا گیا۔

"اچھا اب بھگتنا میرے ساتھ ساتھ۔ اب یتیم خانے کے ایک ہزار بچوں کو بھی تمہیں دعوت کھلانی پڑے گی"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور خود بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

ڈارک مشن

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- ایک ایسا مشن جو بیک وقت کامیاب بھی تھا اور ناکام بھی — کیسے — ؟
- ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس نے عمران سے بغاوت کر دی۔ کیوں؟
- وہ لمحہ — جب جولیا نے ٹیم کی لیڈر شپ سنبھال لی اور عمران کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا — کیوں — ؟
- وہ لمحہ۔ جب جولیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مشن مکمل کرنے کے قریب پہنچ گئے لیکن پھر انہوں نے ارادہ بدل دیا۔ کیوں۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن۔
- وہ لمحہ۔ جب جولیا اور اس کے ساتھیوں نے عمران کی جان بچانے کو مشن پر ترجیح دے دی۔ کیا عمران کی جان واقعی خطرے میں تھی — یا — ؟
- وہ لمحہ — جب عمران نے مشن کو کامیاب کرتے کرتے اُسے ناکامی سے دوچار کر دیا — کیا واقعی عمران نے جان بوجھ کر ایسا کیا — یا — ؟
- کیا مشن کامیاب ہو سکا یا ناکام رہا۔ ایک ایسا سوال جس کا کوئی فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔
- انتہائی حیرت انگیز۔ دلچسپ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ایک منفرد انداز کا ناول۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ ایڈونچر ناول

کالی طاقت

مصنف :- ایم اے راحت

- ساری دنیا کو ون یونٹ بنانے کا عزم اور اسے حقیقت کا روپ دینے کے لئے ایک انتہائی دہشت ناک منصوبے پر عمل شروع کر دیا گیا۔ مگر کس طرح — ؟
- سپر پاورز نے کالی طاقت کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے — کیا سپر پاورز واقعی اتنی کمزور ثابت ہوئیں — ؟
- پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے کالی طاقت سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا اور علی عمران کی سربراہی میں سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم اس کے مقابلے پر لے آیا اور پھر ایک سنسنی خیز مہم کا آغاز ہو گیا۔
- ٹرپل ایجنٹ اشلا جس نے نہایت مہارت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد جال بننا شروع کر دیا اور عمران اور اس کے ساتھی بے بس ہوتے چلے گئے۔
- جیمس ٹیلا۔ جس کا اپنا قانون تھا۔ فیصلے کا اختیار اُسے خود تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو زہریلا مشروب پینے پر مجبور کر دیا۔
- انتہائی تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ناول۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں [illegible] منفرد ناول

مکروہ جُرم

حصہ دوم

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

- کیا مارگریٹ کے ذریعے عمران اور فورسٹارز ــــ اصل مکروہ مجرم تک پہنچ گئے یا ــــــ ؟
- مکروہ جُرم کا معاشرے میں پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹارز خود حیران رہ گئے۔ کیا وہ اس کا قلع قمع بھی کر سکے یا نہیں ــــ ؟
- وہ لمحہ ــــ جب مکروہ جُرم کے اصل سرغنہ کے خلاف قدرت کا قانونِ مکافاتِ عمل حرکت میں آگیا ــــ پھر کیا ہوا ــــ انتہائی عبرت انگیز نتیجہ ــــــ ؟
- وہ لمحہ ــــ جب فورسٹارز نے سُوپر فیاض کو بھی مکروہ جُرم کے مجرموں کے ساتھ اغوا کر لیا۔ کیا سُوپر فیاض بھی اس مکروہ جُرم میں شامل تھا۔ یا؟
- کیا اس خوفناک اور مکروہ جُرم کا جال فورسٹارز مکمل طور پر توڑ بھی سکے یا نہیں ــــــ ؟
- انتہائی تیز اور بے پناہ جدوجہد پر مبنی ایک منفرد ناول

شائع ہوگیا ہے

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ مُلتان